بلاخوف و ہراس ہمدردی حمایت اور ان کی پشت پناہی کرنا، ان کے مسائل کو اپنا مسئلہ سمجھ کر ان کے ساتھ گہرا لگاؤ رکھنا یہ سب اوصاف ان کی اسلام دوستی کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ چنانچہ ہم سب کو معلوم ہے کہ افغان مجاہدین کی حمایت اور ۳۵ لاکھ افغان مہاجرین کو پناہ دینے کے جرم کی پاداش میں شہید صدر جنرل محمد ضیاءالحق کو بارہا دھمکیاں دی گئیں ان کا ملک پاکستان روسیوں کے بلاجواز اشتعال انگیز حملوں کا نشانہ بنتا رہا ملک میں آئے دن زبردست دھماکے ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ پاکستان کو یکسر دولخت کرنے کے منصوبے بھی تراشے گئے۔ مگر دشمن کے یہ سبھی ہتھکنڈے اور عزائم شہید ضیاءالحق کے متین اور فولادی عزم میں ذرہ بھر لرزش نہ لا سکا۔

ایک دن روسی حکمران گورباچوف نے اپنے تہدید آمیز لہجے میں شہید صدر جنرل محمد ضیاءالحق کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا: "افغانستان کے داخلی معاملات میں اپنی مداخلت بند کرو ورنہ روس جوابی کاروائی کرنے پر اُتر آئے گا۔" اس سوال کے جواب میں مردِ آہن، مردِ حق اور مردِ مومن،

> **شہید صدر نے اُمتِ مسلمہ کی بھلائی اور قیام کے لیے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ پروفیسر برہان الدین "ربانی"**

شہید صدر نے بغیر کسی خوف و ہراس کے فرمایا: "میں مسلمان ہوں، ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے، اسی معاملے میں جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا میں دریغ نہیں کرونگا جو کچھ تمہارے بس کی بات ہے کرو دریغ نہ کرو۔"

ذرا غور کیجئے کہ یہ لین نشین جابر لیڈر کے سامنے کلمۂ حق کہنا اور ایسا موقف اختیار کرنا کیا آسان بات تھی؟ ہرگز نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ایک راسخ العقیدہ اور صادق مومن مسلمان سپاہی تھے۔ ان کا دل و دماغ ایمان کی روشنی سے منور تھا۔ ایمانی قوت نے ان کے دل و دماغ کو طاقتور سے طاقتور بنا دیا تھا۔ ایسے مومن مسلمان اور خادمِ صدیق صرف اللہ ہی سے ڈرا کرتے ہیں نہ کہ جابر انسانوں سے۔ "اتخشونھم۔ فاللہ احقُّ ان تخشوہ اِن کنتم مؤمنین" الایۃ"

انہوں نے ہمیشہ حق کا نعرہ بلند کیا اور حق کی حمایت کی اس لئے شہید "مردِ حق" کہلانے کے مستحق ہیں۔

پچھلے برس کے آغاز میں جب افغان مجاہدین و مہاجرین کے خلاف یہاں دشمن کی گمراہ کن تبلیغ اپنی اوج پر پہنچ چکی تھی تو شہید صدر جنرل محمد ضیاءالحق نے سرحدی قبائلی علاقوں کا دورہ کیا۔ وزیرستان میں ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ افغان مہاجرین ہمارے مسلمان بھائی ہیں وہ یہاں ہمارے مہمان ہیں۔ اگر وہ ایک صدی تک یہاں رہیں گے تو ہم ان کی برابر مہمان نوازی کرتے رہیں گے اور صرف اس پر ہماری دینی و ایمانی ذمہ داری پوری نہیں ہوتی بلکہ ہمیں چاہیئے کہ ہم ان کے شانہ بشانہ ان کے ملک کی آزادی کی جنگ لڑیں۔ یہ جنگ نہ صرف افغانستان میں لڑی جائے بلکہ (ماوراءالنہر) وسطی ایشیا کے محکوم اسلامی ملکوں کی آزادی کے لئے بھی جہاد کیا جائے۔ ایسے جرأت مندانہ الفاظ اس دور میں سوائے مرحوم صدر ضیاءالحق کے بغیر اور کون کہہ سکتے تھے۔ شہید اسلام صدر جنرل محمد ضیاءالحق اسلام کے وہ واحد مجاہد تھے جنہوں نے اپنے عہدِ حکومت کے دوران بغیر کسی بیم و ہراس کے یہ الفاظ کہے تھے۔

قبائلی علاقوں کے دورے کے بعد یہ قرار پایا تھا کہ شہید صدر روسی سفیر سے ملاقات کریں۔ جب ملاقات کا وقت آپہنچا

> **جب تک چاند سورج چمکتا رہے گا**
> **ضیا شہید تمہارا نام ہمارے دلوں میں دھڑکتا رہے گا**

تو روسی سفیر حاضر نہیں ہوا۔ چند دنوں بعد جب روسی سفیر سے ملاقات نہ کرنے کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں ان کے ساتھ کیسے ملاقات کروں جب کہ پاکستان کے صدر نے میرے ملک کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے۔ کچھ دنوں بعد ایک ملاقات کے دوران روسی سفیر نے جناب شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ ببرک کے عہد حکومت میں آپ نے کہا تھا کہ میں ببرک کے ساتھ مذاکرات کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ ہم نے اسے مسند اقتدار سے ہٹا دیا اور آج آپ کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر نجیب کے ساتھ مذاکرات کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ آخر ہم کب تک اس رد و بدل کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اگر کل ہم نجیب کو ہٹا کر اس کی جگہ دوسرے شخص کو نامزد کریں تو پھر بھی آپ اس کے ساتھ نہیں بیٹھیں گے۔

شہید ضیاء الحق نے اس کے جواب میں فوراً یہ کہہ دیا کہ ہاں آپ کے اشاروں پر چلنے والوں کے ساتھ میں ہرگز بات چیت نہیں کروں گا۔ افغانستان میں افغان عوام کے حقیقی نمائندے برسر اقتدار آئیں گے۔ تو میں ان کی ملاقات کے لئے افغانستان ضرور جاؤں گا۔ انہوں نے اپنے عالی جذبے، جرأت اور اعتماد کا ایک بار پھر مظاہرہ کرتے ہوئے افغان مجاہدین کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا اور کہا کہ اسلامی ملکوں کے اکثر و بیشتر حکمرانوں اور سیاست دانوں میں ضعف و زبون کی حالت پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو مشرقی کہلانا کم اسلامی شعار کے آداب کی صحیح مراعات نہیں کرتے۔ لیکن اُن سست عقیدہ سیاستدانوں کے مقابلے میں شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق ہی تھے۔ جو صداقت کے نور سے چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہر جگہ جاتے اور ایک مسلمان ہونے کے ناطے سے فخر محسوس کرتے انہوں نے اسلامی آداب و معاشرت کو کبھی ترک نہیں کیا عالمی لیڈروں کے ساتھ بحث و مذاکرے کے دوران اگر نماز کا وقت آجاتا تو سب کاموں کو چھوڑ کر نماز ادا کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے اور نماز ادا کرتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب فرمانے سٹیج پر تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے اپنی تقریر کرنے سے پہلے یہ شرط عائد کر دی کہ میری تقریر سے پہلے روح پرور تلاوت کلام اللہ مجید کی جائے اور یہ پہلا موقع تھا کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا ہال کلام اللہ مجید کی باقاعدہ تلاوت سے گونج اُٹھا۔ چنانچہ ایک دفعہ انہوں نے کیوبا میں حاضرین مجلس سے اسلام کی عظمت اور جاہ و جلال کے بارے میں ایک مفصل تقریر فرمائی۔

جناب شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق ہر سال رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں طواف خانہ کعبہ اور زیارت روضۂ پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے اور وہاں اس ذات یکتا کے حضور اور پیغمبر آخر زمان صلی اللہ علیہ وسلم کی درگاہ میں امت مسلمہ کی حالت زار ان کی زبون حالی اور عالمی فساد کے رفع دفع کے لئے بقول شاعر حضرت جامی بہ عذر و زاری گلہ و شکوہ۔

ای بہ سرا پردۂ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

جناب شہید صدر نے اسلامی ملکوں کے درمیان وحدت، یگانگت اور یکجہتی کو فروغ دینے اور ان میں

> مرحوم صدر مسلمان ممالک میں اتحاد کے داعی اور مجاہدین افغانستان کی کامیابی کے لیے دن رات دست بہ دعا تھے، اسلام کے لیے آپ کی انتھک کوششیں تاریخ کا ایک سنہرا باب بن چکا ہے۔
>
> ——— پروفیسر برہان الدین "ربانی"

پائے جانے والے اختلافات کو دور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی انہوں نے ایران عراق جنگ کے خاتمے کے لئے بھی انتھک کوششیں کیں۔

شہید ضیاء نے اپنی زندگی کے دوران مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے مخلصانہ اور جرأت مندانہ قدم اٹھائے۔

حکومت اسلامی پاکستان کے قیام کے چالیس سال بعد انہوں نے پہلی مرتبہ ملک میں نفاذ شریعت کا اعلان کیا۔ پاکستان کے لاکھوں مسلمانوں کی اس دیرینہ آرزو کو پورا کرنے کے لئے آپ نے اپنے دورِ اقتدار میں دن رات ایک کر کے پاکستان میں اسلامی نظام کو بروئے کار لانے کے لئے انتھک جدوجہد کی۔ وہ اسی منزل کی جانب قدم بڑھائے جا رہا تھا۔ ایک دن انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ اسلام کے دشمنوں نے نفاذِ شریعت کے خلاف اپنی مخالفت شروع کر دی ہے۔ مجھے اس بات پہ تعجب ہے وہ لوگ جو نظام اسلام کے چاہنے والے تھے۔ ان میں سے کئی ایک آج مخالفوں کے صفوں میں شامل نظر آتے ہیں۔ لیکن جو بھی ہونا ہو میں نے اپنے اللہ کی مدد سے نفاذ شریعت کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ جب تک میرے دم میں دم ہے اور زندگی میرا ساتھ دے گی میں اس مشن پہ چلتا رہوں گا۔

شہید صدر کے گیارہ سالہ عہدِ آفرین حکومت کے دوران پاکستان نے کئی ایک میدان میں نمایاں ترقی حاصل کی ہے عوام کا معیارِ زندگی بہتر ہوا۔ ملک میں اسلام کو فروغ ملا اور یہاں تک کہ فساد کی جڑیں آہستہ آہستہ خشک ہونے لگیں۔ بین الاقوامی سطح پر سیاسی میدان میں پاکستان کو ایک باوقار مقام نصیب ہوا، دنیا کے نامور سیاستدانوں کی طرف سے افغان مسئلے کے بارے

> **واقعتاً شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنی ساری زندگی اسلام کی سربلندی اور خاص طور پر جہاد افغانستان کی کامیابی کے لیے وقف کر دی تھی**

میں ان کی افغان پالیسی کو سراہا گیا انہیں دادِ شجاعت دی گئی اور اس طرح پاکستان کے وقار میں مزید اضافہ ہوا۔

واقعتاً شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنی ساری زندگی اسلام کی سربلندی اور خاص طور پر جہاد افغانستان کی کامیابی کے لئے وقف کر دی تھی وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں افغانستان کی آزادی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوں، ان کا عقیدہ تھا کہ مسند اقتدار پر رہتے ہوئے افغانستان کی آزادی کے لئے کچھ نہ کچھ خدمت انجام دیں۔ جونہی افغانستان آزاد ہو جائے اور وہاں ایک اسلامی حکومت قائم ہو جائے اس کے بعد میں مزید ایک لحظہ کے لئے بھی برسر اقتدار رہنے کا خواہشمند نہیں رہوں گا۔

وہ اپنی ولولہ انگیز تقاریر کے دوران اکثر و بیشتر عالم اسلام کے موجودہ مسائل اور خاص طور پر افغان جہاد کے بارے میں اپنے نیک خیالات کا اظہار فرماتے اور کہتے کہ مجھے بھی افغانستان کے گرم اور خونین مورچوں کا ایک مجاہد سمجھئے، میرا تو جی چاہتا ہے کہ میں بھی اسلام کی سربلندی کے لئے مجاہدوں کے شانہ بشانہ جہاد کروں۔ آخر کار وہی ہوا جو انہیں اور ان کے اللہ کو منظور تھا یہ سرفروش اسلام کے سچے سپاہی دشمن کے ایک گھناؤنی سازش کے تحت اسلام کی سربلندی، بقاء و دفاع اور جہاد افغانستان کی راہ میں جامِ شہادت نوش کر کے اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے

انا للہ وانا الیہ راجعون

جناب صدر جنرل محمد ضیاء الحق شہید

تو ہو گئے۔ مگر ان کا مقدس مشن ان کی شہادت سے ختم نہیں ہو گا۔ انہوں نے جو راستہ اپنایا تھا وہ پائیدار راستہ تھا۔ ان کے پاک اور مقدس آرزو پاکستان، افغانستان اور امت مسلمہ کے سینوں میں دل کی دھڑکن کی طرح ہمیشہ دھڑکتی رہے گی۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق شہید ہو گئے مگر اسلام تو باقی ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے غیور مجاہد عوام زندہ ہیں، دشمن کی مزید گھناؤنی سازشیں ان کی عریاں جارحیت اب ہمارے اسلامی انقلاب کے سیلاب کا رُخ نہیں موڑ سکیں گی۔ ہماری اسلامی تحریک کی خروشاں موجیں مستکبروں اور جابروں کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیں گی اور اس طرح مظلوم اور رنجیدہ ملت اسلامیہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت عزت اور کرامت کو دوبارہ حاصل کر لے گی۔ اسلام دشمن عناصر اپنے خام خیالی کے اس فکرہ گمان میں پڑے ہیں کہ ان کے ان ناپاک ہتھکنڈوں سے پاکستان کے عوام اور افغان مہاجرین و مجاہدین کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ مگر یہ لوگ بھول چکے ہیں کہ شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی جانب سے افغان مسئلے کے بارے میں جو سیاست اور افغان پالیسی انہوں نے وضع کی تھی اسے پاکستان کے اکثریت کی تائید و حمایت حاصل ہے پاکستان کی سالمیت، آزادی اور امن و امان اسی سیاست کی روح سے گہرے رشتوں کی طرح پائیدار اور مستحکم ہے۔ چنانچہ شہید صدر کی شہادت کے فوراً بعد پاکستان کے سول اور فوجی زعماء نے شہید ضیاء کی وضع کردہ پالیسی کو جاری رکھنے کا برملا آواز اعلان کیا اور کہا کہ حکومت پاکستان صدر ضیاء کی وضع کردہ افغان پالیسی میں تبدیلی لانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا وہ پہلے کی طرح افغان مہاجرین و مجاہدین کی حمایت کرتا رہے گا۔ اسلام کے دشمنوں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ افغان اسلامی انقلاب اپنی پختگی کے مرحلے پر آن پہنچا ہے، دشمن کے حربے اب ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکیں گے۔ حادثے چاہے کتنے بھی مصیبت بار ہوں۔ وہ ہمارے جیالے مجاہدوں کے بلند حوصلوں پر اثر انداز نہیں ہو سکے شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی اس ناگہانی اور المناک موت نے راہِ حق کے جیالے افغان مجاہدوں، پاکستان کے دلیر عوام اور امت مسلمہ کو نہایت غمگسار کر دیا ہے۔

میں اُن سبھی فرزندانِ توحید کو جنہوں نے اسلام کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر کے شہادت پائی۔ کا ذ ملت اسلامیہ کو اظہار تعزیت پیش کرتا ہوں اور دعاگو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ اُن سبھی افراد کو جو اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے دن رات سعی و تلاش کر رہے ہیں دشمن کے ناپاک عزائم سے اپنی پناہ میں محفوظ رکھے۔ شہید ضیاء کی خلوص و محبت ہماری مشعل راہ بنے اور ان کی روح بہشت بریں میں خوشنود رہے۔

والسلام

برہان الدین ربانی امیر جمعیت اسلامی

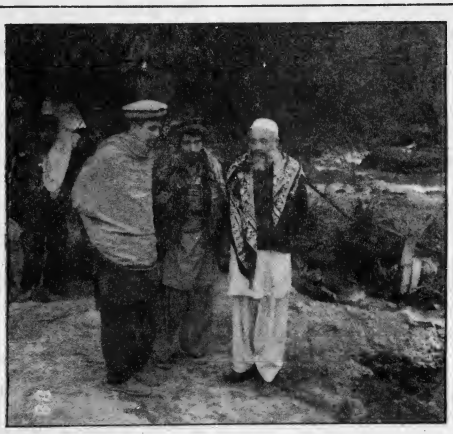

تحریر: شاہد محمود

مسئلہ افغانستان کا شہید

اس وقت ساری دنیا سپر طاقتوں کی سیاست میں الجھی ہوئی ہے دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جو بالواسطہ یا بلا واسطہ طور پر سپر طاقتوں کی سیاست کا ایک فریق نہ بن چکا ہو اور دونوں سپر طاقتوں کی سیاست کے اثرات سے محفوظ ہو۔ پاکستان بھی آزادی کے بعد سے ہی امریکہ اور روس کے ساتھ تعلقات کو جانبدارانہ بنیادوں پر قائم رکھنے کی پالیسی کے تحت ملکی مفادات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بہتر راہوں کی تلاش میں رہا ہے اور پاکستان نے براہِ راست کبھی بھی کسی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی کوشش نہیں کی۔

افغانستان کا مسئلہ پاکستان کا پیدا کردہ نہیں یہ مسئلہ از خود افغانستان کے اندر سے ہی اُٹھا اور اس نے اس وقت بین الاقوامی مسئلہ کی شکل اختیار کر لی۔ جب روس نے اپنی فوجیں افغانستان میں اُتار دیں۔ اس صورتِ حال میں پاکستان کی تشویش میں اضافہ بدلتی ہوئی بین الاقوامی سیاست کی وجہ سے ہوا اور مجبوراً پاکستان کو اپنے ملکی مفاد کے پیشِ نظر مسئلہ افغانستان میں ایک فریق بننا پڑا۔ اس وقت پاکستان کے سامنے دو صورتیں تھیں ایک تو یہ کہ اس مسئلہ سے بالکل ہی لاتعلق رہا جائے۔ جب کہ دوسری یہ تھی کہ روس کی مزید پیش قدمی کے سلسلے میں آئندہ کے خدشات کو یکسر ختم کرنے کے لئے پوری قوت سے اس بالادستی کا مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ پاکستان نے دوسری راہ اختیار کی۔ اس لحاظ سے مرحوم صدر ضیاء الحق کا یہ مؤقف کہ بین الاقوامی سطح پر تیزی سے بدلتی ہوئی سیاسی و جغرافیائی صورت حال کے پیشِ نظر مسئلہ افغانستان سے پاکستان کا لاتعلق رہنا خود پاکستان کے لئے خطرناک اور نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ان کے سیاسی تدبر اور ملکی مفاد کی اہمیت کو واضح کرتا رہا۔ پاکستان میں ایک طبقہ جو بھارت یا روس نواز سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس پالیسی کے شدید خلاف بھی تھا۔ تاہم صدر ضیاء الحق نے مستقل مزاجی سے اسے جاری رکھا۔

افغانستان میں روسی فوجوں اور افغان مجاہدین کی جھڑپیں جاری رہیں اور تقریباً تیس بتیس لاکھ افغان پناہ گزین سرحد پار کر کے پاکستان میں آبسے اور صدر ضیاء الحق مرحوم کے بقول انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر ان افغان مجاہدین کو پناہ دینے سے ہمارے جذبۂ مسلمانیت کی تسکین ہوتی رہتی ہے۔ صدر ضیاء الحق مرحوم کے پورے دور میں جس طرح افغانستان کے مجاہدین اور پناہ گزینوں کی امداد و تعاون جاری رہا۔ وہ اپنی جگہ ایک مثال ہے۔

ایک سیاسی حلقہ کی رائے ہمیشہ یہ رہی ہے۔ کہ صدر ضیاء الحق مرحوم نے اپنے دورِ اقتدار کو طوالت بخشنے کے لئے جان بوجھ کر خود اور امریکہ کو اس مسئلے میں فریق بنا دیا تھا۔ کیونکہ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں قومی انتخابات ملتوی کرنے اور مارشل لاء کی سختی کے بعد ان کے پاس کوئی اور ایسا جواز نہیں تھا جس کا سہارا لے کر وہ اپنے دورِ حکمرانی کو بڑھا سکیں سو اُنہوں نے ایک طرف امریکہ کو باور کرا دیا کہ اگر امریکہ ان حالات میں پاکستان کی مدد نہیں کرے گا۔ تو از خود پاکستان اور ایشیا میں امریکی مفادات کو ٹھیس

پہنچے گی۔ دوسری طرف امریکہ نے بھی اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے افغان مجاہدین کی مدد ہر طرح سے جاری رکھی ایک لحاظ سے یہ صدر ضیاءالحق مرحوم کی کامیابی شمار کی جا سکتی ہے کہ انہوں نے روس جیسی سپر طاقت کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے اس سپر طاقت کو روس کے مقابل لا کھڑا کیا جو اس مسئلہ سے قبل بھی دنیا میں دوسرے بہت سے ایشوز پر ایک دوسرے کے حریف رہی ہیں۔

ایک سیاسی حلقہ مسئلہ افغانستان میں امریکہ کے فریق بننے کو صدر ضیاءالحق مرحوم کے ذاتی اقتدار کی مضبوطی سے زیادہ پاکستان کے استحکام کو مضبوط ہونا سمجھتا ہے اور یہ بات کسی حد تک درست بھی لگتی ہے۔ مسئلہ افغانستان کا اصل پہلو جس پر صدر ضیاءالحق مرحوم نے ہمیشہ اُصولی مؤقف اختیار کئے رکھا وہ روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد افغانستان میں مستقل اسلامی اور افغان عوام کی نمائندہ حکومت کا قیام تھا جسے مغرب کے سیاسی مبصرین بنیاد پرستوں کی حکومت کا نام دیتے ہیں۔ انہوں نے بار بار اس بات کا اعادہ کیا کہ افغانستان کے عوام اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ اور انہیں اس سلسلے میں مکمل آزادی ملنی چاہیئے۔ شاید ضیاءالحق مرحوم کے اس اصولی مؤقف کی وجہ سے جنیوا مذاکرات سے جنیوا معاہدہ تک سالہا سال لگے۔ جنیوا معاہدہ پر دستخط کرنے کے سلسلے میں بھی مرحوم صدر کا مؤقف یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ شرائط منوائی جائیں اور اپنی شرط میں روسی فوجوں کے جلد سے جلد انخلاء کے بعد افغانستان میں قابل قبول حکومت کے قیام کو سرفہرست رکھا۔ افغان مسئلہ پر صدر ضیاءالحق مرحوم اور سابقہ جونیجو حکومت میں اختلافات کا تذکرہ بھی سُننے میں آ رہا ہے۔ کیونکہ بین الاقوامی ضرورتوں کے علاوہ خود صدر ضیاءالحق مرحوم ایک پکے مسلمان تھے۔ اور افغان مسلمان بھائیوں کے مستقبل سے متعلق بڑے فکرمند رہتے تھے۔ اور کوئی ایسا حل چاہتے تھے کہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے جبکہ وزیراعظم جونیجو سیاسی جماعتوں سے مشورے کے بعد نسبتاً غیر جانبدار ہو کر جلد سے جلد دستخط کرنے کے حامی تھے۔

صدر ضیاءالحق مرحوم نے اندرونِ ملک بموں کے دھماکوں اور تخریب کاری جیسے تلخ تجربوں کا مقابلہ کیا۔ لیکن وہ ہمیشہ افغانستان کے سلسلے میں اپنے اصولوں کو محترم تصور کرتے رہے گذشتہ دنوں ملک بھر کے اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کو ایک بریفنگ کے دوران انہوں نے سب مدعوئین سے عاجزی کے ساتھ التجا کی تھی کہ مسئلہ افغانستان کے بارے میں ضرور کچھ نہ کچھ باقاعدگی سے اخبارات میں چھاپا جائے اس میں اب کوئی شک نہیں کہ انہوں نے افغانستان کے مسئلے کو عالم اسلام کا ہی مسئلہ سمجھا اور اس کو حل کرنے کے لئے سنجیدہ کوششیں جاری بھی رکھیں۔ ان کا یہ مؤقف بھی تھا کہ اس مسئلہ کے حل سے پاکستان کا دفاع منسلک ہے۔ لہٰذا اس کے لئے ہمیں مزید قربانیاں دینا ہوں گی۔ ملک میں بموں کے دھماکے اور تخریب کاری کے واقعات ایک تسلسل کے ساتھ جاری رہے۔ اور ملک کے مختلف سیاسی حلقے ان بموں کے دھماکوں اور تخریب کاری کے واقعات کو مسئلہ افغانستان کی ہی ایک کڑی شمار کرتے ہیں اور انہی حلقوں کے بقول جنرل محمد ضیاءالحق مرحوم خود بھی اسی تخریب کاری کا ہی شکار ہوئے ہیں اور مسئلہ افغانستان جس نے ان کے مخالفین کے بقول بالواسطہ یا بلاواسطہ ضیاءالحق مرحوم کے لئے اقتدار کو طول دینے میں اہم کردار ادا کیا وہی مسئلہ افغانستان ان کی زندگی کے خاتمے کا باعث بھی بنا۔ اس طرح اگر ہم انہیں مسئلہ افغانستان کا شہید کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

الحاج محمد صبّار "عربی" وفات پاگئے

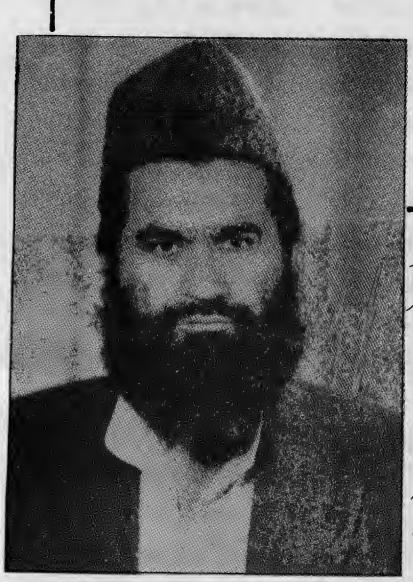

الحاج محمد صبّار "عربی" عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ تحریک اسلامی کا ایک فعال کارکن بھی تھے اکثر دوست و اقارب انہیں صرف "عربی" ہی کے لقب سے پکارتے تھے اور اکثر لوگ ان کے اصلی نام سے ناواقف تھے بلکہ انہیں "عربی صاحب" کے نام سے پہچانتے تھے۔

جناب مرحوم الحاج "عربی صاحب" صوبہ لغمان کے سب ڈویژن "قرغہ" میں "مشینہ" نامی گاؤں کے ایک دیندار محب وطن اور علم دوست گھرانے میں متولد ہوئے۔ والد گرامی جناب مرحوم مولوی عبدالجبار نے اپنے ذہین اور ہونہار بیٹے جناب "عربی صاحب" کی تربیت میں بہت دلچسپی لی تھی۔ اور اُنہی کی توجہ اور شفقت کی وجہ سے جناب "عربی صاحب" نے دینی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

الحاج "عربی صاحب" افغانستان کے تحریک اسلامی کے بانی کارکنوں میں سے شمار کیا جا رہا ہے۔ اور پاکستان میں آنے والے مہاجرین میں بھی سابقون الاولون کا درجہ رکھتے ہیں۔

موصوف جمعیت اسلامی افغانستان کے ایک مخلص، وفادار اور ہر دلعزیز کارکن تھے وہ ہمیشہ اپنے ساتھیوں سے نہایت خلوص اور محبت سے پیش آتے تھے۔ وہ ہمیشہ پارٹی امور میں سرگرم عمل رہے۔ نہایت خوش خلق، منکسر مزاج اور ملنسار شخص تھے۔

۱۹۸۷ء کو حج بیت اللہ شریف کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اور آخر وہ بیماری جو ان پہ عائد ہوئی تھی جان لیوا ثابت ہوکر بروز جمعرات داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

جمعیت اسلامی افغانستان کے عالی مقام رہبر

پروفیسر برھان الدّین "ربّانی"

آئندہ تین ماہ کے لیے موجودہ اتحاد مجاہدین کے چیئرمین (صدر) کی حیثیّت سے مُنتخب ہُوئے،

اتحاد اسلامی افغانستان کے موجودہ چیئرمین جناب پیر سید احمد گیلانی کی قیادت میں سپریم کونسل کا اجلاس ہوا. اس اجلاس میں دیگر جہادی امور کے علاوہ اتحاد کے آئندہ چیئرمین کے انتخاب کے بارے میں بھی غور و خوض کیا گیا. جس کے نتیجے میں متفقہ رائے سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اتحاد اسلامی افغانستان کے آئندہ چیئرمین جمعیت اسلامی افغانستان کے عالی قدر رہبر جناب پروفیسر برھان الدین "ربانی" ہوں گے. اور اس طرح استاد "ربانی" آئندہ تین ماہ کے لئے اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے ترجمان کی حیثیت سے منتخب ہوئے.

یاد رہے کہ جناب پروفیسر برھان الدین "ربانی" ایک مہینے سے جہاد کے مورچوں دیکھنے اور مجاہدین کی پوزیشن مستحکم تر کرنے افغانستان کے اندر جہادی امور میں مصروف ہیں.

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق وفات پاگئے

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق سابق ممبر نیشنل اسمبلی ۲ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز بدھ خیبر ٹیچنگ ہسپتال پشاور میں وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون ط

وفات کے وقت ان کی عمر ۷۸ برس تھی۔ وہ ایک بلند پایہ ادیب اور عالم دین تھے۔ مرحوم نے اپنی پوری زندگی درس و تدریس علوم دینیہ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ ملک بھر کے سینکڑوں علماء ان کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد مشرق وسطیٰ اور افریقہ میں بھی موجود ہے۔ افغانستان میں علماء دین کی ایک جمعیت ان کے درس میں شامل رہی ہے۔ جن میں افغان مجاہدین کے کئی ممتاز لیڈر بھی ہیں۔

مرحوم جمعیت علماء اسلام کے بانی ارکان میں سے تھے۔ وہ مولانا مفتی محمود کے دست راست اور متحدہ شریعت محاذ کے سربراہ تھے۔ آپ ۱۹۱۲ء میں اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محترم حضرت الحاج معروف گل ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ مرحوم نے ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم حقانیہ قائم کیا۔ جس سے اب تک ہزاروں کی تعداد میں طالبعلم فارغ التحصیل ہو چکے ہیں وہ جنگ آزادی کے ایک ممتاز راہنما تھے۔ مرحوم آخر وقت تک ملک میں نفاذ شریعت کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔

صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان ۸ ستمبر کو اکوڑہ خٹک گئے اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی وفات پر اظہار تعزیت کیا، صدر مرحوم کی قبر پر بھی گئے اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔ اس موقع پر انہوں نے مرحوم مولانا عبدالحق کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ صدر نے امید ظاہر کی کہ مولانا صاحب مرحوم کے صاحبزادے سینیٹر سمیع الحق اور دوسرے طالب علم جنہوں نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے مذہبی تعلیم حاصل کی مرحوم کی سنہری تعلیمات پر عمل کریں گے۔ اس موقع پر سینیٹر وفاقی وزیر محمد اسلم خٹک، وفاقی وزیر اطلاعات الٰہی بخش سومرو، گورنر سرحد امیر گلستان جنجوعہ اور وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد لیفٹننٹ جنرل (ریٹائرڈ) فضل حق بھی ان کے ہمراہ تھے۔ سینیٹ کے قائم مقام چیئرمین فضل آغا نے ممتاز مذہبی راہنما مولانا عبدالحق کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ مرحوم کے بیٹے مولانا سمیع الحق کے نام ایک تعزیتی پیغام میں فضل آغا نے کہا ہے کہ انہیں مولانا عبدالحق کی وفات پر گہرا صدمہ پہنچا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا اسلامی تعلیمات اور نظریہ پاکستان کو مقبول بنانے میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ سینیٹ کے قائم مقام چیئرمین نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور سوگوار خاندان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت دے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی وفات پر

جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر پروفیسر برہان الدین "ربانی" کا اظہار تعزیت

جمعیت اسلامی افغانستان کے قائد جناب پروفیسر برہان الدین ربانی نے اپنے ایک تعزیتی بیان میں کہا ہے۔ کہ مرحوم شیخ الحدیث اور علوم دینیہ کے عظیم عالم نے اسلام کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں وہ مسلمانوں کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوں گے

انہوں نے مزید کہا کہ مرحوم نے جہادِ افغانستان کو کامیاب بنانے کے لئے جو کردار ادا کیا وہ رہتی دنیا تک پائندہ اور تابندہ رہے گا

دارالعلوم حقانیہ کے نام سے دین اسلام کے پھیلانے کے لئے جو عظیم کارنامہ انہوں نے انجام دیا ہے وہ ایک ایسا کارنامہ ہے۔ جس کی تعریف اور توصیف الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ عوام میں مرحوم کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا یہ عالم تھا کہ وہ عرصۂ دراز تک قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوتے رہے۔ درآنحالیکہ انہیں اپنی انتخابی مہم چلانے کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی تھی۔ ان کی ذات پر عوام کا یہ اعتماد ان کی دینی خدمات، روحانی تعلق اور طہارت و تقویٰ کے سبب سے تھا۔

ان کے شاگردوں اور متوسلین کی بڑی تعداد اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک ان کے فیض کو عام کرنے میں مصروف ہے۔

شیخ الحدیث کی وفات سے خصوصاً پاکستان اور عموماً عالم اسلام ایک متبحر عالم دین اور ہر دلعزیز شخصیت سے محروم ہو گیا ہے،

مرحوم نے مختلف اوقات میں ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ اور جمہوری قدروں کے احیاء کے لئے اسلام اور جمہوریت پسند قوتوں کی جو سرگرم تائید و حمایت کی اسے کبھی بھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالےٰ مولانا مرحوم کی نیکیوں کو قبول فرمائے انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

ماہنامہ

مشعل

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے — بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

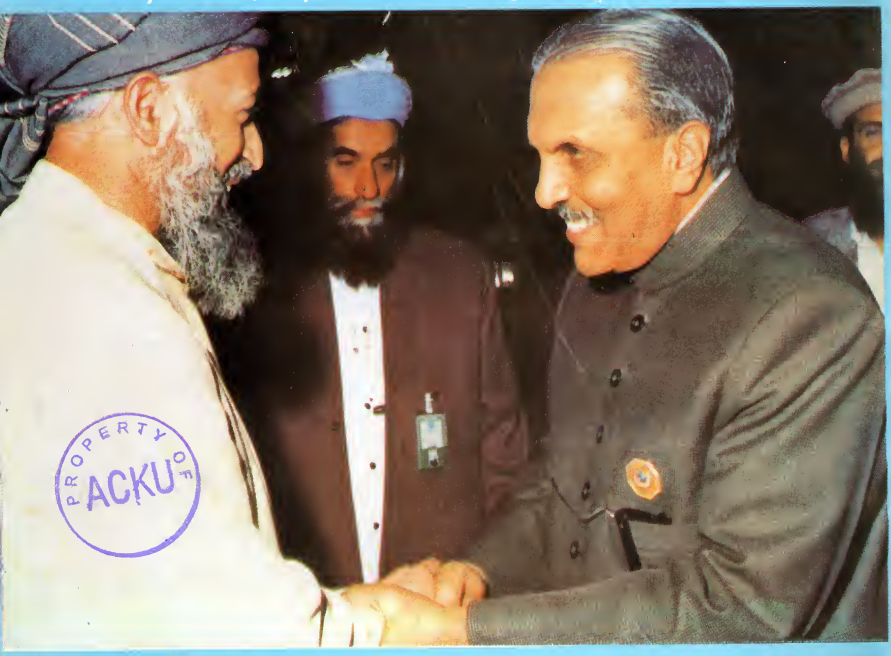

PROPERTY OF ACKU

امیر جمعیت اسلامی افغانستان کمانڈر انجنیر احمد شاہ مسعود سے صلاح مشورہ کر رہے ہیں

تحریر: احمد شاہ گل

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے

افغانستان کی آزادی، خودمختاری اور وہاں ایک اسلامی حکومت کے قیام کی خاطر دس سالہ جنگ مجاہدینِ افغانستان کی انتھک کوششوں، بےمثال قربانیوں اور میدانِ جنگ میں ایک لازوال کردار کی بدولت اب اپنے آخری مراحل میں داخل ہو چکی ہے آزادی کی یہ جنگ تاریخ عالم کی اُن جنگوں میں سرِفہرست ہے جو مختلف ادوار میں دنیا کی مختلف قوموں نے اپنی آزادی کے لئے لڑی تھیں افغانستان کی موجودہ جنگ میں ملتِ افغنہ کے ہر فرد (خلق اور پرچم کے ملت فروشوں کے علاوہ) نے اسلام اور آزادیٔ وطن سے محبت اور اپنے روایتی جذبے کی تڑپ سے بیقرار ہو کر کسی نہ کسی شکل میں قربانیاں پیش کیں۔ اور دنیا کی ایک بڑی طاقت کے ایٹمی اسلحوں کے سامنے بچوں بوڑھوں، خواتین اور خصوصاً سربکف مجاہدین نے میدانِ جنگ میں جس انداز سے سینہ تان کر مقابلہ کیا۔ ساری دنیا اسی پر عش عش کرنے لگی

اسی وجہ سے جیالے مجاہدین کے کردار پر جتنا بھی لکھا جائے کم ہوگا اور اس کی جتنی بھی تعریف و توصیف کی جائے کم ہوگی۔ ملتِ افغنہ نے وطن عزیز کی آزادی کے لئے جوش عقیدت اور محبت میں تن من اور دھن کا جو نذرانہ پیش کیا وہ ہر قوم کے بس کی بات نہیں ہے اور یہی وجہ تھی کہ اُنہوں نے جس بامردی دلیری اور شجاعت کا مظاہرہ کرکے اپنے قومی اور مذہبی فریضے کو ادا کیا تمام دنیا کو انگشت بدنداں کیا ان بے مثال اور لازوال قربانیوں کا نتیجہ تھا جس کی بدولت یونانیوں چنگیزیوں اور انگریزوں کی طرح آج مادی لحاظ سے روس جیسی بڑی طاقت کو بھی افغان مجاہدین نے اپنے جنگجویانہ عظمتوں اور کردار کے سامنے نہ صرف جھکا دیا ہے۔ بلکہ دشمن کی برائے نام عظمت کے پرخچے اڑا کر دنیا کے سامنے طشت از بام بھی کیا اور مجاہدین افغانستان کے ناقابل شکست عزم کی حقیقتوں کے سامنے شکستِ فاش کی ذلتیں اٹھا کر افغانستان کی سرزمین سے بقول مرزا غالبؔ ۔

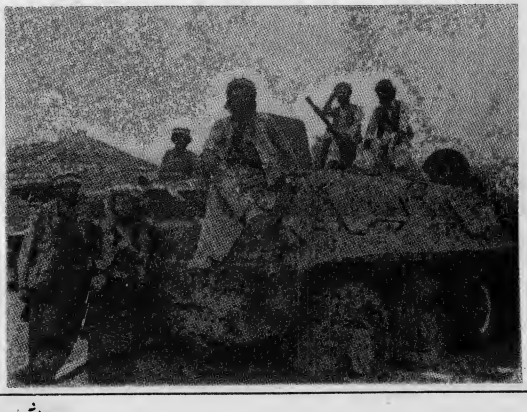

نکلن خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

روسی فوجوں کی واپسی سے یقیناً افغان مجاہدین اپنی آزادی اور خود مختاری کی آدھی جنگ جیت چکے ہیں اور یہی وجہ ہے۔ کہ مجاہدین کے حوصلے بلند سے بلند تر ہوتے جا رہے ہیں۔

سرخ استعمار کو شکست دینے کے بعد اب ان کا سامنا اُن وطن فروشوں سے ہے جو محض اقتدار کرسی کی خاطر ملحدوں سے مل کر ملک و ملت سے غداری کا ارتکاب کیا۔ ان غداروں کا اقارب انہیں بے یارو مددگار چھوڑ کر بھاگ رہا ہے اور غیرت و ناموس کے یہ سوداگر اپنے انجام کو دیکھ کر خوف کے عالم میں کچھ نہیں جانتے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ نہ جائے ماندن اور نہ پائے رفتن کی حقیقت ان کے سامنے ہے اور بوکھلاہٹ میں نہتے مہاجرین کے کیمپوں پر بمباری کے لئے بین الاقوامی اصولوں کو بھی بالائے طاق رکھ کر مملکت خداداد پاکستان کی سرحدوں کی خلاف ورزیوں پر اُتر آئے ہیں اور مشہور صوفی اور ولی اللہ حضرت رحمان بابا رحمت اللہ علیہ کا یہ قول بھول چکے ہیں کہ "اگر خداوند تعالیٰ کسی کا حامی اور مددگار نہ ہو تو (روسی فوجیں تو کیا) تمام دنیا کی طاقت بھی اگر تمہارے ساتھ ہو تب بھی تم اکیلے ہو"۔ اور یہ بات افغانستان کی جنگ آزادی میں مجاہدین نے عملاً کر کے دکھائی۔

عقل کے ان اندھوں اور عاقبت نااندیشوں نے چند روزہ اقتدار کے نشے میں چور ہو کر مجاہدین آزادی کی اقلیت کے صفایا کرنے میں کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور عقل کے یہ مارے اس حقیقت کے جاننے سے قاصر ہیں کہ اصل قوت جدید اسلحہ نہیں بلکہ قوتِ ایمانی ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ بارہا جذبۂ ایمان سے سرشار اقلیتیں اکثریتوں پر غالب آگئی ہیں۔

اسلامی تاریخ اس حقیقت سے بھری پڑی ہے۔ کہ حق و صداقت کے علمبردار اپنے مقابلے میں کئی گنا بڑے اور وسائل سے لیس دشمنوں کو کئی بار شکست کا مزہ چکھا چکے ہیں۔ اسلام کا مجاہد اور آزادی کا غازی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بغیر بھی دنیا میں کوئی بڑی طاقت ہو سکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مجاہدین کا قافلہ دن رات اپنی شجاعتوں کے بل بُوتے پر آئے دن یکے بعد دیگرے نئی نئی فتوحات حاصل کر رہے ہیں اور دشمن کو اپنے راستے سے خس و خاشاک کی طرح پاؤں تلے روندتے ہوئے اور فتح و کامیابی کا پرچم لہراتے ہوئے تیز تر تحرک گامزن۔ منزلِ ما دور نیست، کے ایمان افروز نغمے سے سرشار برابر آگے بڑھتے جا رہے ہیں اور لحظہ بہ لحظہ کامیابیاں اور کامرانیاں ان کے قدم چوم رہی ہیں۔ ان کے سرفخر سے تنے ہوئے ہیں اور مادرِ وطن کو آزادی صبح کی نوید سنا رہے ہیں۔ اور اپنے شہید ساتھیوں کو اُن ہی کے خون کی سرخی کے غازہ سے آزادی کی دلہن کے حسن کو نکھار رہے ہیں اور اسلام اور آزادی کے دو لفظوں کے حسن و جمال میں محو پامیر اور ہندوکش کی پیشانیوں پر اپنے لہو سے آزادی کا ایک لازوال دستاویز لکھنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

اللہ کے یہ غازی اور پر اسرار بندے اپنے خاکِ پاک کے خطے خطے اور ان کی طرح سنگین اور پامردی سے ڈٹے ہوئے چٹانوں پر اپنی آئندہ نسلوں کے لئے ایک ایسی تاریخ مرتب کر رہے ہیں جسے پڑھ کر افغانوں کی آئندہ نسلیں عقاب و شاہین بن کر آئندہ کے دشمنوں کی فوجی کبوتروں کے جھنڈوں پر جھپٹ کر، پلٹ کر اور پھر پلٹ کر ان کے دل گردوں کو نوچ لیا کریں گے۔ جس طرح وہ خود گذشتہ دس سال سے روسی فوج کے خون سے اپنے تلواروں کو گلگوں کر رہے ہیں، بقول خوشحال خان خٹک افغانوں نے اپنے سفید تلواروں کو دشمن کے خون سے رنگین کر کے میدانِ جنگ میں ایسی دکھائی دیتی ہیں۔ جس طرح ہاڑ کے مہینے میں لالہ کے پھول کھلے ہوں۔

کفر کے کالے بادلوں میں آزادی اور اسلام کی خاطر مجاہدین افغانستان کا جذبۂ ایثار متجاوز ملحدوں پر بجلی بن کر ان کی آرزوؤں کے خرمنوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ ان کی چمکتی تلواروں نے اپنی روایتی کردار کو زندہ و تابندہ بنا کر دشمن کو یاد دلایا کہ افغانستان کی سرزمین پر قدم رکھنے کے لئے انہیں ہزار بار سوچنا چاہیئے تھا اور اب تو وہ نہ صرف دشمن کو افغانستان سے نکال کر دم لیں گے۔ بلکہ وسطِ ایشیا کی مسلم ریاستوں کو بھی آزادی دلا کر اسکے ہی میں دم لیں گے۔ اسی جذبے کے تحت مجاہدین کی سرگرمیاں اپنی انتہائی عروج پر پہنچ گئی ہیں جن کے نتیجے میں سرخ فوجوں کے قتل عام کے ساتھ ساتھ روس کے فوجی جرنیلوں کی ہلاکتوں کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ بدخشان کے اہم شہروں پر مجاہدین کا قبضہ، بامیان میں اسلامی نقاب کا قیام، کابل کے ہوائی میدان اور خود افغانستان کے دارالحکومت پر حریت پسندوں کے مسلسل حملے، ہوائی جہازوں کی تباہی دشمن کے کئی بریگیڈوں کا مکمل صفایا قندہار کی سرحدی چھاؤنی سپین بلاک کی آزادی، پغمان میں کئی فوجی چوکیوں پر قبضہ، صوبہ ہرات کے ۹۰ فیصد علاقے پر آزادی کا پرچم لہرانا، قندہار کے فوجی گورنر پر ناکام اور آئے دن فوجی نوعیت کے ہیلی کاپٹروں کی تباہی کے ساتھ ان میں سوار فوجی جرنیلوں اور اعلیٰ فوجی افسروں کی ہلاکت کے وہ کارنامے ہیں جن سے مجاہدین کے حوصلے بلند تر ہوتے جاتے ہیں۔

دشمن اپنی غلطی کے احساس سے تو بہ تائب ہو کر واپس جانا چاہتا ہے جان چھڑانا چاہتا ہے۔ بھاگ نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہزیمتوں کا اعتراف کرتا ہے۔ اور حریت پسندوں سے زندگی کی بھیک مانگتا ہے۔ لیکن مجاہدین اپنے مذہبی اور آزادی کے اس دشمن کو جانے نہیں دیتا۔ کیونکہ اپنے ان ازلی دشمنوں کے سروں سے کوہِ ہندوکش کی چوٹی جتنے بلند قلعہ مینار کی تکمیل کے لئے انہیں ان کوہ پیریوں کی ضرورت ہے۔ ایک ایسے قلعہ مینار جو ہتی دنیا تک افغانوں کے ہر دشمن کے لئے عبرت کا باعث ہو۔

فضل سبحان پشاور یونیورسٹی

رُوس پر جہاد افغانستان کے اثرات

ایک مظلوم بے یار و مددگار۔ حکمرانوں کے ظلم و ستم کا نشانہ اور روس کے چالوں سے بے خبر قوم نے تمام دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور اُسے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ کونسی قوت ہے کہ جس کی بدولت افغان قوم نے دنیا کی ایک بڑی طاقت روس کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ وہ قوت ایمان کی قوت ہے کہ جس کو نبی کریمؐ کے قاصد نے شاہِ ایران کے دربار میں اس طرح بیان کیا تھا کہ "ہمارے سپاہی موت سے اتنی محبت کرتے ہیں۔ جتنا کہ تم زندگی سے محبت کرتے ہو۔"

تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ جب ایک مسلمان کمانڈر "خان احمد" ہزاروں جاں نثاروں کے ساتھ بڑھتا ہوا "اگرا دریا" تک پہنچ گیا اور فیصلہ کیا کہ اس دریا کو پار نہیں کریں گے اور ۱۴۸۰ء کو اپنے بڑھتے ہوئے قدم روک لیے تو اس کے ایک سال بعد ۱۴۸۱ء میں مسکووی حکومت نے سائبیریا پر قبضہ کر لیا اور اس وقت سے اب تک اپنی سرحدات کے حدود کو وسعت دیتا رہا حتیٰ کہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو سرخ فوج ڈیورنڈ لائن تک پہنچ گئی۔ اور اب روس کا رقبہ (۲۰۰ر ۴۰۲ر ۲۴ر ۲) مربع کلومیٹر ہے جو کہ امریکہ سے پانچ گنا اور پاکستان سے ۲۸ گنا بڑا ہے جو کہ دنیا کے کل خشکی کے چھٹے حصے پر مشتمل ہے۔ سرحدات کی لمبائی (۵۹ر ۰۰۰) کلومیٹر اور سمندری ساحل کی لمبائی (۴۳۵۰) کلومیٹر ہے۔

۱۹۱۷ء کے انقلاب اکتوبر کے بعد بھی کوئی خاص تبدیلی رونما نہ ہوئی بلکہ اس انقلاب کے بعد روسیوں کی پالیسی میں سابقہ حکمرانوں سے زیادہ شدت آ گئی۔ اور ۶۵ ہزار فوج ہنگری بھیج کر وہاں کے عوام کی آزادی سلب کر لی۔ ۳۸۰ ہزار فوج جرمنی کو دو محت کرنے کے باوجود مشرقی جرمنی میں موجود ہے ۴۰ ہزار فوج نے پولینڈ میں ظلم و تشدد کا بازار گرم کیا ہے اور ۸۰ ہزار فوج چیکوسلواکیہ کے عوام کے گردنوں پر ٹنکی تلوار کی صورت میں موجود ہیں۔

روس نے اسی طرح اپنی جارحانہ پالیسی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے افغانستان میں بھی ایک لاکھ بیس ہزار فوج بھیج دی تاکہ روس اپنی ستر سالہ منصوبے کو عملی جامہ پہنا کر گرم پانی تک رسائی حاصل کر سکے مگر افغان جیالوں نے روس کے گرم پانی تک رسائی کے خواب کو خواب ہی رہنے دیا اور وہ افغانستان جس کو روس نے نوالہ سمجھ لیا تھا۔ ان کے لئے انگاروں کا بستر ثابت ہوا۔ ان کے لگائے ہوئے تمام اندازے غلط ہوئے اور ایک ایسے دلدل میں پھنس گیا جس سے نکلنے کی راہ وہ ابھی تک نہ پا سکا۔

روسی معیشت پر اثرات

یوں تو جہاد افغانستان سے روس میں زندگی کے ہر شعبے پر اثرات مرتب ہوئے ہیں مگر اس لا حاصل جنگ نے روسی معیشت کو دیوالیہ پن کے قریب تر کر دیا ہے ایک اندازے کے مطابق افغانستان پر روس کے روزانہ اخراجات ۴۰ ملین ڈالر ہیں جس کے مطابق ابھی تک افغانستان پر روس کے ۱۰ ۲۷۲۶ ملین ڈالر خرچ ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ جس نے روسی معیشت کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے روس اب اس قابل نہیں کہ پہلے کی طرح میدان میں امریکہ کا مقابلہ کر سکے۔ جس کی واضح مثال امریکہ کا "سٹاوار" پروگرام ہے کہ روس نہ تو اس کو روک سکا اور نہ اس کے

مقابلے کے لئے ایسا کوئی پروگرام وضع کر سکا۔

روسی معاشرے پر اثرات

ایک اندازے کے مطابق ۱۲ لاکھ افغان جیالے شہادت کے مرتبے پر فائز ہو چکے ہیں جبکہ ۳۰ ہزار کے قریب روسی افواج ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اگر بیس مجاہدین شہید ہوتے ہیں تو مقابلے میں کم از کم دو عدد روسی بھی کام آتے ہیں جن کی لاشیں جب روس پہنچتی ہیں تو کہرام مچ جاتا ہے۔ شکست خوردگی کے احساس نے روسی معاشرے میں ایک وسیع بے چینی پیدا کی ہے۔ اور بات یہاں تک پہنچی ہے کہ جب ۱۹۸۰ء میں روسی سپاہیوں کی لاشیں روس پہنچیں تو لوگوں نے مظاہرے کئے۔ جن کو اخبارات نے شائع کیا بعد میں ان اخبارات کو ایسی خبریں شائع کرنے سے منع کیا گیا۔ اکثر افسروں کے بچے افغانستان جانے سے کسی طرح بچ جاتے ہیں جس سے وہاں کے مزدور اور افسر طبقے میں ایک COMFLICT کی سی کیفیت پیدا ہوئی ہے، دونوں طبقوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے نفرت کی ایک خلیج پیدا ہوئی ہے جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وسیع ہوتی جا رہی ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ "اپنے مستقبل کو خطرے میں ڈال کر کیوں روسی فوجی سے فرار ہوئے؟" ایک روسی سپاہی نے کہا کہ "میرے والدین کا پہلے سے روسیوں پر اعتبار نہ تھا۔ انہوں نے رخصت کرتے وقت مجھے کہا تھا کہ "بیٹا! کبھی بھی مسلمانوں کے خلاف نہ لڑنا" جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اس جنگ سے متعلق روس میں کس قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں؟

روسی افواج پر اثرات

ابتداء میں اس فوج میں ۴۰ ہزار مسلمان علاقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان فوجی شامل تھے۔ جنہوں نے مجاہدین کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا تو انہیں واپس بھیج کر روسی افواج کو

> روسی افواج اس لاحاصل جنگ میں گھر سے دوری اور روزمرہ کی اموات اور غموں کا علاج نشے میں ڈھونڈتے ہیں

بلا لیا گیا۔ اس نوسالہ جنگ نے روسی افواج کو پے در پے ناکامی، چڑچڑے پن اور ہیروئن، چرس کے علاوہ کچھ نہ دیا۔ روسی فوجی معمولی باتوں پر ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں۔ جونیئر سپاہی سینیئرز کی حکم عدولی کرتے ہیں۔ "راستوف" کا باشندہ روسی قیدی "سرگی نکولائی ویچ" جو کہ مجاہدین کے قید میں ہے جلال آباد کے قریب فوجی کیمپ میں ایک واقعے کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "ایک جونیئر سپاہی نے ایک سینیئر سپاہی کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ سینیئر سپاہی اس توہین کو برداشت نہ کر سکا۔ مگر اس وقت کچھ نہ کہا اور بادل ناخواستہ وہاں سے چل دیا رات کی تاریکی پھیلنے لگی تو اس کا جذبۂ انتقام بھڑک اٹھا اور دستی بموں سے جونیئر سپاہیوں کے خیموں پر حملہ کر دیا جس سے تین سپاہی ہلاک اور گیارہ زخمی ہوئے۔ بعد میں اصل واقعات کا پتہ چلا تو ایک اعلیٰ افسر نے اس سینیئر سپاہی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

اس کے علاوہ فوجیوں کے مختلف اقوام کے ساتھ امتیازی سلوک نے دیگر فوجیوں کے دلوں میں افسروں کے لئے نفرت ہی نفرت پیدا کی ہے، مناسب خوراک نہ ملنے پر تمام سپاہی اور بعض اوقات سینیئر افسران تک، اسلحہ پٹرول ڈیزل اور دیگر فوجی سازوسامان چوری کر کے فروخت کرتے ہیں۔ جس کے عوض ہیٹائے خوردونوش خریدتے ہیں۔ روسی افواج کی ناکامی سے ریڈ آرمی کے ناقابل تسخیر ہونے کا زعم بھی ٹوٹ گیا۔

اس لاحاصل جنگ میں گھر سے دوری، افسروں کے امتیازی سلوک اور روزمرہ کی اموات اور غموں کا علاج نشے میں ڈھونڈتے ہیں۔ لہٰذا فوجیوں کی ایک بڑی تعداد، چرس اور ہیروئن پینے کے مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

روس کے بین الاقوامی غنڈہ گردی کا تاثر

پاکستان کے پیش کردہ قرارداد کا اس سال اقوام متحدہ میں انیس (۱۹) کے مقابلے میں ۱۲۳ ووٹوں سے منظور کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا کے تمام ممالک کو روس کی یہ غنڈہ گردی پسند نہیں ہے افغانستان پر فوجی کشی کے بعد بین الاقوامی طور پر روس کا وقار خاک میں مل گیا ہے اس کے بین الاقوامی غنڈہ گردی کا تاثر نمودار ہوا ہے اور کسی بھی ملک کا روس پر اعتبار باقی نہیں رہا جس سے روس کی امن پسندی کا زعم ٹوٹ گیا (PIPO) پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف پبلک اوپینین کے حالیہ ایک سروے کے مطابق پاکستانی عوام کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ ملک روس ہی رہا۔

روس کے مسلمانوں پر جہاد کے اثرات

امریکی رسالہ problem of communism کے نومبر دسمبر ۱۹۸۲ء کے شمارے میں لکھا ہے:

ترجمہ:۔ "افغان مجاہدین کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے اپنی کارروائیوں کا دائرہ روسی علاقے تک بڑھایا ہے"

میجر جنرل وی۔ ایف ذفروزنک جو کہ وسط ایشیا کے سرحدات کے سیاسی امور کا انچارج ہے نے تسلیم کیا ہے کہ "ہمارے افواج کو جنوبی سرحدات کی حفاظت میں کافی مشکلات درپیش ہیں۔"

ایک دوسرے موقع پر مذکورہ رسالے نے لکھا ہے کہ "افغان تحریک مزاحمت خصوصاً حزب اسلامی کے وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ براہ راست رابطہ ہے اور اسلام سے متعلق کتابوں اور مواد کو بہت کامیابی کے ساتھ وسط ایشیاء کے مسلمانوں تک پہنچایا ہے۔

ایک اور جگہ پر اُن کتابوں کی تصاویر اور تفصیل بھی درج کی ہے۔ جس میں "عظیم پیغمبر محمدؐ کی زندگی" نماز کے بارے میں کتاب "نماز" ہے جس میں وہ تمام طریقے اور احکام بیان کئے ہیں کہ کس کس طرح نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ مطبوعہ ۱۹۸۳ء سید قطبؒ کی کتاب "کیا مذہب کی مزید ضرورت نہیں ہے؟" — "کیا اسلام اقوام کے لئے افیون ہے" اور سید مودودیؒ کی "اسلام اور عدل اجتماعی" اور دیگر بہت کتابیں شامل ہیں۔ جس کو وہاں کے مقامی مسلمانوں نے دوسری بار اپنے چھاپہ خانوں میں چھاپا ہے۔ اور جس کے بہت دور رس نتائج نکل رہے ہیں۔

> **یہ بات عیاں ہے کہ افغان مجاہدین اپنے علاقے تک اب محدود نہیں بلکہ انہوں نے اپنی سرگرمیوں کا دائرہ روس کے اندر مسلمان علاقوں تک بڑھایا ہے،**

اس سے یہ بات عیاں ہے کہ افغان مجاہدین اپنے علاقے تک اب محدود نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اپنی سرگرمیوں کا دائرہ روس کے اندر مسلمان علاقوں تک بڑھایا ہے۔ جس کا زندہ ثبوت روس میں پکڑے جانے والے اسلامی لٹریچر سے ملتا ہے اور یہ نہ صرف تبلیغی سرگرمیوں پر مشتمل ہے بلکہ وہاں کے مسلمانوں کو تربیت دے کر عملی طور پر جہاد کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔

حزب اسلامی افغانستان کے صوبہ تخار کے امیر اور صوبہ تخار، بدخشان، قندوز اور بغلان کے اجتماعی، شوریٰ کے سرپرست انجنیئر بشیر کے مطابق انہوں نے تاجکستان کے ۵۰۰ مربع کلومیٹر روسی علاقے پر قبضہ کر کے "کوہ خواجہ مومن" میں ایک عسکری علاقہ قائم کیا ہے یاد رہے کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں غازی انور پاشا نے روس کے خلاف لڑتے ہوئے اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا تھا۔ مجاہدین کے قبضے میں ماسکو فسکی شہر کے اطراف سے دشت جوم تک کا علاقہ شامل ہے۔ جس میں کئی ایک مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ اس علاقے کو اپلوک کہا جاتا ہے۔

ایک دن کاروائی کا ذکر کرتے ہوئے انجنیئر بشیر نے کہا کہ ماسکو فسکی شہر کے ہوائی اڈے پر راکٹوں سے دو دفعہ

حملہ کیا گیا اور راستے میں بارودی سرنگیں بچھا دی گئیں۔ جس کی زد میں آ کر پہلی بار تین اور دوسری دفعہ ۵ روسی ٹینک تباہ ہوئے اور ۲۵ روسی سپاہی واصل جہنم ہوئے۔

اکتوبر ۱۹۸۷ء میں ایک کاروائی میں ۱۰۰ ایس۔ ایم سپاہی اور ان کا کمیونسٹ کمانڈر دولت مراد (تاجک) ایک حملے میں مارے گئے۔

حال ہی میں روسیوں نے وسط ایشیا کے مسلم معاشرے پر افغانستان کے اثرات کے حوالے سے ایک سروے کیا ہے۔ جس سے ان کی تشویش مزید بڑھ گئی ہیں۔ اس سروے کے نتائج کے مطابق :-

(۱) ۷۰ برس کے طویل روسی ظلم تشدد اور جدوجہد کے باوجود ۸۰ فیصد لوگ آج بھی خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

(۲) ۱۵ فیصد لوگ راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔

(۳) ۶۵ فیصد مسلمان نماز روزے میں زیادہ پکے ہیں۔ مگر پیروں، مرشدوں کو زکوٰۃ دیتے ہیں تاکہ اسلامی خدمت میں صرف کیا جا سکے۔

(۴) باقی ۲۰ فیصد غیر مسلم اور بے عقیدہ لوگ ہیں۔

(۵) غیر مسلموں کے ساتھ شادیوں کا قانونی جواز ہوتے ہوئے بھی بمشکل چند فیصد لوگ اس کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

(۶) مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔

ایک اور سروے کے مطابق ۲۵ سے ۴۰ فیصد لوگ پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں اور ۴۰ فیصد سے زیادہ روزہ رکھتے ہیں۔ جبکہ دیہاتی علاقوں میں روزہ رکھنے والوں کی شرح ۸۰ فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ اور عیدین کی نمازوں میں ۱۰۰ فیصد مسلمان شریک ہوتے ہیں۔ اس میں وہ مسلمان بھی شامل ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو کمیونسٹ کہتے ہیں۔

ایک ایرانی سکالر "سرور دانش" نے ۱۹۸۴ء میں روس کا سفر کیا اور وسط ایشیا کے مسلمانوں کو قریب سے دیکھا اپنے دلچسپ مشاہدات کو انہوں نے "دنیائے مسلمانان شوروی" کے نام سے ایک کتاب میں جمع کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ "میں نے بخارا کے مذہبی مدرسے کے ایک طالب علم سے عربی زبان میں گفتگو کی، اس نے بتایا کہ" روسی مقبوضہ علاقوں میں بسنے والے مسلمان اپنی آبادی میں تیزی سے اضافے پر بے حد خوش ہیں۔ اور جس کے جتنے زیادہ بچے ہوں وہ اتنا ہی زیادہ فخر محسوس کرتا ہے۔ وہ طالب علم اپنے والدین کا چوتھا بیٹا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مسلمان اپنی آبادی میں اضافے سے کیوں خوش ہیں؟ اور اس سے انہیں کیا فائدہ ہوگا؟ تو اس طالب علم نے قدرے توقف سے جواب دیا کہ " پھر ہم اسلام کے دشمنوں سے جنگ کرنے کے قابل ہو سکیں گے"۔

ان باتوں سے ان کے عزائم کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور کچھ عرصہ قبل روسی اخبارات نے وہاں کے مسلمانوں کو یہ وارننگ دی تھی کہ تم افغان مجاہدین کے ساتھ ہمدردی سے باز آجاؤ ورنہ ہم تمہارے خلاف کاروائی کرنے میں تامل نہیں کریں گے۔

۱۹۸۰ء سے پہلے روس میں اور روس کے مسلمان علاقوں میں اسلام اور تصوّر جہاد کے خلاف مختلف زبانوں میں صرف ۲۷ کتابیں تھیں جب کہ مجاہدین کے پے در پے کاروائیوں اور مسلمانوں کے اندر بیداری کی لہر سے روس کے تشویش میں مزید اضافہ ہوا اور ۱۹۸۲ء میں اس قسم کی کتابوں کی تعداد ۶۴ اور ۱۹۸۴ء میں ان کی تعداد سے بھی بڑھ گئی تھی۔

اس کے علاوہ آج کل روس میں جتنی نئی کتابیں لکھی جا رہی ہیں ان میں سے اکثر کا موضوع ہمسایہ ممالک میں احیائے اسلام کی تحریکیں اور ان کی ابھرتی ہوئی طاقت ہے۔ ان کتابوں میں اسلام کو ایک جنگجو اور جارحیت پسند نظریے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جہاد افغانستان سے روسی قیادت میں اختلاف اور داخلی انتشار پیدا ہو رہا ہے۔

صوبے ہرات اور قندھار کے محاذِ جنگ کے گزشتہ ایک مہینے کی مختصر رپورٹ

صوبہ ہرات اور قندھار کے گذشتہ ایک مہینہ کی رپورٹوں کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے جیالے مجاہدوں نے دشمن کے خلاف اپنی جنگی کاروائیاں تیز کر دی ہیں اور ہر محاذ پر دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا کر انہیں شکست اور رسوائی سے دو چار کر دیا ہے مجموعی طور پر مجاہدین راہِ حق نے دشمن سے ۴۳ کلاشنکوف، ۳ مشین گنیں اور ۴ میکاروف غنیمت کے طور پر چھین لئے ہیں جبکہ ۱۰۰ سے زائد کابل فوجی ہلاک اور دیگر ۸ افراد کو اسلحہ سمیت گرفتار کر لئے ہیں ایک ہیلی کاپٹر اور ایک مگ روسی جہاز گرایا گیا ہے اور ۴ ٹینک اور ۶ فوجی موٹر لاریاں نذرِ آتش کر دی گئیں۔

تفصیلات کے مطابق صوبے ہرات میں جمعیت اسلامی افغان کے کمانڈر انچیف جناب کرنل محمد اسماعیل خان جو کہ جنوب غرب فرنٹ کے امیر بھی ہیں کی ہدایت پر شیخ عبدالخالق یلاقی فرنٹ حضرت حمزہؓ ڈویژن کے جیالے مجاہدین نے ۳ ستمبر ۸۸ء کو "ذرغرہ" علاقہ میں کابل فوجی پوسٹوں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں ۷ کلاشنکوف اور ایک مشن گن مجاہدین راہِ حق کے ہاتھ لگ گئے۔

۴ ستمبر ۸۸ء کو مجاہدین اسلام نے (کال شادہ) علاقے میں جو ہرات اسلام قلعہ کے شاہراہ پر واقع ہے، کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے فوجی کانوائے پر حملہ کر کے دشمن کے ۳ ٹینکوں کو عملہ سمیت تباہ کر دیا۔

۳ ستمبر ۸۸ء کو حضرت حمزہؓ فرنٹ سے منسلک جمعیت اسلامی افغانستان کے نڈر مجاہدین نے دو فوجی پوسٹوں پر حملہ کر کے ۱۰ کلاشنکوف اور ۲ میکاروف پر قبضہ کر لیا

۴ ستمبر ۸۸ء کو شہید معلم عبداللطیف فرنٹ کے جیالے مجاہدوں نے ہرات اسلام قلعہ شاہراہ میں دشمن پر حملہ کر کے سواری سمیت دشمن کے ایک ٹینک کو تباہ کر دیا۔ جب کہ ایک ٹویوٹا موٹر اور ایک موٹر لاری غنیمت کے طور پر مجاہدین اسلام کے ہاتھ لگ گئے

اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے جیالے اور مومن مجاہدین نے ۵، ۶ اور ۷ اگست ۱۹۸۸ء کو ہرات شہر اور دیگر مختلف مقامات پر کابل پٹھو حکومت کے فوجی چوکیوں پر حملے کر کے دونوں فریقوں کے درمیان شدید جھڑپیں واقع ہوئیں۔ جس کے نتیجے میں مجاہدوں کو بڑی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں۔ اس جھڑپوں کے دوران مجموعی طور پر ۲۰ عدد مختلف النوع اسلحہ بھاری مقدار گولہ بارود سمیت غنیمت کے طور پر مجاہدین کے قبضے میں آگئے اس کے علاوہ دشمن کے ۵ ٹینک اور ۴ فوجی لاری نذرِ آتش کر دیا گیا جب ایک ہیلی کاپٹر اور ایک مگ روسی طیارہ مار گرایا گیا ہے۔ خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ اس دوران دشمن کے ۸۸ فوجی ہلاک اور اتنے ہی اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا گیا ہے تاہم ۴ مجاہد اور ۶ بہتے شہری بھی جامِ شہادت نوش کر گئے۔

اگست کے آخری دس دنوں کے دوران مجاہدین کی کامیابیوں کی مختصر رپورٹ

آئے دن مجاہدین کی کامیابیوں کی اطلاعات آرہی ہیں۔ ان میں بغلان کابل، پکتیا، پروان، لوگر، ہرات، قندھار اور فراہ صوبے شامل ہیں دریائے آمو کے قریب کے علاقے میں فوجی اہمیت کے ایک مرکز پر قبضہ کر کے مجاہدین نے بہت سارا اسلحہ اور گولہ بارود اپنے قبضے میں لے لیا۔ بغلان صوبے میں مجاہدین نے خنجان کے علاقے میں کابل فوج کو بھاری جانی اور مالی نقصان پہنچایا اس لڑائی میں مجاہدین نے کابل فوج کی دو بکتر بند گاڑیوں پر قبضہ کر لیا جو اسلحے سے لدی ہوئی تھیں سالنگ سرنگ کے شمال کے علاقے میں مجاہدین نے کابل فوج کے کانوائے پر حملہ کر کے متعدد فوجیوں کو ہلاک کر دیا اور ۵ تیل بردار ٹینکر تباہ کر دیئے۔ وانی اور جوگ چندوئی علاقے کے معرکوں میں مجاہدین نے شایان شان کامیابیاں حاصل کیں اور بہت سے کابل فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ اسی طرح کابل، قندھار اور فراہ صوبے کے مختلف علاقوں میں بھی مجاہدین نے کابل فوج کو بھاری جانی اور مالی نقصان پہنچا کر بہت سارے اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا بغلان میں مجاہدین نے بہت سے فوجی افسروں کو ہلاک کر دیا۔

کابل صوبے میں کابل سروبی شاہراہ پر مجاہدین نے حملہ کر کے متعدد کابل فوجیوں کو ہلاک کر دیا اور ٹینک، بکتر بند گاڑیاں اور اسلحہ تباہ کر دیا۔ پکتیا صوبے میں مجاہدین نے تین چوکیوں پر قبضہ اور کابل فوج کو بھاری جانی اور مالی نقصان پہنچایا۔ قندھار اور اس کے آس پاس کے علاقے میں مجاہدین نے جو حملے کئے ان میں کئی جگہ کابل فوج کو پسپا کر دیا گیا فراہ صوبے میں چکاب کے علاقے میں مجاہدین کا حملہ کامیاب رہا اور انہوں نے کابل فوج کا بہت سا اسلحہ تباہ کر دیا اس کے علاوہ مشرقی صوبے کنڑ میں مجاہدین نے ایک گریزن پر قبضہ کر لیا۔ اسمار پر پہلے ہی ان کا قبضہ ہو چکا ہے مجاہدین کے اس علاقے پر قبضے کے بعد سے بدخشان، نغمان اور پروان کی شاہراہ کھل گئی ہے۔ چغر سرائے کے ائرپورٹ پر مجاہدین کا قبضہ ہے۔ جمعہ کے دن مجاہدین نے ۲۱۰ کابل فوجیوں اور افسروں کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ مجاہدین نے بہت سے فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔

ارزگان صوبے میں بھی مجاہدین نے ترین کوٹ کے علاقے میں ایک کانوائے پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا،

خوست اور دیگر علاقوں سے بھی مجاہدین کی کامیابیوں کی اطلاعات ملی ہیں کابل انتظامیہ کے بہت سے افسروں اور فوجیوں نے ہتھیاروں سمیت اپنے آپ کو مجاہدین کے حوالے کر دیا، مجاہدین کے ان حملوں اور کامیابیوں سے بوکھلا کر کابل انتظامیہ خود پاکستان کی بری اور فضائی خلاف ورزیاں کر کے جنیوا معاہدے کا احترام بھولا بیٹھی ہے۔ لیکن دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے پاکستان پر الزام تراشیوں سے باز نہیں آئی۔

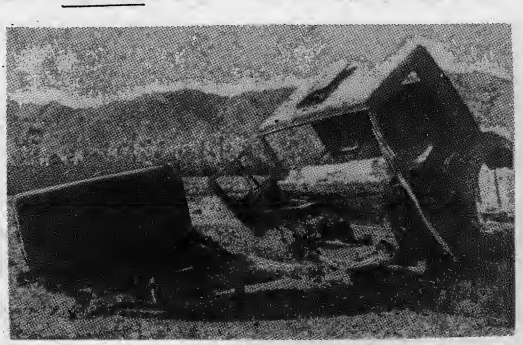

عبدالحبیب ہمدرد

جنیوا امن معاہدہ نہیں سازشوں کا پلندہ ہے

۲۷ دسمبر ۱۹۷۸ء کو جب روسی افواج جدید ترین اسلحے سے سرتاپا دیں لیس ہو کر افغانستان میں بلا جواز گھس آئی تھیں تو انہوں نے فوراً یہ اعلان کیا تھا کہ ہمارے پڑوسی ملک افغانستان میں بیرونی طاقتیں مداخلت کر رہی ہیں۔ ہماری فوجی مداخلت کا مقصد افغانستان کی سالمیت اور افغان عوام کے جان و مال کی حفاظت کرنا ہے، مظلوم قوموں کی حمایت ان کی بروقت مدد کرنا ہمارا نصب العین ہے لہٰذا ہم نے بروقت افغان عوام کی مدد کے لئے اپنی فرض شناسی کا مظاہرہ کیا ہے۔

شاید روس اس فکر و گمان میں تھا کہ افغان عوام، امت مسلمہ اور عالمی برادری روسیوں کے ان مضحکہ خیز اور عوام فریبانہ، چرب و نرم باتوں کا شکار ہو جائیں گے مگر روسیوں کا یہ فکر و گمان غلط ثابت ہوا۔ ہمیں اچھی طرح معلوم تھا کہ روس افغانستان اور پاکستان اور اپنے قرب و جوار کے پڑوسی ملکوں کے بارے میں کیا عزائم رکھتا ہے؟ لہٰذا ملک میں کمیونسٹ نظام کے آتے ہی اسلام کے متوالے اور شہادت کے شیدائی افغان مجاہدوں نے دینوی کاموں سے منہ موڑا اور نہایت بے سروسامانی کی حالت میں روسی غاصبوں اور ان کے پٹھوؤں کے مذموم عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے علم جہاد بلند کیا، چنانچہ دنیا کے اکثر و بیشتر آزادی خواہ، صلح دوست اور امن پسند قوموں نے ہماری جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت کی اور ان کی تائید اور ہمدردیوں کا سلسلہ آج جبکہ ہمارے اسلامی انقلاب کو شروع ہوئے دس سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے دن بہ دن ہمارے ساتھ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ مگر افسوس گنتی کے چند اُن ملکوں کے زمرہ پر جو اپنے آپ کو صلح و امن کے علمبردار کہتے ہیں مگر باطن میں وہ روسی کمیونسٹوں کے ہمنوا اور دنیائے امن و امان کو پامال کرنے والوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ہر محاذ پر جہاں کہیں اُن کا بس چلا ہمارے اسلامی انقلاب کو سبوتاژ کرنے کی بارہا کوشش کیں لیکن ان کے سبھی حربے نقش بر آب ثابت ہوئے۔ یہ لوگ نہ تنہا اپنے آقاؤں کی کوئی مدد کر سکے بلکہ ہمارے جیالے مجاہدوں کے ہاتھوں انہیں سیاسی اور جنگی محاذ پر ذلت آمیز شکست کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ جب شکست، ذلت، رسوائی اور ناکامی روسیوں اور ان کے متحدین کا مقدر بن چکی اور ان کا عرصۂ حیات افغانستان میں تو کیا بلکہ اپنے ہی ملکوں میں بھی تنگ ہونے لگا۔ تو روسیوں نے اپنے آپ کو ہمارے جیالے مجاہدوں کے فولادی پنجوں سے چھٹکارا دلانے کی ٹھانی اور ہر طرف ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیا۔ طرح طرح کے منصوبے اور چرب و نرم شوشہ چھوڑا تاکہ کوئی ایسا طریقہ میسر آجائے جس سے سانپ بھی مارا جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یعنی وہ باعزت طور پر افغانستان سے نکل جائے۔ اور کمیونزم افغانستان میں بحال رہے۔ چنانچہ دو بڑی طاقتوں کے گٹھ جوڑ کے نتیجے میں جنیوا مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا اور اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کے خاص نمائندے

ہوگیا رخصت جہاں سے اِس چمن کا باغباں

از پروفیسر شمس الہدیٰ عزیزی شمس

آ رہا ہے شش جہت سے شور صد آہ و فغاں
یہ زمیں سر پیٹتی ہے رو رہا ہے آسماں
بچہ بچہ بوڑھا بوڑھا مرد و زن پیر و جواں
ہیں سبھی جنرل ضیاء کی موت پر ماتم کناں

اب کہاں سرو و سمن ہیں لالہ و گل اب کہاں
چھا گئی افسردگی اب آ گیا دورِ خزاں
ہوگیا رخصت جہاں سے اس چمن کا باغباں
ہیں سبھی جنرل ضیاء کی موت پر ماتم کناں

وہ شہید ملک و ملت وہ وطن کا پاسباں
دے کے اپنی زندگی پائی حیاتِ جاوداں
حشر تک روشن رہے گا صدر کا نام و نشاں
ہیں سبھی جنرل ضیاء کی موت پر ماتم کناں

ملک و ملت کا محافظ دین کا وہ پاسباں
کر کے روشن روجہاں میں دین کا نام و نشاں
چل دیا ملک عدم در روضۂ باغ جناں
ہیں سبھی جنرل ضیاء کی موت پر ماتم کناں

کس قدر محبوب عالم تھے امیرِ کارواں
آ گیا دیدارِ ملت کے لیے سارا جہاں
صدق دل سے ہیں دعاگو بہر آں روح رواں
ہیں سبھی جنرل ضیاء کی موت پر ماتم کناں

کارڈوئیر کو افغان تنازعے کو حل کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انہوں نے لگاتار چھ سال اس تنازعے کو حل کرنے کے لئے عبث تگ و دو کا سلسلہ جاری رکھا۔

جنیوا مذاکرات اصل میں ایک ڈھونگ اور سازش کا پلندہ تھا دو بڑی طاقتیں اپنے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر اپنی من مانی مجاہدین پر ٹھونسنا چاہتے تھے مگر مجاہدین نے مذاکرات کے آغاز سے ہی اسے ایک سازش قرار دے کر مسترد کر دیا۔ گذشتہ چھ سالوں کے دوران مجاہدین افغانستان سے اپنے معاملے میں کسی نے کچھ نہیں پوچھا جب کہ اس تنازعے کے اصل فریق افغان مجاہدین ہیں۔ روس چاہتا تھا کہ وہ کسی نہ کسی بہانے جنیوا مذاکرات کو کامیاب بنا کر افغانستان کے دلدل سے باعزت طور پر نکلنے کا کوئی مناسب راستہ ڈھونڈ نکالے اور افغانستان میں اس کی پسندیدہ حکومت قائم و دائم رہے لیکن مجاہدین نے اس کی ایک بھی چال چلنے نہ دی۔

ہم بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ اگر کوئی افغان تنازعے کو حل کرنے کا خواہشمند ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ قضیے کے اصل فریق (افغان مجاہدین) سے بات کریں۔ مگر دو بڑی طاقتوں کے ملی بھگت کے نتیجے میں کسی نے ہماری درد بھری آواز پر لبیک نہ کہا۔ آخر کار ۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کو وہ نام نہاد جنیوا معاہدہ جو مجاہدین کے لئے ایک ردی کاغذ کی حیثیت رکھتا ہے طے پایا۔ روس اور امریکہ نے اپنے آپ کو افغان عوام کا ہمدرد اور خیر خواہ منوانے کے لئے نام نہاد جنیوا معاہدے پر ضامن کی حیثیت سے دستخط کر کے ایک دہری چال کھیلی اور جنیوا معاہدے کو امن معاہدہ قرار دیا۔ ضرورت تو اس امر کی تھی کہ سمجھوتے کے طے پانے سے قبل افغان مجاہدین سے صلاح مشورہ کر لیا ہوتا انہیں براہِ راست مذاکرات میں شمولیت کا موقع دیا جاتا اور موقع فراہم کیا جاتا کہ وہ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کریں۔ مگر افسوس ایسا نہ ہوا۔ مجاہدین کو اس قضیئے سے بالکل الگ تھلگ رکھا گیا۔ جیسے اس معاملے میں گویا اُن کا کوئی حق ہی نہیں تھا۔ روس افغانستان میں

> امریکہ جو اس سمجھوتے کا دوسرا ضامن ہے نہایت فکرمند ہوتا چلا جا رہا ہے کہ روس کیوں ضامن ہونے کے باوجود معاہدے کی خلاف ورزی کر رہا ہے،

اپنی مرضی کی حکومت قائم رکھنا چاہتا ہے اس لئے جہاد کے گرم اور خونین مورچوں سے ہمارے جیالے مجاہدوں نے اور دنیا کے گوشے گوشے میں بکھرے ہوئے افغان جاہجرین نے اس سمجھوتے کو مسترد کر دیا اور صریحاً اعلان کیا کہ یہ اسلام دشمن عناصر کی ایک گھناؤنی سازش ہے۔

نام نہاد جنیوا سمجھوتے کے طے پاتے ہی دکھاوے کے لئے روسی افواج کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں افغانستان سے نکلنا شروع ہو گئیں مگر ہمارے مجاہدوں نے ان کا پردا کئے بغیر اپنے جہادی مشن کو جاری رکھا جب مجاہدوں کی شہرۂ آفاق کامیابیوں کا ڈنکا دنیا میں بجنے لگا تو روس اور ان کے متبنیٰ کو اس بات کا شدت سے احساس ہونے لگا کہ ان کی پٹھو کابل انتظامیہ ان کے بغیر ہرگز سر اقتدار نہیں رہ سکتی تو دشمن نے باوجود اس کے کہ وہ جنیوا معاہدے کا ضامن بھی تھا۔ معاہدے کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے کابل انتظامیہ کو فوجی لحاظ سے مزید مستحکم کرنے کے لئے بھاری مقدار میں اسلحہ سپلائی کیا۔ تین مہینے کے لئے اپنے فوجی انخلا کے پروگرام کو روک دیا، قندھار، قندوز اور جلال آباد جیسے بڑے بڑے شہروں جہاں سے روسی فوجیں نکل چکی تھیں وہاں دوبارہ تازہ دم فوج بھیج کر معاہدے کی خلاف ورزی کی۔

ذرا سوچئے۔ وہ معاہدہ جسے امن کے معاہدے کا نام دیا جا رہا تھا اور ابتدائی دنوں میں اس کا بڑا چرچا تھا آج وہی

معاہدہ جسے چار ماہ کا عرصہ نہیں گزرا تھا۔ آج روس خود اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔

دوسری جانب امریکہ جو اس سمجھوتے کا دوسرا ضامن ہے نہایت فکر مند ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کہ روس کیوں ضامن ہونے کے باوجود معاہدے کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ جنیوا معاہدے کے تحت تو یہ قرار پایا تھا کہ روس غیر مشروط طور پر اپنی فوجوں کو افغانستان سے نکال لے گا۔ اسے یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ وہ افغانستان کے داخلی امور میں آئندہ مداخلت کرے۔ مگر جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے روس معاہدے کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے ڈاکٹر نجیب کی نام نہاد حکومت کی ہر لحاظ سے مدد کر رہا ہے۔ جب کہ اس نے اصولی طور پر اس بات کی ضمانت بھی دی تھی کہ وہ جنیوا معاہدے پر عمل درآمد کا ذمہ دار ہو گا۔ مگر آج روس تالاب کو گندہ کر کے مچھلی پکڑنا چاہتا ہے۔ روس اور کابل انتظامیہ نے پاکستان کے خلاف زبردست پروپیگنڈے کی مہم شروع کر دی ہے اور لگاتار پاکستان پر یہ الزامات لگائے جا رہے ہیں کہ وہ معاہدے کی مسلسل خلاف ورزی کر رہا ہے یہاں تک کہ روسیوں اور کابل انتظامیہ کی جانب سے پاکستان کو خطرناک نتائج کی دھمکیاں بھی دی گئیں مگر پاکستان نے ان سبھی الزامات کو درخور اعتنا نہ سمجھتے ہوئے مسترد کر دیئے۔ چنانچہ اقوام متحدہ کی مبصر

> کابل انتظامیہ کی جانب سے پاکستان کی سرحدی حدود کی خلاف ورزی اور سرحدی علاقوں کے بے گناہ باشندوں پر بمباری کا واقعہ کوئی نیا اور انوکھا نہیں ہے

ٹیم جو اس قسم کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اسلام آباد میں موجود ہے علاقے کا دورہ کر کے کابل انتظامیہ کے ان الزامات کی سختی سے تردید کی۔

اب جبکہ ہمارا جہاد اپنی پختگی پر پہنچ چکا ہے ہمارے سر بکف مجاہدوں کے ہاتھوں روسیوں کے گریبانوں تک پہنچ گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے آئے دن ان کے فوجی ٹھکانے تکبیر کے نعروں سے زمین بوس ہو رہے ہیں۔ کابل انتظامیہ موقع پا کر بڑے بڑے گروپوں کی شکل میں اپنی سرکیں چھوڑ کر مجاہدوں کی صفوں میں شامل ہو رہے ہیں۔

افغانستان ۹۰ فیصد علاقہ آزاد ہو چکا ہے۔ ہمارے اسلامی انقلاب کی منزل بہت قریب آ چکی ہے روسیوں نے ایک بار پھر کابل انتظامیہ کے بچاؤ کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیا ہے۔ گزشتہ چند ہفتوں کے دوران روسیوں کی ایما پر کابل انتظامیہ نے پاکستان کے صوبہ سرحد اور بلوچستان کے سرحدی علاقوں کی بری اور فضائی حدود کی کئی مرتبہ خلاف ورزی کی کہ کے املوک درہ، تیمر گرہ، باجوڑ اور ڈھیری شبقدر کے علاقوں اور افغان مہاجر کیمپوں پر درجنوں خطرناک بم برسا کر ہولناک تباہی مچائی جس کے نتیجے میں درجنوں بے گناہ شہری شہید، بے شمار مویشی ہلاک اور کافی مالی نقصان ہوا۔

کابل انتظامیہ کی جانب سے پاکستان کی سرحدی حدود کی خلاف ورزی اور سرحدی علاقوں کے بے گناہ باشندوں پر بمباری کا واقعہ کوئی نیا اور انوکھا واقعہ نہیں افغانستان میں روسیوں کی براہ راست فوجی مداخلت کے بعد روس اور کابل انتظامیہ کی عریاں جارحیت ان کا معمول بن چکا ہے۔ مگر پاکستان نے کبھی بھی صبر کا دامن نہ چھوڑا اور مسئلے کے پُرامن تصفیئے کی اپنی کوششیں جاری رکھیں یہ ایک حقیقت ہے کہ کابل انتظامیہ افغان مجاہدوں کے ہاتھوں شکست کھا کر اپنے دل کا بوجھ صرف وحشیانہ بمباری کر کے ہی ہلکا کر سکتا ہے۔ کابل انتظامیہ متعدد اور بلاجواز خلاف ورزیوں کے بل بوتے پر پاکستان میں امن و امان کی صورت حال کو تشویشناک بنانے اور شہر کے بارونق بازاروں میں دھماکوں کے ذریعے پاکستانی

عوام کو اپنی حکومت اور افغان مہاجرین کے خلاف بھڑکانے کی کوششیں کر رہا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں بین الاقوامی اداروں کی طرف سے بارہا روسیوں اور کابل انتظامیہ کو متنبہ کیا گیا کہ وہ اپنی ان خودسری سے گریز کریں مگر ان کے مشورے اور یقین دہانیاں کارگر ثابت نہ ہو سکے۔

یہ بات اب کسی سے پوشیدہ نہیں رہی کہ اس مجرمانہ اور بزدلانہ کارروائیوں اور حملوں کی وجہ صرف یہ ہے کہ افغان مجاہدوں نے بحیثیت انتظامیہ کا عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے۔ اسے اپنا انجام صاف صاف نظر آ رہا ہے اس لئے کابل انتظامیہ اچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی ہے اور آئے دن ایسے بزدلانہ حملے کر کے شیطانی کھیل کھیل رہا ہے شاید کمیونسٹوں کا یہ خیال ہے کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی شہادت کے بعد پاکستان پر دباؤ ڈالا جائے تاکہ وہ اپنی افغان پالیسی میں تبدیلی لائے۔

یہی وجہ ہے کہ روسیوں کی ایماء پر کابل انتظامیہ نے گذشتہ چند ہفتوں کے دوران ۷۷ مرتبہ فضائی حدود کی خلاف ورزی کی اور ۲۰۰ سے زائد مرتبہ زمینی خلاف ورزی کر کے علاقے میں ہولناک تباہی مچائی اور ان کی تباہی کا سلسلہ ان کے روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ ابھی چند ہی دنوں کی بات ہے کہ کابل انتظامیہ نے اپنے آقاؤں کے مشورے پر پاکستان کو ایک گمراہ کن تجویز پیش کی ہے ایک طرف تو سرحدی حدود کی خلاف ورزیاں کی جا رہی ہیں اور دوسری طرف یہ تجویز پیش کی جا رہی ہے کہ جنیوا سمجھوتے پر صحیح عمل درآمد کا جائزہ لینے کے لئے تمام متعلقہ فریقوں کی ایک کانفرنس بلائی جائے۔ کابل انتظامیہ کی اس تجویز کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ بین الاقوامی سطح پر ایک قانونی اور جائز حکومت کی حیثیت حاصل کرے مگر پاکستان کے باصلاحیت اور دور اندیش سیاست دانوں نے اس تجویز کو ایک مکارانہ حربہ سمجھ کر مسترد کر دیا اور واضح اور دو ٹوک الفاظ میں پاکستان کے غیور عوام افغان مجاہدوں اور عالمی برادری کو یہ یقین دلایا کہ پاکستان شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی وضع کردہ خارجہ پالیسی پر کاربند رہے گا افغان مسئلے کے بارے میں جو حکمت عملی صدر شہید نے اختیار کی تھی اس پر باقاعدہ عمل جاری رہے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ شہید ضیاء الحق نے اسلام اور افغان پالیسی کی بنیاد کو اتنا مضبوط اور مستحکم بنایا ہے۔ جو دشمن کے ہر قسم کے ہتھکنڈوں اور سازشوں سے بے نیاز ہے۔

مسئلہ افغانستان کے بارے میں حکومت پاکستان کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی بلکہ جب تک افغان مسئلہ افغان مجاہدوں کی آرزوں اور اُمنگوں کے مطابق حل نہیں ہوتا حسب سابق پاکستان کے عوام کی حمایت اور تائید مجاہدین افغانستان کے شامل حال رہے گی جنہوں نے بقاء اسلام اور اپنے مادر وطن کی آزادی کے لئے بے مثال قربانیوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارے افغان مجاہد بھائی اپنے اس مشن میں ضرور کامیابی سے ہمکنار ہوں گے اور افغانستان سے طلوع ہونے والا اسلامی انقلاب کا سورج پوری دنیا کو منور کر دے گا۔

ترجمہ : پیام اجمیری

روس میں
سوشلزم کی ناکامی

حال ہی میں ایک ممتاز روسی تاریخ داں کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ روس میں جوزف اسٹالن کے عہد میں جو قربانیاں دی گئیں وہ غیر ضروری تھیں اور ان سے مملکت کے بانی ولادیمیر لینن کا مجوزہ سوشلزم حاصل نہیں ہوا۔

کمیونسٹ اخبار پراودا نے تاریخ داں یوری افاناسیوف کی طرف سے ایک مکتوب اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں دیئے گئے دلائل کے ایڈیٹر کی طرف سے تفصیلی جوابات بھی شائع کئے گئے ہیں۔

یوری افاناسیوف جو روس کے ماضی سے تازہ آگاہی کی ضرورت کے اہم حامی ہیں نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے:

"عظیم قربانیاں دینے کے باوجود ہم 1920 کے عشرے میں لینن اور لینن کے ساتھیوں کے تصور کے مطابق سوشلزم کے حصول میں ناکام رہے"۔ افاناسیوف نے دلیل پیش کی" اسٹالن اور اس کے لاتعداد تجرباتی اقدامات کے ذریعے اختیار کردہ جوابی انقلاب کا راستہ نہ ہی تاریخی طور پر ضروری تھا اور نہ مبنی بر انصاف۔ روس کے مسلمہ تاریخی نقطۂ نظر سے اسٹالن کے نظریات میں تیزی کے ساتھ تضادات پیدا ہوئے جن کی روسے اس نے 1930ء اور 1940ء کی دہائیوں میں لاکھوں افراد کو قتل قید اور جلاوطن کر دیا۔ انہیں مظالم قرار دیا گیا ہے سرکاری نقطۂ نظر یہ ہے کہ جبری صنعتی ترقی اور اجتماعی کاشت کاری اسٹالن کی پالیسیاں ضروری اور درست تھیں اور ظالمانہ دباؤ زیادہ تر اس دور میں ملک کو درپیش بیرونی دھمکیوں کا نتیجہ تھا۔ پراودا نے افاناسیوف پر کڑی تنقید کرتے ہوئے اس پر" پارٹی کی قیادت میں عوام کو حاصل ہونے والی عظیم تخلیقی کارکردگی" کو نظر انداز کرنے کا الزام لگایا ہے۔ پراودا نے دریافت کیا ہے" کیا افاناسیوف ذرائع پیداوار کے عوامی ملکیت کی بنیاد پر قائم سوشلسٹ اقتصادی نظام کے طور پر ہماری ترقی بے روزگاری کی عدم موجودگی پر اس کے اثمات یا طبقاتی استحصالیوں جیسے خصوصی کو الف کو حقیقتاً بھول گیا ہے افاناسیوف کی اس تجویز کا حوالہ دیتے ہوئے کہ اسٹالن کی پالیسیوں کا کوئی متبادل بھی ہو سکتا تھا۔ پراودا نے اس کی شدت وار تردید جاری کی ہے جس میں کہا گیا ہے اگر ہم تاریخ اور سچائی کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو اس کا صرف ایک جواب ہے۔ نہیں۔

اسٹالن کے اختیار کردہ راستے پر رونما ہونے والے عظیم نقصانات سنگین غلطیوں اور غلط تخمینے لگانے کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے تردید میں مزید کہا گیا ہے" ملک کو اپنا وجود نیست و نابود ہو جانے سے بچانے اور خود کو مستقبل کے لئے سوشلزم کو محفوظ رکھنے کے قابل بنانے کی غرض سے صرف اسی راستے کو اختیار کیا جا سکتا تھا۔

افاناسیوف نے کہا ہے کہ روسی رہنما میخائل گورباچوف نے سماجی، اقتصادی اور سیاسی نشاۃ ثانیہ کا جو" پریسٹرویکا" پروگرام شروع کیا ہے۔ اسے ازخود اسٹالینسی

ترکے میں چھوڑے ہوئے ڈھانچوں سے نجات حاصل کر کے لینن نظریات پر مبنی ایک نئے معاشرے کی تعمیر کرنی چاہیئے۔ افانا سیوف نے کہا ہے کہ "میں نہیں سمجھتا کہ ہم نے ایک سوشلسٹ معاشرہ یا اس کی ایک ناقص شکل تخلیق کر لی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسٹالن کے بعد اور آنجہانی لیونڈ برزنیف کے بعد ملک میں موجودہ صورت حال لینن کے لئے ناقابل یقین ہوتی۔ انہوں نے کہا" یا تو ہم ایک مکمل مختلف ملک بنا لیں۔ ایک ناقابل شناخت مختلف فروغ پذیر معاشرہ یا ہم آزادی، روٹی اور کھلن کے بغیر معروف" معکوس" سوشلزم کے بارے میں اپنے گہرے تباہ کن خیال کو جاری رکھیں۔"

ارشاد نبوی

جو سب کا رب ہے لہٰذا اس کی نگاہ میں سب بندے برابر ہیں اس لئے اس نظام کی خلاف ورزی کر نے پر کسی کی حمایت کرنا در اصل خدا کی مخالفت کرنا ہے اور ظاہر بات ہے کہ یہ طرز عمل کسی صاحب ایمان آدمی کا نہیں ہو سکتا کہ وہ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے نظام میں بغاوت یا سرکشی کا انداز اختیار کر کے اسے قانون کی گرفت سے نکالنے کی کوئی شعوری کوشش کرے جو حدودِ الٰہی کو توڑنے والا ہو۔

اور آخری بات جو اس حدیث پاک نے ہمارے سامنے واضح کر دی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی تحفظ یا امتیاز کسی صورت میں بھی ہو سکتا تھا تو وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے اہل بیت کے لئے ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن اس ہدایت کی روشنی نے یہ دروازہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا اور صاف صاف الفاظ میں فرما دیا گیا کہ اگر میری بیٹی بھی چوری کرے گی۔ تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اب کون ہے جو اپنے لئے کسی رعایتِ مجرمانہ کا طلب گار ہو یا جس کے جرائم پر اس کی حمایت یا سفارش کی جائے اور اسلام کے نظام کی یہی وہ حقیقی قوت ہے۔ جس نے ایک قلیل عرصے میں دنیا کے سامنے ایک ایسی منظم ریاست کا نمونہ تعمیر کر دیا جس میں پھر صدیوں تک جرائم کا نشان نہیں ملتا۔ دنیا کے دوسرے نظاموں میں ہزاروں لوگوں کو سزائیں دینے کے باوجود جرائم ختم نہ ہو سکے مگر حضورؐ کی زیر قیادت مدینے کی اسلامی ریاست میں صرف چھ آدمیوں کو چوری کے جرم میں سزا دی گئی اور پھر سارا معاشرہ چوری اور چور سے محفوظ ہو گیا۔ بے لاگ انصاف اور قانون کی کامل بالادستی کے بغیر یہ صورت حال پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے اسلام قانون کی بالادستی کا داعی ہے اور انصاف کے بے لاگ ہونے کی تاکید کرتا ہے۔

تحریر۔ ع ، ح

ایران عراق جنگ بندی

کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہونگے

دو برادر اور ہمسایہ اسلامی ممالک ایران اور عراق میں گذشتہ آٹھ برسوں سے لڑی جانے والی جنگ جو کچھ ہی مہینے قبل اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کی بے مثال کاوشوں کے نتیجے میں بند ہوئی ہے اور اس جنگ بندی کو دائمی شکل دینے کے لئے کچھ مفید اور سودمند اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

ان دو برادر اور اسلامی ملکوں میں لڑی جانے والی یہ جنگ بھی افغانستان میں گیارہ سالہ جنگ جو بیسویں صدی کے خون آشام جلادوں، اجرتی اور اشتہاری قاتلوں افغانستان کے نہتے بے گناہ مسلمان عوام پر مسلط کر رکھی ہے بالکل اُسی طرح ہے۔ بیسویں صدی کے اس آخری عشرے میں جنوب مغربی ایشیاء کے ان ملکوں کو جو نقصان پہنچا ہے شاید اُس کی مثال دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں میں کمتر دیکھنے کو ملے۔

ہمارے جیالے نڈر افغان مجاہدوں نے مُنہ زور روسیوں ان کی تنگی جارحیت اور ان کے دیرینہ توسیع پسندانہ عزائم کو یکسر خاک میں ملانے کے لئے جس دیدہ دلیری سے کام لیا اور ان کے مقابلے میں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے ساری دنیا انگشت بدنداں ہو کر رہ گئی۔ ہمارے اسلامی انقلاب کے بارے میں تو ساری دنیا بخوبی واقف ہے کہ یہ جہاد روسیوں کے خلاف گیارہ سال سے متواتر جاری ہے افغانستان کا چپہ چپہ روسی ہلمک ہتھیاروں سے جل رہا ہے ہمارے جیالے مجاہدین اپنے پاک خون سے اپنی پیاری دھرتی کی پیاس بجھا رہے ہیں۔ شہیدوں کے قافلے رواں دواں ہیں، ہمت، حوصلہ، جذبۂ جہاد اور شوق شہادت نے ہمارے مجاہدوں کی رات کی نیند اور دن کا چین چھین لیا ہے ہر لحظہ وہ بہ صد اشتیاق اپنی ایمانی ذمہ داری کو نبھانے اور شہادت کا اعلیٰ مقام پانے کے منتظر ہیں۔ غاصبوں اور ظالموں کی ان سبھی زیادتیوں اور ناانصافیوں کو دیکھ کر امت مسلمہ اور عالمی برادری کے لئے افغان مسئلہ اور ایران عراق جنگ لمحہ فکر بنا ہوا ہے۔

ایران عراق جنگ ایک آبی گذرگاہ شط العرب کے مسئلے پر اچانک اس وقت چھیڑ پڑی جب افغانستان روسیوں کا تاخت و تاز کا مرکز بن چکا تھا اس طرح جنوب مغربی ایشیاء کا یہ خطہ غیر معمولی کشیدگی کا مرکز بن کر لاوا اُگلنے لگا دنیا کے آزادی خواہ صلح دوست اور امن پسند لوگ اس خطے کی کشیدگی سے نہایت خوفزدہ تھے اور آج بھی یہ خوف اُن میں پایا جاتا ہے کہ خدا نخواستہ کہیں ان جنگوں کی چنگاریاں اپنے ہمسایہ ملکوں کو اپنی لپیٹ میں نہ لے۔

ایران عراق جنگ آٹھ سال جاری رہی۔ دونوں ملکوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف جدید اور مہلک ہتھیاروں سے کام لیا۔ اور اس خطے میں آج کی تاریخ انسانیت میں بربریت کا ایک نیا باب رقم کیا۔

اگرچہ اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ عالمی برادری اور خاص طور پر امت مسلمہ نے اس ہولناک جنگ کو ختم کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مگر جذبات اتنے جوشیلے تھے کہ خیر اندیش لوگوں کی ایک

حافظ محمد ظہور الحق ظہورؔ
اسلام آباد

دار العلوم تعلیم القرآن
راجہ بازار، راولپنڈی

شانِ ایمان

نغمۂ توحید گانا، شان ہے ایمان کی
گرمیٔ محفل بڑھانا، شان ہے ایمان کی

کفر کی تاریکیوں میں، ظلمتِ الحاد میں
شمع ایمانی جلانا، شان ہے ایمان کی

بتکدے میں بھی صدائے وحدہٗ کر کے بلند
بت پرستی کو مٹانا، شان ہے ایمان کی

دعوتِ توحید سے لاکر جہاں میں انقلاب
اِک نئی دنیا بسانا، شان ہے ایمان کی

آتشِ نمرود ہو، یا سطوتِ فرعون ہو
جرأتِ ایماں دکھانا، شان ہے ایمان کی

باندھ کر سر پر کفن آنا خدا کی راہ میں
اور جاں پر کھیل جانا، شان ہے ایمان کی

نقشِ باطل کو مٹا کر ضربِ الا اللہ سے
قوتِ حق کو بڑھانا، شان ہے ایمان کی

راستہ ہر چند ہو پُر پیچ و خم، لیکن قدم
جانبِ منزل بڑھانا، شان ہے ایمان کی

ماسوا اللہ کی الفت، بتوں کو توڑ کر
اک خدا سے لو لگانا، شان ہے ایمان کی

جسم و جان، فرزند و زن اور سیم و زر
دوست کی خاطر لٹانا، شان ہے ایمان کی

وقت کے طاغوت کی کر کے بغاوت برملا
سر درِ حق پر جھکانا، شان ہے ایمان کی

پھینک کر گردن سے باطل کی غلامی کا جوا
حریت کے گیت گانا، شان ہے ایمان کی

سینچ کر اپنے لہو سے گلشنِ اسلام کو
رشکِ صد جنت بنانا، شان ہے ایمان کی

دوست کا دنیا میں روشن نام کرنے کے لئے
اپنی ہستی کو مٹانا، شان ہے ایمان کی

جذبۂ ایثار و قربانی ہے روحِ زندگی،
روحِ خفتہ کو جگانا، شان ہے ایمان کی

زندگی کا راز مضمر ہے شہادت میں ظہورؔ
راہِ حق میں سر کٹانا، شان ہے ایمان کی

عنایت الحق خٹک

افغانستان

اے سہانی وادیوں کے، اے شہیدوں کے وطن
اے چراغِ عالمِ اسلام کی رنگین کرن
روسیہ نے کر دیا ہے چاک تیرا پیرہن
اے سہانی وادیوں کے، اے شہیدوں کے وطن

گود میں تیری پلے تھے فاتحانِ ذی وقار
جن کی تلواریں رہیں ہندوستان میں شعلہ بار
کیا ہوئے وہ شیر افغان کیا ہوا عہدِ کہن
اے سہانی وادیوں کے، اے شہیدوں کے وطن

جانتا ہوں تو حصارِ غم میں ہے، مجبور ہے
کابل و قندہار و غزنی پر شبِ دیجور ہے
آہ! اب آتش بداماں ہیں تیرے کوہ و دمن
اے سہانی وادیوں کے، اے شہیدوں کے وطن

تیرے چرواہے ترے کہسار میں دلشاد تھے
غزنی و غوری کے بیٹے آج تک آزاد تھے
اشتراکی روس نے پہنا دیا ان کو کفن!
اے سہانی وادیوں کے، اے شہیدوں کے وطن

بھی نہ بن پائی۔ اسلام دشمن عناصر نے جنگ کو مزید ہوا دی۔ جنگ کے شعلے بھڑکتے گئے اور اس طرح دونوں ممالک تباہی کے دھانے پر آن پہنچے۔

اسلامی ملکوں میں ایسی جنگوں کو چھیڑنے اور ہوا دینے والے کسی کی نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ یہ سب پر عیاں ہے کہ صیہونسٹ اور کمیونسٹ دینِ اسلام کے ازلی اور ابدی دشمن چلے آرہے ہیں۔ وہ شب و روز اس تاک میں بیٹھے ہیں کہ وہ کس طرح اسلامی ملکوں کے شیرازے کو بکھیر کر ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیں۔ اسلام دشمن عناصر نے جب کبھی بھی مسلمانوں میں کوئی کمزور پہلو پایا تو فوراً اپنی مکارانہ اور عیارانہ سازشوں کے ذریعے بات کا بتنگڑ بنا کر ان کی جزوی اختلافات کو ہوا دی۔

اگر آپ دنیا کی کسی بھی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو آپ کو مسلمانوں کے خلاف صیہونیت اور کمیونسٹوں کی بیداد گری ان کے مذموم عزائم سے جنم لینے والے سینکڑوں دلخراش روئیداد آپ کو ضرور پڑھنے کو ملے گی انہی طاغوتی طاقتوں نے بارہا کوششیں کیں کہ وہ اسلام کے پیچے دین کی مستحکم اور پائیدار بنیادوں کو کھوکھلا کر دیں۔ مسلمانوں میں پائے جانے والی محبت بھری فضا کو نفرتوں میں بدل ڈالے اور اسلامی ملکوں کو باہمی جنگوں کا اکھاڑہ بنا ڈالے۔ چنانچہ ایران عراق جنگ بھی انہی اسلام دشمن قوتوں کی مکارانہ سازشوں کا شاخسانہ ہے۔

عصرِ حاضر کی ذکر شدہ دونوں جنگوں میں فرق بس اتنا پایا جاتا ہے کہ افغان مجاہدین نے جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی خاطر خالی ہاتھوں، بے سروسامانی کی حالت میں مگر اسلامی احکام کی روشنی میں اپنے دین کی بقاء اور ملک کی آزادی کے حصول کے لئے روسی غاصبوں اور ان کے لاپیوں جو تازہ دم مسلح تھے جہاد کا آغاز کیا اور یہ جہاد اللہ کے فضل و کرم سے اپنی کامیابی کی منزل کی جانب بڑھتا چلا آرہا ہے۔

ہماری جنگ حق اور باطل کا معرکہ ہے۔ روسیوں کا یہ خیال تھا کہ وہ افغانستان میں اپنے پاؤں جماتے ہی آسمن پاسن کے چھوٹے بڑے ملکوں کو ہڑپ کر دے گا۔ مگر ننگے سر و پاؤں جری اور دلیر مجاہدوں نے اپنے اسلاف اور محسنوں کی یادوں کو ایک بار پھر تازہ کرتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ اپنایا اور دشمن کے لئے ایک ایسی مثالی چٹان بن کر ابھرے جسے عبور کرنا ان کے بس کی بات نہ رہی۔ روسیوں کے خلاف ہماری جنگ احکام الٰہی اور سنت محمدی کے عین مطابق ہے جسے جہاد کا نام دیا جا سکتا ہے۔

ایران عراق دو اسلامی ملکوں میں جو جنگ درگیر رہی یہ بھی صیہونسٹوں اور کمیونسٹوں کی پیدا کردہ تھی۔ یہ سازش اتنی گھناؤنی اور پیچیدہ تھی کہ دو برادر اور ہمسایہ اسلامی ممالک عاقبت کے تباہ کن نتائج سے بے خبر اپنے موجودہ خطرناک فوجی سازوسامان سے لیس پڑے دن بہ دن جنگ میں شدت آتی گئی یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے فریقوں نے جنگ ختم نہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ دنیا کے آزادی پسند اور صلح دوست قوتوں کے لئے یہ تصور کرنا بھی مشکل ہو چکا تھا کہ یہ جنگ یکایک یوں کروٹ بدل لے گی جس سے دشمن کے بچھائے گئے جال کی سبھی کڑیاں خود بہ خود ٹوٹ جائیں گی۔ خاص کر صیہونسٹ اسرائیل تو یہ چاہتا تھا کہ ایران عراق آپس میں یہ بے مقصد جنگ لڑتے لڑتے مرمٹ جائے چنانچہ انہوں نے جنگ کی ہر موڑ پہ جلتی پہ تیل کا کردار ادا کیا خیر جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ ایران و عراق دو اسلامی ممالک بھی افغانستان کی طرح آگ اور خون کے سمندر میں جلتے گئے آخر کار اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی اُن کاوشوں نے رنگ لے ہی آیا جس کا انتظار تھا۔

اقوام متحدہ کی قرارداد نمبر ۵۹۸ میں جو ایران عراق جنگ بندی کے بارے میں اکثریت ارار سے منظور کی گئی بھی، جمہوری اسلامی ایران کے مدبر

قائدین نے اسے قبول کر کے جنگ بندی پر رضامندی ظاہر کر دی اور عراق نے بھی مثبت ردِ عمل کا اظہار کیا جونہی جنگ بندی کی خبر دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئی، تو آزادی چاہنے والی قوموں میں ایک مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ ان کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا مگر خدا جانے اسلام دشمن عناصر پر کیا گزری ہو گی۔ جو اس راستے میں کانٹے بچھائے پھرتے تھے۔

ایران عراق جنگ بندی کا سہرا واقعاً اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے سر ہے وہ بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس قرارداد کے تحت ۲۰ اگست ۱۹۸۸ء بوقت گرینوچ مطابق ۳ بجے ایران عراق کے درمیان جنگ بندی پر عمل درآمد شروع ہو گیا پانچ دن بعد یعنی ۲۵ اگست کو دونوں ملکوں کے وزراء خارجہ اپنے وفود کے ساتھ جنیوا بلوائے گئے جہاں جناب کویار کی زیر نگرانی انہوں نے اپنے مسائل پر گفتگو کی۔ ایک طویل عرصے تک جنگ بندی کے بعد مذاکرات کا یہ پہلا دور آگے بڑھتا گیا پھر مذاکرات میں کچھ تعطل رونما ہوا۔ جس کے تحت یہ طے پایا کہ مذاکرات کا دوسرا دور نیویارک میں شروع کیا جائے۔

یہاں میں یہ ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جنوب مغربی ایشیا کے ان متذکرہ اسلامی ملکوں میں جو تباہی مچی ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔ ہمیں تو چاہیئے یہ تھا کہ یہ اسلامی ممالک اپنے چھوٹے ضرورت کے موقع پر اپنے دین کے مخالفوں کے خلاف استعمال کرتے مگر یہ سب صیہونسٹوں اور کافروں کی گہری چالوں کا نتیجہ ہی تھا۔ جنہوں نے ہمیں آپس میں مرنے پر اُکسایا اور ہم نے اپنے ہاتھ مسلمان بھائیوں کے خون سے رنگ لئے۔ میں یہاں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ فریقین نے فائربندی کا فوری اعلان کر کے جو صلح کی جانب قدم اٹھایا ہے۔ وہ وقت کا اہم تقاضا تھا۔

میں امتِ مسلمہ کے خیر اندیش اور عالمی برادری کے زعماء کی توجہ اس مسئلے کی موجودہ صورت حال کی طرف مبذول کرانا از حد ضروری سمجھتا ہوں اور وہ اس لئے کہ آج بھی فریقین کے دل و دماغ میں جنگ کے ناقابل فراموش تلخ خاطرات نے جگہ لے رکھی ہے ان کے جذبات جوشیلے ہیں۔ وہ کسی بھی چھوٹی سی غلطی کی باعث مشتعل ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا چاہیئے کہ فریقین کے درمیان حقیقی اور پائیدار صلح کے قیام کے لئے بھرپور کوشش کریں تا خدانخواستہ پھر کہیں جنگ بھڑک نہ اُٹھے اور یہ مسئلہ جو آج اپنی کامیابی کی منزل طے کر رہا ہے ایک بار پھر مصلحتوں کا شکار بن کر کھٹائی میں نہ پڑ جائے۔ اگر خدانخواستہ اس جنگ بندی کے خاطر خواہ اثرات ظاہر نہ ہوئے تو جنوب مغربی ایشیا کے ملکوں کی معیشت اور بھی تباہ ہو سکتی ہے۔ ان دونوں ملکوں کے درمیان ہونے والے نقصانات کے علاوہ اسلامی ملکوں کے اتحاد اور ان کی یکجہتی کو بھی شدید دھچکا لگ سکتا ہے۔

اگر یہ تنازعہ بخیر و عافیت حل ہو گیا تو عالمی اور علاقائی امن کے لئے پیدا ہونے والے سبھی خطرات ٹل جائیں گے علاقے میں پائے جانے والی اور محسوس کی جانے والی بے یقینی اور کشیدگی دور ہو جائے گی۔

اب جب کہ مذاکرات کا دوسرا دور بھی نیویارک میں ایک سلسلہ گفت و شنید کے بعد ختم ہوا۔ جناب کویار نے یقین دلایا ہے کہ مذاکرات میں پیش رفت کے آثار موجود ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ دونوں ملکوں کے زعماء علاقے میں امن کی بحالی کے لئے نہایت صبر و حوصلے اور ٹھنڈے دل کے ساتھ اپنے مسائل کو باہمی صلاح و مشورے سے حل کریں اور مزید مشتعل ہونے سے اور جنگ کی آگ بھڑکانے سے اجتناب برتیں گے۔ اپنے اپنے ملک کی زبون حالی پہ ترس کھا کر اپنے مالی وسائل کو اپنے ملک کی تعمیر نو اور عوام کے فلاحی کاموں میں خرچ کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

ماہنامہ مشعل

صاحب امتیاز
کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان
مدیر: سید عبداللہ — معاون: عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۳ - شمارہ نمبر ۳ - مسلسل نمبر ۲۷ - ستمبر ۱۹۸۸ء، صفر المظفر ۱۴۰۹ھ ق، سنبلہ ۱۳۶۷ھ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ
۲- فرمان الٰہی ج
۳- ارشاد نبوی
۴- شہید نفاذ شریعت اسلامی ...
۵- مسلمانان افغانستان کا شہید
۶- یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
۷- روس پر جہاد افغانستان کے اثرات
۸- جنیوا امن معاہدہ نہیں ...
۹- روس میں سوشلزم کی ناکامی
۱۰- ایران عراق جنگ بندی کی ...
۱۱- افغانستان کا مستقبل اور ...
۱۲- تذکرہ انقلاب مہتی کے ظالم کی داستان کا۔
۱۳- اقوام متحدہ یا عالمی ...
۱۴- انسانی معاشرہ میں حکومت کا ...
۱۵- مدیر کے نام خط
۱۶- اخبار جہاد
۱۷- قافلہ شہداء

پتہ

دفتر: ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345

پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور۔ پاکستان PESHAWAR PAKISTAN

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ "
فی پرچم — ۵ "

بیرونی ممالک: سالانہ ۲۰ ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸
مسلم کمرشل بینک برانچ چارسدہ روڈ
پشاور۔ پاکستان

افغانستان کا مستقبل — اور — ظاہر شاہ

کرم الٰہی - اسلامیہ کالج
پشاور یونیورسٹی

بیسویں صدی کا معجزہ۔ جہاد افغانستان میں مجاہدین اسلام کی فتح اور عالمی استعمار اور سپر طاقت کی ہزیمت ناک شکست۔ بالآخر اپنے اختتامی دور سے گذر رہی ہے۔ ایک طرف طاغوتی طاقتیں اس شکست پر انگشت بدنداں ہیں۔ دوسری جانب عالم اسلام اور خصوصاً وسط ایشیاء کے فرزندان توحید میں جذبۂ جہاد، رسم عاشقی میں ڈھل رہا ہے۔ روس اپنی پوری طاقت افغانستان میں آزما کر بھی افغانوں کو زیر تسلط نہیں لا سکا۔ اور آج ذلت و رسوائی کا بار گراں سر پر اٹھائے واپسی کی راہیں ڈھونڈ رہا ہے۔

روس اپنی اس ناقابل فراموش شکست کو کسی حال میں بھی گوارا نہیں کرتا ہے اور گو کہ آج وہ حالات سے مجبور ہو کر واپسی کا ارادہ کر چکا ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ روس اپنے عزائم اور مقاصد کی تکمیل کے لئے نئی راہیں، ڈھونڈنے کے لئے کوشاں ہے۔ روس کی سب سے پہلی خواہش تو یہ ہوگی کہ ہر ممکن طریقے سے مستقبل کے افغانستان کو اسلامی انقلاب سے الگ رکھیں۔ کیونکہ وہاں چونکہ کمیونزم بُری طرح سے ناکام ہوا ہے لہٰذا اب ممکن ہے مستقبل میں افغانستان میں اسلامی انقلاب کا سورج طلوع ہو جائے اور اس بات کے قوی امکانات موجود ہیں۔ اسی خدشے کے پیش نظر کمیون والے ضرور کوئی ایسا راستہ اختیار کرنے کی کوشش کریں گے جس سے اسلامی انقلاب کی یلغار کو روک دیا جا سکے۔ افغان جہاد کی گرمی و تپش روس کے زیر تسلط اسلامی ممالک کے مسلمانوں نے بھی محسوس کی ہے۔ اس طرح سے وہاں بھی مستقبل میں جہاد کے شعلے بلند ہونے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں لہٰذا روس گرم پانی تک پہنچنے کا صدیوں پرانا سلیم یوں پلک جھپکتے میں تباہ برباد ہونے سے بچانے کے لئے مستقل طور پر افغانستان میں اپنے اثرات باقی رکھنا چاہتا ہے۔

اسی بنیادی خدشے کے پیش نظر روس افغان مسئلے کے حل سے ہچکچا رہا ہے۔ جنیوا مذاکرات میں روس کی پالیسی یہی رہی ہے کہ وہ افغانستان سے مستقبل میں مکمل طور پر دست کنار نہ ہو بلکہ اپنے عزائم کی کامیابی کے لئے وہاں کام جاری و ساری رہے اس مقصد کے لئے کمیون والوں اور افغان کٹ پتلی انتظامیہ کی تمام تر سعی و جہد اب اس بات کی طرف ہے کہ عبوری حکومت کا سربراہ ایک ایسا شخص ہو جو ایک طرف مسلمان ہو اور اسلام کا لبادہ اوڑھے ہو اور دوسری جانب روسی عزائم کو بھی دوام بخش سکے۔ اس مقصد کے لئے ان کی نظر عنایت سابق شاہ ظاہر شاہ پر پڑی ہے۔ اور آج روس اور افغان کٹھ پتلی انتظامیہ اگر عبوری حکومت کی بات کو تسلیم بھی کرتی ہے تو اس حد تک کہ ظاہر شاہ جیسا شخص مستقبل کا حکمران ہو اور کابینہ مرکزی شوریٰ میں روس نواز لوگ بھی موجود ہوں یوں افغانستان تک آنے کے لئے روس نے جس سہارے اور سیڑھی

کو استعمال کیا تھا۔ اُسے دوبارہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنے کا خواہاں ہے۔

یہ بات صرف جذبات کی حد تک محدود نہیں کہ افغانستان میں جاری یہ سارا ڈرامہ دراصل ان ہی سابقہ شاہوں کے کردہ گناہوں کی سزا ہے بلکہ اس تاریخی حقیقت کے پیچھے طویل داستان اور روشن دلائل ہیں کہ یہی لوگ اس طوفان دیلغار کی آمد میں مُمد و معاون ثابت ہوئے تھے روس نے ابتداء ہی سے افغانستان کے ساتھ بہتر تعلقات اور باہمی دلچسپی کے اُمور کے بارے میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے بھاگ دوڑ شروع کی تھی۔ خصوصاً ظاہرشاہ کے دور میں روس اور افغانستان دوستی میں اتنے قریب آگئے تھے کہ روس کو وہاں اپنی نظریات پھیلانے کا بھرپور موقع ملا اس نے ہر شعبہ زندگی میں سرایت کرکے کمیونسٹ نظریات کی پرچار کی۔ اس کے نتیجے میں خاصی تعداد میں کمیونسٹ لوگ روسیوں کو افغانستان میں ہاتھ آئے۔ لیکن روس کے ان سرگرمیوں سے فرزانِ توحید غافل نہ تھے وہ یہ سب کچھ دیکھ کر اجتماعی تحریک کا آغاز کرنے کے لئے بے چین ہونے لگے۔ بالآخر نوجوانان اسلام نے وہاں کمیونسٹوں کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا۔ لیکن تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ روس نواز ظاہرشاہ نے ان مظلوم و بے گناہ علمبردارانِ حق کو مشق ستم بنایا اور انہیں دار و رسن کی طرف کھینچنے لگے۔ اگر ظاہرشاہ اُس وقت اس عظیم نقصان کا احساس کر لیتے اور رہتے مسلمانوں پر ظلم و تشدد سے باز آتے اور روس کا ساتھ چھوڑ دیتے تو شاید آج افغانستان کی صورت حال کچھ اور ہوتی۔

یہی نہیں۔ روس کی ایماء پر چند مفاد پرستوں نے پختونستان کا جو نعرہ لگایا تھا۔ کابل کے حکمرانوں نے اس کی بھرپور حمایت کرکے بیرونی اسلامی ملک پاکستان کی استحکام کو بھی خطرے میں ڈالنے کی کوشش کی۔ ان ہی حکمرانوں کے ادوار میں علاقائیت اور عصبیت کو خوب ہوا دی گئی جس سے پاک افغان تعلقات میں خلیج پیدا ہوتا چلا گیا۔

دوسری جانب روس سے تعلقات مزید گہرے ہوتے جا رہے تھے لیکن کابل یونیورسٹی سے اٹھنی والی نوجوان اسلام کی تنظیم کی سرگرمیوں سے افغانستان میں روسی پیدا کردہ حالات بحران کا شکار ہونے لگے اور افغان عوام کی رگوں میں غیرت و حمیت کا خون پھر سے گردش میں آنے لگا اس خطرے کی بُو سونگھ کر تے ہوئے روس نے بالآخر افغانستان میں اپنی افواج بھیج کر وہاں کی آزاد اور خود مختار حیثیت کو ختم کرنے کی سب سے بڑی کوشش کی۔

شاید روس اس نیت سے افغانستان میں گھس آیا تھا کہ وہ جب بھی کہیں گیا۔ واپس نہیں لوٹا۔ لیکن افغانوں نے بھی اپنا ماضی دُہرا کر ثابت کر دیا کہ وہ بھی کسی کی غلامی کو قبول کرنے والے نہیں۔ روس اب واپسی کے لئے ترس رہا ہے۔ لیکن کوئی مناسب حکمت عملی اپنانے کے بعد اپنے جنوبی سرحدات کی حفاظت اور اسلامی انقلاب کی راہ میں روڑے اٹکانے کے لئے روس وہی پرانا مہرہ استعمال کرنا چاہتا ہے۔ جس کے بل بوتے پر ایک روز وہ وہاں کی سیاسی کشمکش میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ظاہرشاہ پھر روس کے لئے شطرنج کا مہرہ بن کر مجبوری حکومت کے سربراہ بننے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔

لیکن دوسری جانب غیور افغان عوام ہیں۔ وہ افغان عوام جن کی سیاسی شعور اب پختہ اور سیاسی بصیرت اب عروج پر ہے۔ آج کے یہی افغان مجاہد جو افغانستان کے مختلف سنگروں میں امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ کل ظاہرشاہ کے مشق ستم کا نشانہ تھے آج کے افغان جہاد کے سرکردہ مجاہد رہنما کل ظاہرشاہ کے خیال میں ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث تھے ان کے خیال میں اسلامی انقلاب کے یہ داعی باغی تھے اور آج وہ ان ہی مجاہدوں کی بے پناہ قربانیوں سے یہ

(باقی صفحہ ۵۶ پر)

تذکرہ انقلاب لینن کے ظلم کی داستان کا

تحریر: اعظم ہاشمی تلخیص و ترجمہ: محمد ابوبکر آفتاب

اعظم ہاشمی ایک ترک مہاجر ہیں جنہوں نے ۱۹۳۱ء میں روسی ترکستان سے ہجرت کی۔ ۱۹۱۷ء کے سرخ انقلاب کے بعد انہوں نے سمرقند بخارا میں خون کے دریا بہتے دیکھے اور انقلاب کے بعد روس کے مسلمانوں اور روس میں اسلام پر کیا گذری، آنکھوں دیکھے حال کو انہوں نے اپنی آپ بیتی "سمرقند و بخارا کی خونیں سرگزشت" میں قلم بند کیا۔ اسی کتاب کی تلخیص درج ذیل سطور میں دی جا رہی ہے۔

یہ ۱۹۳۱ء کا ذکر ہے۔ آخر فروری یا شروع مارچ کی کوئی تاریخ تھی جب میری والدہ نے مجھے رخصت کرتے ہوئے کہا "میں تمہیں دین و ایمان اور وطن عزیز کی خاطر کسی آزاد ملک میں جانے کی اجازت دیتی ہوں۔ البتہ ایک شرط ہے، وہ یہ کہ جہاں تک ممکن ہو ترکستان کے مسلمانوں کی بے بسی اور دین کی بے حرمتی کی خبر تمام مسلمانوں اور آزاد قوموں تک پہنچا دو۔"

مزید تاکید کرتے ہوئے فرمایا "دیکھو، تمہیں کوئی چیز اپنے پیدائشی وطن سے غافل نہ کر دے۔ ہمدردوں کی ہمدردیاں فراموش نہ کرنا۔ جو تمہارے خدا کا دشمن اور ملک کا غاصب ہے وہ کبھی تمہارا دوست اور بہی خواہ نہیں ہو سکتا۔ بزدل انسان اپنی منزل مقصود سے محروم رہتا ہے۔ موت ایک بار آئے گی۔ ایمان سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں مرد اپنے قول سے نہیں پھرتے۔ جو شخص ان تین باتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اس کا وجود کوڑی کا نہیں رہتا۔"

فرغانہ (جو آج کل ازبکستان کہلاتا ہے) کے ضلع اندجان میں ایک چھوٹا سا قصبہ "قالقی" ہے۔ میں اسی قصبے میں ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوا۔ میرے والد کا نام خوجہ خان (املا ہے (دادا ترکی میں سولانا کہتے ہیں) دادا کا نام حضرت الشیخ عزت اللہ اور نانا کا

نام عیاث الدین منگنانی ہے۔ یہ سب حضرات اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ نانا جان پورے ترکستان میں استاذ العالم کہلاتے تھے۔ ان کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ والد کے سلسلہ نسب میں چار پشت تک علمائے دین اور سلسلہ نقشبندیہ کے خلفاء ملتے ہیں والدہ کی طرف سے میرا شجرہ نسب سیدنا حسین رضؓ سے ملتا ہے۔ میرے ننھیال کے بزرگ قتیبہ بن مسلم کے ہمراہ تبلیغ دین کے لیے ترکستان آئے تھے۔

کمیونسٹ انقلاب سے پہلے ترکستان میں ہزاروں مدارس تھے۔ ترکی زبان ذریعہ تعلیم تھی۔ کوئی شہر اور قصبہ درسگاہ سے خالی نہ تھا۔ مخیر حضرات نے لاتعداد مدارس کے لیے زمینیں وقف کر رکھی تھیں۔ طلبہ کو تعلیم مفت ملتی تھی۔ ان درسگاہوں کی اپنی دنیا تھی سیاست تو گویا شجر ممنوعہ تھی۔ یہ میدان علماء نے لادین قوتوں کے لیے خالی چھوڑ رکھا تھا۔ ترکستانی معاشرہ عالم اسلام سے بالکل بے خبر اور بڑی حد تک کٹا ہوا تھا۔ رعنائیت اور خوشحالی کی وجہ سے پورا معاشرہ خواب خرگوش میں مبتلا تھا۔ علماء کی اکثریت تنگ نظر، جمود کا شکار اور فروعات میں الجھی ہوئی تھی۔ تصوف کا دور دورہ تھا۔ مشائخ اور صوفیا، معاشرے اور قوم کے عملی مسائل سے بے نیاز خانقاہوں میں گم تھے۔ مراقبہ، کشف قبور، عزلت گزینی، ریاضت، چلہ کشی، وحدت الوجود پر بحث مباحثے اور نفس کشی ان کا اپنا شغل بھی تھا۔ اور اپنے مریدوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔

۱۹۱۷ء میں روس میں انقلاب آیا۔ زار شاہی کا تختہ الٹنے کے بعد جمہوریت پسند نیشنلسٹ روسیوں نے الیگزنڈر کرنسکی کی سربراہی میں عبوری حکومت قائم کرلی۔ ادھر ترکستان نے بھی آزادی کا اعلان کردیا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد کمیونسٹوں نے لینن کی قیادت میں کرنسکی حکومت کا تختہ الٹ کر روس پر قبضہ کرلیا۔ فروری ۱۹۱۸ء میں بولشیوک روس ترکستان پر چڑھ دوڑا اور اس کی چند روزہ آزادی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ دسمبر ۱۹۲۱ء میں اس نے بخارا اور جمہوریہ خیوا پر اپنے سامراجی چنگل گاڑ دیئے۔ کمیونسٹوں نے ترکستان پر مسلط ہوتے ہی زمینیں، باغات دکانیں اور کارخانے غصب کرلیں۔ کسان، تاجر، علماء اور مذہب سے وابستہ افراد خواہ وہ پڑھے لکھے سفید پوش تھے یا ان پڑھ مزدور اور کاشت کار، سب کو حقوق شہریت سے محروم کردیا گیا۔ نماز روزہ جرم قرار پائے۔ حج پر پابندی لگا دی اور مسجدیں بند کردیں۔

مسجدیں بند کرنے کے لیے مکارانہ ہتھکنڈے اختیار کئے گئے۔ سب سے پہلے مسجدوں اور مدرسوں کے اوقاف ضبط کرلیے گئے۔ اس طرح مسجدیں اور دینی درس گاہیں اپنے وسائل زندگی سے محروم ہوگئیں۔ پھر مسجدوں پر بھاری ٹیکس عائد کردیئے گئے۔ جب لوگوں نے چندہ جمع کرکے ٹیکس ادا کیا تو چندہ دینے والوں پر ٹیکس لگا دیا گیا۔ اعلانیہ کہا جانے لگا کہ جو لوگ مسجدوں کا ٹیکس ادا کرتے ہیں انہوں نے خزانے چھپا رکھے ہیں، ہم یہ خزانے ان سے اگلوائیں گے اب مسجد ٹیکس ادا کرنے کی جرأت کون کرتا۔ چنانچہ جب مقررہ میعاد میں ٹیکس ادا نہ ہوتا، تو ایک ہفتے بعد مسجد پر جرمانہ عائد کردیا جاتا جو وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ بڑھتا رہتا۔ ادھر جو لوگ نماز پڑھتے ان پر نمازی ٹیکس عائد کردیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ گھروں میں نماز پڑھنے لگے اور مسجدیں ویران اور بے آباد ہو گئیں۔ جب کوئی مسجد اس طرح ویران ہوجاتی تو ایک روز کمیونسٹ اس میں جمع ہوتے اور ایک قرارداد منظور کرتے کہ یہ مسجد بیکار اور ویران پڑی

ہے، اس میں کوئی شخص نماز پڑھنے نہیں آتا، اس لیے حکومت کو چاہیئے کہ اس کو کسی رفاہی کام میں استعمال کرے۔ دوسرے روز قرار داد سرکاری گزٹ میں شائع ہو جاتی اور کمیونسٹ مسجد پر قبضہ کر کے یا تو اسے شہید کر دیتے یا اصطبل، کلب اور رقص گھر وغیرہ میں بدل دیتے۔

کمیونسٹ پارٹی کی شاخیں ایک ایک محلے میں کھول دی گئی تھیں۔ یہ شاخیں ریشہ دوانیاں کرتیں۔ کمیونسٹ اسلام پر بہتان طرازی، قرآن و حدیث، دین اور دینی پیشواؤں کے مضحکہ خیز کارٹون بنا کر سڑکوں اور مسجدوں پر چسپاں کرتے۔ نبی اکرمؐ کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالتے۔ کمیونسٹوں کی چیرہ دستیوں اور اسلام دشمنی کی انتہا یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضی پتلا بنا کر چوراہوں میں رکھ دیتے۔

ایک دن کا ذکر ہے، ہمارے قصبے کی بڑی مسجد میں کمیونسٹوں نے ایک جلسہ منعقد کیا۔ ایک کمیونسٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا: "مذہب بالخصوص اسلام نے خدا کا تصور جو دلوں پر بٹھایا ہے۔ اس کا مقصد عوام کو لوٹنا ہے۔ یہ تصور سرمایہ داروں اور ملاؤں نے اپنی شکم پروری کے لیے ایجاد کیا ہے۔ اللہ، رسولؐ، یوم آخرت حشر نشر، جنت دوزخ، فرشتے اور جنات وغیرہ، تمام عقائد ڈھکوسلے ہیں۔"

اس دریدہ دہن کی یہ خرافات سن کر میرا خون کھول اٹھا۔ جوش کے عالم میں میں نہ جانے کیا کچھ کہہ گیا۔ کمیونسٹ چاروں طرف سے مجھ پر پل پڑے اور لاتیں اور مکے برسانے لگے۔ میرا کوٹ پھٹ گیا۔ کپڑے تار تار ہو گئے۔ پھر پولیس نے دھکے دے کر اور ڈنڈے برسا کر باہر نکال دیا۔ گھر پہنچا تو امی جان اور چھوٹے بہن بھائی میری حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ امی کی پریشانی تو دیکھی نہ جاتی تھی۔ ان کی پریشانی بجا تھی۔ دین اور اہل دین کا جو حشر ہو رہا تھا وہ ان کے سامنے تھا۔ خود ہمارا خاندان بھی محفوظ نہ رہا تھا۔ سوشلسٹ پولیس میرے چچا دو ماموں، ایک بہنوئی، دو خالہ زاد بھائیوں اور متعدد عزیزوں کو دینی پیشوا ہونے کے جرم میں ان کے گھروں سے پکڑ کر لے گئی تھی۔ اور پھر آج تک پتہ نہیں چل سکا تھا کہ انہیں زمین نگل گئی یا آسمان اُچک لے گیا۔

امی جان کو بھی اس بنیاد پر حقوق شہریت سے محروم کر دیا گیا کہ وہ روحانی اور عالمۂ دین ہیں۔ امی نے اس موقعہ پر فرمایا تھا: "اب ہمارا ایمان آزمایا جائے گا۔ ان لوگوں سے یہی توقع تھی۔ یہ بدمعاش اس سرزمین میں دینی شعور و احساس رکھنے والے کسی انسان کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔" امی جان کو شہری حقوق سے محروم کرنے کے ٹھیک ۲۳ دن بعد میں ہجرت کی راہ پر گامزن ہوا۔ مسلسل کئی گھنٹے چلنے کے بعد اگلے روز میں خضر آباد کے قریب پہنچا۔ خضر آباد ہمارے قصبے قانتی سے کوئی چوبیس میل کے فاصلے پر واقع ہے، خاصا بڑا گاؤں ہے۔ گاؤں تک پہنچنے کے لیے دریائے سیحون عبور کرنا پڑتا ہے۔ گاؤں کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ روسی فوج نے گاؤں کو گھیر رکھا ہے۔ کوئی ہزار ڈیڑھ ہزار فوجی ہوں گے۔ بعد ازاں پتہ چلا کہ خضر آباد میں بھی کمیونسٹوں نے اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور دریدہ دہنی کی تھی۔ چنانچہ عوام نے مشتعل ہو کر ان کی تکا بوٹی کر دی، ریلوے لائن اکھاڑ ڈالی اور بغاوت کا پرچم بلند کر دیا اور روسی فوج انہیں کچلنے آئی تھی۔

اسی شام "اوچی" پہنچا۔ یہاں والد مرحوم کے ایک ہم سبق عالم رہتے تھے۔ لوگوں نے بتایا کہ اس مرد حق پرست کو کمیونسٹوں نے گزشتہ رات شہید کر دیا۔ چند روز یہاں رہا پھر خوقند پہنچا۔ خوقند

ترکستان کا تاریخی شہر ہے۔ شیخ محمد جان عرف بائی وچہ داملا، خوقند کے مشہور عالم تھے۔ کمیونسٹوں نے انہیں اپنے گھر میں نظر بند کر رکھا تھا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اپنا تعارف کرایا اور عرض کی "میں یہاں رہ کر دینی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں"

شیخ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا:۔

"بیٹا دینی تعلیم کی تحصیل ممنوع قرار دی جا چکی ہے۔ صرف ایک صورت ہے۔

تم دن بھر نہ سہی آدھا دن ہی شہر میں محنت مزدوری کرو۔ اس طرح تمہیں میرے ہاں رہنے کا بہانہ مل جائے گا۔

مجھے خوقند میں وارد ہوئے تیسرا ہفتہ جا رہا تھا۔ کمیونسٹ حکومت نے پوری آبادی کی علاقہ وار فہرست مرتب کی اور اسلام پسند شہریوں کی کڑی نگرانی کرنے لگی۔ عوامی پولیس میں شہر کے غنڈے اور بدمعاش بھرتی کئے اور ان کے ذریعے اہل دین کو ڈرانے دھمکانے اور زدوکوب کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ پھر گرفتاریوں اور اعتراف جرم کا وسیع شیطانی چکر چل پڑا۔ سترا سی آدمی روزانہ غائب ہونے لگے۔

میرے پاس ایک حائلی شریف (قرآن کریم) تھی جس کے کچھ اوراق پھٹ گئے تھے۔ میں ایک جلد ساز کی دکان پر گیا۔ یہ دکان ٹوپی بازار میں تھی۔ جو خوقند کی جامعہ مسجد کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ جلد ساز حائلی شریف کے اوراق درست کر رہا تھا کہ ایک کمیونسٹ آیا اور بولا "کیا میری کتابوں کی جلد تیار ہو گئی ہے"

"ایک گھنٹے کا کام باقی ہے۔ تیار کر کے پہنچا دوں گا" جلد ساز نے جواب دیا۔

"یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے" اس نے جلد ساز سے پھر سوال کیا "یہ.... یہ...."

جلد ساز گھبرا گیا "یہ قرآن شریف ہے۔ بس چند منٹ کا کام باقی ہے۔ پھر آپ کا کام پورا کر دوں گا" اس نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔ کمیونسٹ غضب ناک ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ جھپٹا مار کر قرآن شریف جلد ساز کے ہاتھ سے چھین لیا اور چلایا "اس خرافات (معاذ اللہ) کے لیے تم نے میرا کام روک رکھا ہے" پھر قرآن شریف باہر سڑک پر پرے مارا۔

وہ بدمعاش دکان سے نکل کر چل کھڑا ہوا۔ میں نے جلد ساز کی اجرت ادا کی اور اس کے پیچھے ہو لیا۔ کچھ فاصلے پر تھانہ تھا۔ جونہی وہ تھانے کے قریب پہنچا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچ کر تھانے میں لے گیا۔ تھانے دار کو سارا ماجرا سنایا اور اس بدبخت کی جسارت پر احتجاج کیا۔ میں نے کہا "اس شخص نے حکومت کے احکام کی صریحاً خلاف ورزی کی ہے۔ خود حکومت اعلان کر چکی ہے کہ کوئی کمیونسٹ دین کے خلاف نہ کوئی نازیبا حرکت کرے گا اور نہ کسی کو جبراً ملحد بنائے گا۔ اس شخص کو اس مذموم حرکت کی سزا دی جائے" تھانیدار نے میری شکایت پر کان تک نہ دھرا بلکہ الٹا مجھی کو ڈانٹا اور کہنے لگا "ہمارے پاس کیا لینے آئے ہو؟ اپنے خدا کے پاس جاؤ جس کے نام پر تم مر جانے کا عقیدہ رکھتے ہو"

پکڑ دھکڑ اور دار و گیر کا سلسلہ اور تیز ہو گیا۔ باقی ماندہ جری اور حق گو علماء راتوں رات غائب ہونے لگے۔ آدھی رات کے وقت دروازے پر دستک ہوتی۔ دروازہ کھلتا۔ خفیہ پولیس کے آدمی دروازے پر کھڑے ہوتے مطلوبہ شخص کو ہنڈ گاڑی میں بٹھاتے اور لے جاتے۔ گھر والوں کو کہہ دیتے کہ وہ چار روز میں واپس آ جائیں گے۔ ہفتے دو ہفتے بعد خبر ملتی کہ انہیں جلا وطن کر دیا گیا ہے۔ اور جلا وطنی کے معنی یہ تھے کہ سائبیریا کے برفیلے جہنم میں بھیج دیا گیا ہے۔

میں خود بھی ٹوپی بازار کی مسجد

ہیں امامت پر مامور تھا۔ پارٹی کے اجلاس میں مجھے اغوا کرنے کی قرارداد منظور ہوئی۔ رات کے تین بجے ایک نوجوان نے جو کہ مومل کارکن تھا اور میرا دوست اس نے آکر مجھے اطلاع دی۔ میں نے سمرقند جانے کا فیصلہ کیا۔ سمرقند پہنچ مدرسہ تیلا کار میں ٹھہرا۔ اگلے روز قاری الماسی کے درست کو تلاش کیا۔ انہوں نے مجھے شہر سے کوئی اڑھائی فرسخ کے فاصلے پر "میمن قشلاق" پہنچا دیا یہاں ایک عالم دین وامل بخاری کے نام سے مشہور تھے۔ میمن قشلاق کے کچھ فاصلہ پر تختہ قراچہ کے پہاڑوں میں مجاہدین کا مرکز تھا۔ وامل بخاری کمیونسٹوں کی بدزبانی کا جواب بھی دیتے تھے اور مجاہدین کی تربیت بھی کرتے۔

ایک دن مجھ سے فرمایا "ہم ترکستانی مسلمان کمزان نعمت ہیں مبتلا تھے خصوصاً علماء حضرات، سیلاب امڈتا رہا اور وہ پڑے سوتے رہے۔ جاگے بھی تو اس وقت جب سیلاب مسجدوں، مدرسوں اور خانقاہوں کی دیواروں سے آ ٹکرایا۔ اب غفلت شعاری کے اس گناہ کا کفارہ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے کہ علماء اپنی جانوں پر کھیل جائیں"۔

بخاری صاحب کی خدمت میں ہفتہ بھر رہا۔ اور پھر بخارا کی طرف روانہ ہوگیا۔ بخارا سے سات آٹھ میل کے فاصلے پر ریلوے کا بڑا جنکشن کاگان ہے یہاں سے بخارا تک چھوٹی پٹڑی کی ریل گاڑی جاتی ہے۔ میں گاڑی میں سوار ہونے کے بجائے پیدل ہی چل پڑا۔ رات گئے ایک گاؤں میں پہنچا۔ مسجد میں رات بسر کرنے کی اجازت نہ ملی۔ اور رات گاؤں سے باہر ایک درخت کے نیچے گزاری۔ صبح نماز نماز پڑھنے مسجد میں آیا تو دروازہ مقفل تھا۔ چنانچہ بخارا کی طرف چل کھڑا ہوا۔ آٹھ بجے کے قریب شہر پہنچا۔ محلہ "غجدوانی" میں ایک خوبصورت مسجد دکھائی دی، اندر داخل ہوا تو کچھ عورتیں بیٹھی کپڑے دھو رہی تھیں اور مسجد میں کئی خاندانوں نے ڈیرہ جما رکھا تھا۔ بعد ازاں پتہ چلا کہ یہ یہودی کمیونسٹوں کے خاندان ہیں۔ اور انہیں سوشلسٹ حکومت نے آباد کیا ہے۔

باہر نکلا تو دور بینڈ باجے کی آواز سنائی دی جو لحہ بہ لحہ قریب تر آتی جا رہی تھی۔ شاید کوئی جلوس تھا۔ چند منٹ بعد پورا منظر میرے سامنے تھا۔ آگے آگے فوجی دستہ بینڈ کی دھن پر مارچ کر رہا تھا۔ اس کے پیچھے ہزاروں کمیونسٹ قطار در قطار اپنے پرچم اٹھائے چلے آ رہے تھے۔ ہر قطار ایک عورت اور ایک مرد پر مشتمل تھی۔ یہ لوگ شہر کے وسط میں ایک بڑے حوض پر جمع ہو گئے۔ یہ حوض "حوض دیوان بیگی" کہلاتا تھا دراصل اس روز کمیونسٹ یوم بے پردگی منا رہے تھے۔ چند سال پہلے اسی دن انہوں نے سرخ فوج کی مدد سے مسلمان عورتوں کے چہروں سے برقعے اتار کر انہیں آگ لگا دی تھی۔ جن خواتین نے برقعے اتارنے سے انکار کیا تھا، ان کے گھر والوں کو سخت اذیتیں دی گئیں۔ حتیٰ کہ انہیں بچانے کے لیے عورتوں نے نقاب اتار ڈالے۔ اب وہ ہر سال بے پردگی کی تقریب مناتے تھے۔ بلوس کے اختتام پر کمیونسٹوں نے جلسہ منعقد کیا جس میں دینی شعائر کے خلاف دل کھول کر ہرزہ سرائی کی اور اتفاق رائے سے قرارداد منظور کی کہ تمام بڑی مساجد میں لینن کے مجسمے نصب کیے جائیں۔

بخارا میں میں تین دن رہا۔ مگر یہ تین دن میرے لیے تین سال سے بھی بھاری تھے۔ حالات انتہائی اضطراب انگیز تھے۔ پورا ترکستان ظلام کی چکی میں پس رہا تھا مگر بخارا کے مسلمان جن مظالم سے دوچار تھے۔ دوسرے علاقوں کے مظالم کی ان کے آگے کوئی حیثیت نہ تھی اسلام اور خدا اور رسول کے خلاف زہریلا پراپیگنڈہ اور معاندانہ سرگرمیاں زوروں پر تھیں۔ کمیونسٹوں کی زبان اور کمیونسٹ پارٹی کی مرضی قانون تھی۔ انسانی اور شہری حقوق ان کے قدموں تلے پامال ہو رہے تھے۔ دینی عقائد اور شعائر کے ساتھ وابستگی کا انہیں عذاب مول لینے

کے مترادف تھا۔

بخارا میں آٹھ سو دینی مدارس تھے۔ لیکن اب وہ قال اللہ اور قال رسول اللہ کی آوازوں سے محروم ہو چکے تھے۔ کوئی اصطبل بنا ہوا تھا۔ کوئی گودام کا کام دے رہا تھا۔ کوئی کلب بن چکا تھا۔ اور کسی سے رقص و سرود کی آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ اکثر مسجدیں بند پڑی تھیں۔ بعض میں یہودی اور دوسری غیر قوموں کے خاندان مقیم تھے۔

بخارا میں آئے مجھے دوسرا دن تھا کہ طبیعت کا اضطراب بڑھ گیا۔ آخر مشہور مسجد مغاک میں جا چھپا۔ یہ مسجد زیر زمین تھی۔ خیال آیا کہ استخارہ کروں شاید ہادی مطلق سے کوئی رہنمائی مل جائے۔ وضو کیا۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ استخارے کی دعا مانگی اور سو گیا۔ صبح صادق کے وقت پہلے مؤذن آیا۔ پھر دو آدمی اور آئے۔ اور ہم چار آدمیوں نے نماز فجر ادا کی۔ ان لوگوں کی زبانی پتہ چلا کہ رات شہر پر قیامت گزر گئی۔ ہوا یوں کہ دن کے وقت پھر کمیونسٹوں نے جلسہ نکالا اسلام و خدا اور رسولؐ کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ دینی شعائر کا تمسخر اڑایا۔ اس پر چند نوجوان مشتعل ہو گئے۔ انہوں نے دو تین سرکردہ کمیونسٹوں کو قتل کر ڈالا۔ اس پر کمیونسٹ پارٹی کے درندے اور سرخ فوج کے وحشی سپاہی شہر بھر میں پھیل گئے اور قتل عام شروع کر دیا۔ لوگوں کو گھروں میں گھس کر نکالا گیا اور گولی ماری گئی۔ صبح کے وقت بخارا کے گلی کوچے لاشوں سے پٹے پڑے تھے۔

دوسرے دن مسجد مغاک کے خطیب بھی اپنے گھر میں شہید کر دیئے گئے۔ وہ بڑے جری اور حق گو عالم تھے۔ کل کمیونسٹوں نے جلسے میں جب خدا رسولؐ اور قرآن و دیانت کے خلاف یاوہ گوئی کی اور اعلان کیا کہ ہم نے خدا کو بخارا سے باہر نکال دیا ہے، اب روحانی عوام کو لوٹ کھسوٹ نہ سکیں گے۔ خدا و رسولؐ وغیرہ سب ان روحانیوں کے ہتھکنڈے ہیں جو انہوں نے اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے ایجاد کر رکھے ہیں۔ ایسا ہی ہتھکنڈہ بہاؤالدین کی وہ وصیت ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ جب تک میری قبر کی ایک اینٹ بھی موجود ہے، کفار اس سرزمین پر قدم نہیں رکھ سکتے۔ اس ہتھکنڈے کی قلعی بھی ہم نے کھول کر رکھ دی ہے۔ اور اس کے مزار کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے۔ خطیب صاحب ان کی ہرزہ سرائی سے بے تاب ہو کر اٹھے۔ وہ ولولہ انگیز تقریر کی اور کمیونسٹوں کے اس اتہام کی تکذیب کی اور دلائل سے ثابت کر دیا کہ یہ کتابیں اور وصیت نامہ جعلی اور لغو ہیں۔ اور خود کمیونسٹوں نے گھڑی ہیں۔ اسلام ایسی خرافات سے بالکل پاک ہے۔ اسی اثنا میں سرخ فوج کا دستہ پہنچ گیا۔ لوگ منتشر ہو گئے۔ سرخ فوجیوں نے متانی کمیونسٹوں کی رہنمائی میں گھروں میں گھس گھس کر ہزاروں دیندار افراد اور علماء کو گولی ماردی۔ انہی کشتگانِ ستم میں مسجد مغاک کے خطیب بھی تھے۔

بخارا کا گان سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔ میں کا گان سے قرشی کی طرف بذریعہ گاڑی روانہ ہوا۔ گاڑی میں اچانک چھ روسی بدمعاش مجھ پر پل پڑے۔ بدمعاش سب کے سب ہٹے کٹے تھے۔ انہوں نے مجھے بے تحاشا پیٹا۔ میں بے اختیار چلّایا۔ "اے اللہ میری مدد کر" خدا کا نام میری زبان پر کیا آیا۔ روسی بدمعاش اور بگڑ گئے۔ ایک نے ماں کی فحش گالی دی اور چیخا "روحانی سب کے سب روحانی کتّے" اور پھر سب نے لاتوں اور مکوں کی بارش کر دی۔ ساتھ ساتھ گالیوں کی گردان شروع کر دی۔ تیرے دین پر۔ تیرے خدا پر۔ تیرے قرآن پر۔ وہ مجھے اغوا کر باہر پھینکنے گئے کہ گلا گھونٹ کر مار دیں۔ اگلا۔ رمولے پولیس نے تین بدمعاشوں کو پکڑ لیا مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ میں

مسلمان ہوں تو انہیں چھوڑ دیا۔

صبح سویرے قرشی کے اسٹیشن پر اترا۔ اسی دن شام کو پانچ بجے ریلوے میدان میں ایک فوجی اجتماع ہوا۔ دراصل قرشی کے ایک مشہور عالمِ دین کے خلاف فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جا رہا تھا۔ شہر بھر میں منادی کی گئی اور عوام کو حکم دیا گیا کہ وہ مقدمے کی کارروائی دیکھنے کے لیے جمع ہوں۔ میدان کے ایک کنارے عدالت کا اجلاس ہوا۔ لوگ دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ مولانا کو زبردست فوجی پہرے میں لایا گیا۔ ان پر الزام تھا کہ اسلام کا پرچار کرتے ہیں۔ اور کمیونزم پر تنقید کرتے ہیں۔

مولانا نے اسلام کے بارے بات کرنا چاہی مگر کمیونسٹوں میں حق بات سننے کی تاب کہاں تھی بات ابھی شروع ہی کی تھی کہ گولیوں سے اس کا سینہ چھلنی کر دیا۔ عوام اگرچہ سنتے تھے لیکن جب انہوں نے مردِ حق کو گرتے دیکھا تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ میدان نعروں سے گونج اٹھا مشین گنوں سے گولیاں اولوں کی طرح برسنے لگیں اور سیکڑوں مسلمان شہید ہو گئے۔

قرشی میں تین دن رہنے کے بعد شہر سبز کی طرف روانہ ہوا۔ شہر سبز قرشی سے تقریباً چھتیس کوس کے فاصلے پر ہے۔ ایک سوار فروش سے حضرت خوقندی یعنی ماموں جان کا پتہ دریافت کیا اس نے بتایا "شہر میں کل سے سُرخ فوج گشت کر رہی ہے۔ خوقندی حضرت کے قلعے پر بھاری پہرہ بٹھا دیا گیا ہے میرا نام تیمر بیگ ہے اور خوقندی حضرت کا ادنیٰ خادم ہوں۔"

تیمر بیگ نے میری رہائش کا انتظام ایک مسجد میں کیا۔ اسی رات مسجد میں مجلسِ شاورت منعقد ہوئی۔ کمیونسٹ پارٹی نے تمام بڑی مسجدوں کے متولیوں کے نام ایک سرکلر جاری کیا تھا۔ جس میں ان سے کہا تھا کہ فلاں تاریخ کو نمازِ مغرب کے بعد سے صبح آٹھ بجے تک مسجدیں پارٹی کے حوالے کر دی جائیں۔ وہاں وہ کوئی خصوصی پروگرام کرنا چاہتے ہیں۔

سرکاری سرکلر جاری ہوئے چوتھا دن تھا۔ کمیونسٹ پارٹی نے نمازِ مغرب کے بعد تمام بڑی مسجدوں میں بیک وقت جلسے منعقد کیے۔ اہلِ خانہ کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی پردہ نشین بہو بیٹیوں اور بیویوں کو لے کر مسجد میں آئیں۔ مسلح پولیس کے سپاہی ایک سرخ فوجی کی سرکردگی میں ایک ایک گھر پر گئے اور عورتوں اور مردوں کو جانوروں کی طرح ہانک لائے۔ مسجد کے دروازے پر دائیں بائیں دو کمیونسٹ کھڑے تھے اور مستورات کے سروں پر سے برقعے، چادریں اور دوپٹے اتار کر مسجد کے صحن میں ڈھیر کرتے جاتے تھے۔ رات دس بجے سب لوگوں کی موجودگی میں اس ڈھیر کو آگ لگا دی گئی۔ اس موقعہ پر ایک یہودی کمیونسٹ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "پردہ عورتوں پر مردوں کے ظلم کی نشانی ہے۔ اب عورتیں آزاد ہو گئی ہیں۔ وہ دفتر میں نوکری کر سکیں گی۔ اور نکاح و طلاق کا جھنجھٹ بھی اب باقی نہیں رہا۔

ایک اور کمیونسٹ کی نظر طاق میں رکھے ہوئے قرآن مجید پر پڑی۔ اس نے قرآن مجید اٹھایا۔ مضحکہ خیز حرکتیں کرتا ہوا صحن میں پہنچا اور اسے جلتے ہوئے برقعوں اور چادروں میں زور سے پھینک دیا۔ پھر گلا پھاڑتے ہوئے چلایا "ہم شہر سبز کے کمیونسٹ عہد کرتے ہیں کہ اب ہم خرافاتیوں کو پنپنے نہیں دیں گے۔"

تیمر بیگ نے مجھے ماموں حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ وہیں پیر انغانی سیّد جلال الدّین ایشان سے ملاقات ہوئی۔ وہ کمیونسٹوں کے حامی تھے۔ ماموں حضرت نے ان سے پوچھا "سیّد! آپ تو فرماتے تھے سوشلسٹوں کا مقصد صرف غریبوں سے ہمدردی، تعلیم عام کرنا، آمدنی

کی مقدار مقرر کرنا۔ ضرورت سے زیادہ زمین اپنے پاس نہ رکھنا، عورتوں کے حقوق محفوظ کرنا وغیرہ ہیں۔ اور وہ تمام قوموں کی خودمختاری اور آزادی کے حامی ہیں"۔

پیر افغانی نے کہا، ہاں جناب، اب کمیونسٹ کھل کر سامنے آگئے ہیں اب معلوم ہوا کہ ان کی وہ باتیں محض دھوکہ اور فریب تھیں"۔

پیر افغانی سیّد جلال الدین ایشان، ماموں حضرت سے بڑی پریشانی کے عالم میں رخصت ہوئے۔ کہنے لگے میں کچھ مدت کے لیے بخارا جانا چاہتا ہوں۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد واپس آئے۔ ڈیڑھ ماہ کے اس دورے نے پیر افغانی کی آنکھیں کھول دیں۔ انہیں کمیونسٹوں نے باور کرایا تھا کہ سوشلزم یا کمیونزم محض ایک اقتصادی نظام ہے۔ مذہب سے انہیں کوئی دشمنی نہیں وہ تو خلقِ خدا کو اقتصادی بدحالی سے نجات دلانا اور سرمایہ داری کو مٹانا چاہتے ہیں۔ سیّد جلال الدین ان کے اس دامِ فریب میں گرفتار رہے مریدان سے دریافت کرتے حضرت، سوشلزم اور کمیونزم کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ تو وہ یہی جواب دیتے کہ ان کا تعلق صرف مال و دولت

کی مساوی تقسیم سے ہے۔ مذہب سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ اب جو جگہ جگہ اپنی آنکھوں سے اسلام اور دیندار لوگوں کا حشر دیکھا تو کمیونسٹوں کی ان فریب دہی پر ان کا خون کھول اٹھا اور انہیں پتہ چلا کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔ سوشلزم اور کمیونزم ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ مارکسٹ نظریے کے مطابق خدا اور مذہب کا تصور نہ صرف لغو ہے بلکہ انسان کے حق میں افیون کا کام کرتا ہے اور اس کا قلع قمع پارٹی کا اولین فریضہ ہے۔ لیکن اب پانی سر سے گزر چکا تھا۔ کمیونسٹ ان کی تائید و حمایت حاصل کر کے اپنے چنگل ملت اسلامیہ ترکستان کے جسد میں بہت گہرے گاڑ چکے تھے۔ اب انہیں اپنے ملک افغانستان کی نکوامن گیر ہوئی جہاں کمیونزم کے گماشتے ان کے نام پر اپنی سیاہ کاریوں میں مصروف تھے۔ انہوں نے افغانستان جانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو کمیونسٹوں کے جعل و فریب سے آگاہ کر سکیں۔

اس سارے عرصے میں یہ شہر سبز ہی میں تیمر بیگ کے پاس مقیم رہا۔ کمیونسٹوں نے ایک ہتھکنڈہ اور اختیار کیا۔ ہر شہر میں محلے دار کمیٹیاں قائم کیں ان کمیٹیوں کا نام بھی عربی رکھا گیا "اصحاب العدل" یعنی عدل اور انصاف پسند لوگ۔ ان کمیٹیوں کے ارکان بالعموم محلے کے نامی گرامی اوباش اور ماں باپ کے نافرمان نوجوان ہوتے تھے۔

رفتہ رفتہ ان کمیٹیوں کی کارکردگی کے نتائج سامنے آنے لگے۔ کمیونسٹوں کے گرد دو قسم کے افراد جمع تھے۔ ایک اوباش، لاابالی، بے علم اور جاہ پسند لوگ جن کا کام ہی دوسروں پر رعب گانٹھنا ہوتا ہے۔ دوسرے عالم دین اور صوفی کہلانے والے بزرگ جن کا علم محدود، سوجھ بوجھ بالکل سطحی اور کردار بے حد کمزور اور بودا تھا۔ لینن نے ایک بار کہا تھا "مشرق میں مذہب کے دروازے سے آؤ" اس ہدایت پر یہاں ٹھیک ٹھیک عمل ہو رہا تھا۔ ترغیب و ترہیب اور مختلف ہتھکنڈوں سے ہر جگہ چند مذہبی لوگوں پر قابو پا لیا گیا۔ ان میں بڑے بڑے زاہد و عابد، صوفی اور ملا تھے۔ شکل و صورت میں مومن قانت، چہروں پر لمبی لمبی داڑھیاں پیشانیوں پر چمکتے ہوئے سیاہ گٹے یہ لوگ ایک طرف سوشلزم اور کمیونزم کی حمایت میں قرآن و حدیث کے حوالے دیتے اور صحابہ کرامؓ کی زندگیاں پیش کرتے، دوسری طرف سوشلزم کے مخالف علماء کو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا ایجنٹ قرار دیتے۔ اس طرح جن علاقوں میں علماء اب تک

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی شہادت سے نہ تو جہادِ افغانستان متاثر ہوگا اور نہ ہی پاکستان کے اصولی موقف پر اثر پڑے گا،

دس سال قبل جب ایک ظالم اور دہریہ کمیونسٹ نظام حکومت جو حکمران کریمین کے ایماء پر افغانستان میں اقتدار کے پالے ہوئے کمیونسٹ ایجنٹوں کی وساطت سے عمل میں آیا تو افغانستان کے جیالے اور حریت پسند اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور بعد میں افغانستان میں براہِ راست روسی فوجی مداخلت کی بناء پر اپنے اسلامی عقیدے کے تحفظ غیروں کے چنگل سے اپنی سرزمین کی آزادی اور دوبارہ وہاں ایک آزاد اسلامی حکومت قائم کرنے کی خاطر جو مسلح جہاد کا آغاز کیا۔ اُس وقت افغانستان میں عبوری مجاہدین کے پاس نہ تو آج جیسے داخر مقدار میں اسلحہ موجود تھا اور نہ ہی عالمی سطح پر مجاہدین کے قابل اعتماد، پشت پناہ اور امدادی دوست ممالک موجود تھے۔ جن کی ایما اور مدد سے، روس جیسی سپر طاقت کے خلاف انہوں نے مزاحمت کا آغاز کیا ہو، سوائے اس کے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمان عوام اور اسلامی حکومت نے بے سروسامان اور نہتے مجاہدین کی برحق مزاحمت کی بھرپور حمایت کی اور مہاجرین کو نہایت خلوص دل اور محبت کے ساتھ اپنے پُرمہر دامن میں پناہ اور جگہ دی۔ بلکہ جذبہ ایمانی سے مالامال افغان مجاہد مرضی اللہ کی مدد و نصرت کے بھروسہ پر ایمان رکھتے ہوئے خالی ہاتھ دشمن کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح میدانِ کارزار میں کھڑے ہوگئے۔

اس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ شہید جنرل محمد ضیاء الحق مجاہدین افغانستان کا دلدادہ، جہاد افغانستان کا حامی افغان مہاجرین و عوام کے سچے دوست اور افغانستان میں ایک آزاد اور مکمل اسلامی حکومت کے قیام کے حق میں تھے۔ وہ خود بھی مجاہد تھے اور افغانستان میں تو کیا دنیا کے گوشے گوشے میں کفر و کمیونزم کے خلاف برسرپیکار مجاہدین کے ساتھی اور ہمدرد تھے لیکن جہاں تک افغان جہاد اور افغان مسئلے کے حل کے بارے میں شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے ہاتھوں وضع کئے ہوئے پاکستان کی پالیسی کا تعلق ہے تو یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ یہ پالیسی پاکستانی مسلمان عوام کی خواہش کے عین مطابق ہے۔ مرد مومن مرد حق شہید محمد ضیاء الحق نے افغان مجاہدین کی حمایت پاکستانی مسلمان عوام کی تڑپ افغان مہاجرین کو پناہ دینا ان کے دینی و جذبہ اور افغان قوم کی آزادی اور افغانستان میں ایک مستقل آزاد اور اسلامی حکومت کا قیام ان کی دلی تمنا ہے، افغان اور پاکستانی مسلمان عوام کے درمیان اسلامی بھائی چارے کے نہ ٹوٹنے والے رشتے قائم ہیں۔ چنانچہ شہید جنرل محمد ضیاء الحق نے بھی پاکستانی مسلمان عوام کے جذبہ ایثار کو اساس بنا کر افغان مسئلے کے بارے میں جو پالیسی اختیار کی تھی وہ درحقیقت پاکستانی عوام کی آرزوؤں اور دلی خواہشات کی عکاسی کرتی ہے۔ اس لیے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی شہادت سے انشاء اللہ افغان جہاد متاثر نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی ہمارے

ہنیان المرصوص تھے۔ اسلام کا دفاع کر رہے تھے۔ وہاں بھی انتشار پھیل گیا تھا کیونکہ اس زمانے میں کمیونسٹوں نے علماء میں پھوٹ ڈالنے، انہیں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کرنے اور ملکی حالات سے ان کی توجہ ہٹانے کے لیے ایک نیا کھیل کھیلا۔ جو ملّا مولوی ان کے آلہ کار بن چکے تھے، وہ فروعی اختلافات کو ہوا دینے لگے۔ مثلاً جمعے کے بعد احتیاطی پیشین (ظہر) پڑھنی چاہیئے یا نہیں۔ محفل میلاد میں قیام جائز ہے یا ناجائز، نماز میں التحیات میں انگشت شہادت اٹھانی چاہیئے یا نہیں۔ رسول ؐ کا سایہ تھا یا نہیں، حضور ؐ کے والدین کو کافر کہا جائے یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ہر طرف معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ جن مسجدوں میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی اجازت تھی وہاں ان مسائل پر زور و شور سے مناظرے ہو رہے تھے۔ کمیونسٹوں کا یہ کھیل بے حد کامیاب رہا۔ علماء کی خاصی بڑی تعداد اصل دشمنوں کو بھول کر آپس میں الجھ گئی۔ اور عوام کی توجہ بھی "اصحاب العدل" سے ہٹ گئی۔

شہر سبز سے میں مجاہدین کے مرکز پہنچا۔ میرے یہاں قیام کے دوران شیخ المجاہدین کے ایک صاحبزادے عصام الدین (افغانستان میں تین ماہ کا عرصہ گزار کر واپس آئے۔ وہاں کی صورت حال کا انہوں نے مکمل اور گہرا جائزہ لیا تھا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ افغانستان کہاں تک مجاہدین کی مدد کر سکتا ہے۔ اور ضرورت پڑنے پر کس حد تک مہاجرین کو اپنی آغوش میں لے سکتا ہے۔ جب وہ افغانستان میں داخل ہوئے تو خاصے پُرامید تھے۔ لیکن واپسی پر امید کا دامن ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا۔

انہوں نے بتایا کہ افغانستان کی حکومت نے احکام جاری کر دیئے ہیں کہ کسی شخص کو پناہ نہ دی جائے۔ مزار شریف کا گورنر روسیوں کے ساتھ گہرے روابط رکھتا ہے دریا پار کر کے جو شخص بھی افغانستان پہنچتا ہے اسے گرفتار کر کے روسیوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ اب تک کئی ہزار مہاجرین کو روسی فوج کے حوالے کر چکا ہے۔ ابراہیم بیگ عرصہ دراز سے کمیونسٹوں سے برسرپیکار تھا۔ سرخ فوجوں نے آہستہ آہستہ اسے محصور کر لیا۔ اس نے محاصرہ توڑ کر اپنے دو اڑھائی ہزار مجاہدین کے ساتھ دریائے آمو پار کیا مگر افغانستان کے حکمرانوں نے اسے بھی گرفتار کر کے روسیوں کے حوالے کر دیا (اس وقت ظاہر شاہ کا باپ نادر شاہ افغانستان پر حکمران تھا۔)

میں واپس تیمر بیگ کے پاس پہنچا وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ گزشتہ ہفتے خوقندی حضرت کی سندمت میں سمرقند سے ایک نہایت قابل اعتماد آدمی آیا اس نے بتایا کہ روس کی خفیہ پولیس نے سٹالن کے حکم سے روس کے طول و عرض سے تاتاری، ترکستانی اور قفقازی علماء کو بلایا اور ایک محضر نامہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ "ہم حاملانِ دین کا یہ ایمان ہے کہ آج سے قرنوں پہلے عرب میں محمدؐ پیدا ہوئے اور اپنی قوم کی اصلاح کی۔ اب اس بگڑی ہوئی دنیا میں لینن آیا۔ اس نے ظلم سے نجات دلائی۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ مارکس اور لینن نے جو کچھ لکھا اور کہا اب وہی اسلام ہے اور مسلمانوں کے لیے قابل عمل بھی ہے۔"

علماء نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ کمیونسٹ اس پر بھنّا گئے۔ نہ صرف انہیں بلکہ ان کے ہم خیال سینکڑوں علماء کو راتوں رات گرفتار کر کے سائبیریا بھیج دیا۔ ترانوے نمایاں حضرات کو ٹرکوں میں لاد کر مسلح فوج کی نگرانی میں "ادش" کے پہاڑوں میں پہنچا دیا۔ ہر شخص کو ایک ایک بوری چننے کی اور ایک پھاوڑا دیا۔ پہلے ایک عالم دین کو حکم دیا کہ ایک فٹ چوڑا و فٹ گہرا اور

پانچ فٹ لمبا گڑھا کھودو۔ گڑھا تیار ہوگیا تو حکم ہوا کہ اس میں اتر جاؤ، جونہی وہ گڑھے میں اترا، اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی۔ اور وہ زخمی ہو کر گر پڑا۔ اب دوسرے عالم کو کہا کہ چونے کی بوری کو اس پر الٹ دو زخمی چلایا مگر بوری الٹنے کے بعد گڑھے کو مٹی سے بھر دیا گیا۔ اس طرح اسے زندہ دفن کر دیا۔ اس طرح بانوے افراد باری باری ختم کئے گئے۔ آخری شخص کو زخمی کئے بغیر صحیح سالم زندہ دفن کر دیا گیا۔ مگر وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا اور اس نے سارا واقعہ بعد میں بیان کیا۔

آخر حضرت سفر باندھ کر کوئی روس کا شہر) کے راستے افغانستان کی طرف چل پڑا۔ امام جعفر نامی گاؤں میں امام جعفر کے نام سے منسوب مسجد میں قاری مسعود سے ملاقات ہوئی، جو روسیوں کے ظلم اور دہشت سے دُور کی خفیہ پولیس میں شامل ہو چکے تھے۔ میں نے مسجد میں سورہ دہر کی آیات تلاوت کیں تو سن کر انہوں نے فرمایا۔ یہ آیات سن کر میری آنکھوں میں ترکستان کے ان بے بدل فرزندوں اور مقدس بزرگوں اور مایہ ناز علما کی صورتیں گھوم گئیں جنہوں نے اس ارشاد خداوندی پر عمل کر دکھایا۔ روسیوں نے انہیں ہر ممکن طریقے سے ہر طرح کے لالچ دیئے۔ لیکن ناکام رہے۔ پھر ان پر ظلم کے کوڑے برسائے اور بڑی وحشت و درندگی سے شہید کر دیا روسی ظالموں نے قاضی عبدالمجید خان کو رات کے وقت گھر سے نکالا اور جنگل میں لے جا کر ان پر چاند ماری کی۔ جب وہ زخموں سے چور چور ہو کر نیم جان گئے تو ان کے زخموں پر چونا ملا اور پھر گڑھے میں ڈال کر اوپر گرم راکھ ڈال دی اور کہا کہ "اب بھی ہمارا کہا مان لو، ہم تمہیں چھوڑ دیں گے"۔ اس مردِ حق نے سورہ دہر کی یہی آیت پڑھی اور چونے میں مدفون ہوگئے۔ محی الدین حضرت کو لے جا کر کہا کہ اگر تم (یعنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہم سر تسلیم کر لو تو تمہیں تمہاری اولاد اور احباب کو قانون سے بالاتر قرار دے دیا جائے گا۔" مگر اس مردِ حق نے کہا کہ لعین تو اس خاک کے برابر بھی نہیں جس پر حضورؐ بول و براز فرمایا کرتے تھے۔ اس جواب پر کمیونسٹ گھبرا گئے اور انہیں تشدد اور اذیت سے شہید کر دیا۔

دریائے آمو پار کرتے ہوئے کشتی میں ایک مسلح فوجی نے مجھ سے پرمٹ طلب کیا۔ منہ دکھائی پر زور سے منہ پر تھپڑ دے مارا اور میں دھڑام سے دریا میں جا گرا۔ مجھے سانس روک کر دیر تک تیرنے کی عادت تھی۔ میں نے اپنے آپ کو پانی کے اندر چھپا لیا۔ مجھ پر پستول سے فائر کئے گئے۔ مگر قسمت اچھی تھی میں بچ گیا۔

ایک روز میں نے شہر کرخی سے آٹھ ترکمن نان خریدے (ایک ترکمن نان پونے دو سیر سے زیادہ وزنی ہوتا ہے) اور سر پر اٹھا کر امام کرخیؒ کے مزار کی طرف چل پڑا۔ مگر ارادہ بڑی اور سیدھی سڑک چھوڑ کر دوسری سڑک پر ہو لیا۔ شہر سے دور پہنچ کر احساس ہوا کہ میں ایک خطرناک راستے پر آ نکلا ہوں۔ ہر چند میٹے کے بعد فوجی ٹرک زن سے میرے پاس سے گزر جاتے خیال آیا کہ واپس ہو جاؤں مگر کوئی نامعلوم قوت جیسے مجھے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ سڑک کے بائیں جانب قدرے ہٹ کر ایک قلعہ دکھائی دیا۔ بعد میں پتہ چلا یہ گورنر ہاؤس تھا۔ یہاں سے کوئی دو اڑھائی فرلانگ چلا ہوں گا دور سامنے سے گرد و غبار اٹھتا نظر آیا۔ کوئی قافلہ چلا آ رہا تھا۔ قافلہ قریب پہنچا تو میں دم بخود رہ گیا۔ یہ قافلہ تجارتی نہیں قیدی لڑکیوں کا تھا کوئی ایک ہزار سے زائد نوجوان لڑکیاں تھیں، ان کی عمریں بارہ برس سے پچیس برس تک ہوں گی۔ سب کی سب نازک اندام۔ ان کے چہرے گرد و غبار سے اٹے ہوئے تھے۔ کپڑے اکثر پھٹ چکے تھے۔ ہر لڑکی کے ہاتھ میں ایک چھاگل تھا۔ اور پاؤں میں گدڑیوں والے جوتے تقریباً پچاس فوجی انہیں ہانکتے چلے آ

رہے تھے۔

ان لڑکیوں کے پہلے گروہ نے مجھے دیکھا تو آگے بڑھ کر گھیر لیا۔ میرے سر پر نان دیکھ کر اوز بکی لہجے میں پوچھا، "آکا، تم نان باقی ہو؟" "نہیں"۔ میں نے جواب دیا۔ "البتہ اگر تمہیں ضرورت ہو تو لے سکتی ہو"۔ میں نے نانوں کے کوئی پچاس ٹکڑے کر کے لڑکیوں میں تقسیم کر دیئے۔ یہ لڑکیاں سب کی سب بخارا، سمرقند، تاشقند، خوقند، اندجان، نمنگان، خوجند، کاگارہ اور قرشی وغیرہ کی رہنے والی تھیں۔ میرے پوچھنے پر روپڑیں۔ کہنے لگیں:

"ہم دینی عالموں، زمینداروں، تاجروں، قومی لیڈروں اور دوسرے شرفاء کی ناموس اور دل کے ٹکڑے ہیں۔ اپنے والدین اور شوہروں کے ساتھ ہمیں بھی شہری حقوق سے محروم کر کے حلاطتی کر دیا گیا ہے۔ ہم میں سے اکثر کے ماں باپ یا تو قتل کر ڈالے گئے ہیں یا کسی اور جگہ بھیج دیئے گئے ہیں یہاں ہم سے دن کے وقت چھ گھنٹے اور رات کے وقت چار گھنٹے مختلف کام لیے جاتے ہیں"۔ "اس وقت آپ کہاں سے آرہی ہیں؟" میں نے دریافت کیا۔ "کھیتوں سے ..." ابھی میں پورا جواب نہ دے پائی تھیں کہ ان کے نگران فوجی آن پہنچے۔ ایک نے بڑے درشت لہجے میں روسی زبان میں پوچھا: "تم کون ہو؟" اس کے تیور بڑی طرح بگڑے ہوئے تھے۔ میں نے دل ہی دل میں کہا کہ آج خیر نہیں۔ ابھی میں جواب سوچ ہی رہا تھا کہ لڑکیاں بول اٹھیں۔ "یہ شخص نانبائی ہے۔ ہم اس کے نان لے کر کھا گئی ہیں، اب یہ پیسے مانگ رہا ہے"۔ یکایک دوسرا فوجی چنگھاڑا، "کیا یہ ٹھیک کہتی ہیں؟" مظلوم لڑکیوں کی داستان غم سن کر پہلے ہی دل بھر آیا تھا، اس کی چنگھاڑ سے ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

فوجی سمجھا غریب نانبائی ہے، اپنی روٹیوں کی وجہ سے رو رہا ہے۔ نگران اعلیٰ نے مجھے روٹیوں کی قیمت وصول کرنے کے لیے ایک چٹھی لکھ دی اور کہا "کل یہاں آکر اپنی رقم وصول کر لینا"۔

میں یہ ذکر کرنا بھول گیا کہ جس مقام پہ ان لڑکیوں سے ملاقات ہوئی، وہ ایک جیل خانہ تھا۔ جیل خانے میں داخل ہوتے وقت ان کی حاضری لی گئی۔ انہوں نے بڑی ہوشیاری سے کام لیا۔ ہر لڑکی اپنا اور باپ کا نام بلند آواز سے پکارتی اور اندر چلی جاتی۔ مقصد یہ تھا کہ میں ان کے اتے پتے سے واقف ہو سکوں۔ لیکن میں صرف چند نام ہی سن سکا۔ ایک نے کہا "باطور بائی قزی خدیجہ منی اندجان لیک" "میں باطور بائی کی لڑکی خدیجہ اندجان کی رہنے والی ہوں۔ دوسری نے کہا، "اندجان لیک تورد ی داملا قزن تورسون ای" "میں اندجان کے تورد ی داملا کی بیٹی تورسون ہوں" تیسری بولی "نمنگان لیک اسمٰعیل جان قاری داملا قز بتی زبیدہ دیدولار" "مجھے نمنگان والے اسمٰعیل جان داملا کی لڑکی زبیدہ کہتے ہیں" جو تھی نے اپنا نام تفصیل سے پکارنا چاہا تو نگران افسر غرّایا۔ "صرف نام بتاؤ"۔ پھر میری طرف غضب آلود نگاہوں سے دیکھا اور پھٹ پڑا۔ "یہاں کیوں کھڑے ہو؟ چلے جاؤ ورنہ ..." اور میں بوجھل دل لیے وہاں سے چلا آیا۔

کرخی سے افغانستان اور افغانستان سے برصغیر کا سفر ایک علیحدہ طویل داستان ہے۔ جو قارئین جناب اعظم ہاشمی کی مکمل روداد پڑھنا چاہتے ہوں وہ "سمرقند و بخارا کی خونین سرگزشت" "مکتبہ اردو ڈائجسٹ" سمن آباد لاہور سے منگوا کر پڑھیں۔

سید عبد اللہ

اقوام متحدہ عالمی طاقتوں کے مفادات کا محافظ

بین الاقوامی ادارہ امن

بین الاقوامی ادارہ امن کی بنیاد جس مقصد کی خاطر رکھی گئی ہے وہ نہایت ارفع اعلیٰ اور قابلِ قدر ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے آغاز پر عالم انسانیت تباہی و بربادی کی طرف دھکیل دی گئی۔ لاکھوں کی تعداد میں بے گناہ مخلوق خدا کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور لاکھوں کی تعداد میں اپاہج ہو گئے۔ شہر اور دیہات وحشیانہ بمباریوں کی وجہ سے کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے۔ انسان کی زندگی خطرے میں پڑ گئی اور آئندہ نسل کے بارے میں خدشات بڑھ گئے۔ دوسری عالمی جنگ کے اختتام پر دنیا میں امن و امان، انسانی حقوق، انسانی جانوں کے تحفظ اور انسانوں کو آپس میں خوشی سے زندگی بسر کرنے کی خاطر خلوص اور نیک نیتی سے اس عالمی ادارے کی بنیاد سان فرانسسکو میں رکھی گئی۔

دنیا میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو خود کو دوسرے انسانوں کے دکھ درد میں برابر کے شریک سمجھتے ہیں اور ان کا دکھ درد محسوس کرتے ہوئے ان کے رفاہیت اور محفوظ زندگی بسر کرنے کی خاطر مؤثر و مفید قدم اٹھا کر پوری انسانیت کے لئے خوشی و مسرت کے راستے تلاش کرتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف ایسی شیطانی و طاغوتی طاقتیں بھی موجود ہوتی ہیں جن کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے انسانوں کا خون بہایا جائے۔ انہیں محکومیت کی زنجیروں میں جکڑا جائے۔ اور ظلم و بربریت کا نشانہ بنا کر حق زندگی سے محروم کر دیا جائے۔

ایسے لوگ تو بظاہر انسان کا روپ رکھتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں انسان نہیں بلکہ درندے اور پھاڑنے والے جانوروں سے بھی زیادہ مضر ہوتے ہیں۔

یہ لوگ انسان کا بھیس بنا کر انسانی اور انسانیت سے گہری دوستی کا اظہار کرتے ہوئے انسانی حقوق کا دفاع اور روٹی کپڑا اور مکان کے نعرے لگاتے ہیں دنیا میں اپنے آپ کو امن و امان کے قائد سمجھتے ہیں۔ لیکن افسوس اور صد افسوس کہ ان کی یہ ساری چیخ و پکار محض جھوٹ ہے۔ مکر ہے۔ فریب اور دھوکہ ہے وہ ایسے نعرے مظلوم اور معصوم انسانوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے لگاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ انسانیت کی جڑیں کاٹنے کے درپے ہوتے ہیں۔ وہ مظلوم اور بے دفاع قوموں کی پشت پناہی

تو کیا۔ انہیں مظلوم اور معصوم قوموں کا نام بھی برا لگتا ہے اور ان قوانین سے بھی انکاری ہیں جو انہوں نے خود اس مطالبے کے لئے وضع کئے ہوئے ہیں

ایک تنظیم یا ادارہ اُس وقت کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ جس میں چھوٹے بڑے دونوں کارکنوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں۔ جس میں زور اور طاقت کا بول بالا نہ ہو بلکہ طاقتور اور کمزور دونوں کو ایک جیسی حق رائے دہی حاصل ہو۔

ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی ادارے میں کسی مسئلے پر سب اہل کاروں کی رائے ایک جیسی ہو مثلاً اگر کسی ادارے میں سو کارکن ہیں تو کسی مسئلے پر سب کبھی بھی متفق نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی ایک طاقتور کی رائے باقی سب پر مسلط کی جائے یا کسی رائے کے حق میں کم لوگوں کی حمایت تسلیم کی جائے اور مخالفت میں زیادہ لوگوں کی رائے کو کوئی اہمیت نہ دی جائے۔

اقوام متحدہ کا ادارہ ایک ایسا ہی ادارہ ہے جس کی بنیاد امن عالم اور نسل انسانی کو تباہی سے بچانے کے لئے رکھی گئی ہے۔ لیکن ان کی کارکردگی مذکورہ بالا وجوہات کی وجہ سے ماند پڑ گئی ہے جب بھی ممبر ممالک کی طرف سے کسی مسئلے پر غرور و خوض کے بعد فیصلہ ہو جاتا ہے تو مستقل ارکان میں سے ایک نہ ایک اپنے ذاتی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے کثیر التعداد ممبروں کی طرف سے منظور شدہ فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے ناجائز حق تنسیخ "ویٹو" کے استعمال سے اسے ناکارہ بنا دیتا ہے۔

دوسری عالمی جنگ کے اختتام پر دنیا میں امن و امان، انسانی حقوق اور انسانی جانوں کے تحفظ کی خاطر ایک ادارہ (لیگ آف نیشنز) کی بنیاد رکھی گئی اور بعد میں اس کی جگہ۔ اقوام متحدہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تاکہ عالمی امن اور سلامتی کی فضا پیدا کی جا سکے اور آئندہ نسلوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔

۲۶ جون ۱۹۴۵ء کو سان فرانسسکو میں بین الاقوامی تنظیم سے متعلق اقوام متحدہ کی کانفرنس کے اختتام پر اقوام متحدہ کے چارٹر پر دستخط ہوئے اور ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو اس چارٹر کا نفاذ ہوا۔ دفعہ ۲۳ کی ترمیم کی رو سے سلامتی کونسل کے ارکان کی تعداد پندرہ کر دی گئی۔ معاملات سے متعلق سلامتی کونسل کے فیصلے نو ارکان (سابقہ سات ارکان) کے ایک مثبت ووٹ سے اور دوسرے تمام معاملات سے متعلق نو ارکان کے ووٹ سے کئے جائیں گے۔ جب کہ ان میں سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان متفقہ طور پر شامل ہوں۔

یہ ادارہ اس وقت ۱۵۶ ممبر ممالک پر مشتمل ہے۔ سیکورٹی کونسل جنرل اسمبلی کے علاوہ اس کے نو دوسرے عالمی ذیلی ادارے اور بھی ہیں۔ جو معاشی و سماجی کونسل۔ بین الاقوامی عدالت و انصاف، یونیسکو، عالمی تنظیم صحت، عالمی تنظیم زراعت و خوراک، عالمی بنک و تعمیر و ترقی، بین الاقوامی ایٹمی توانائی تنظیم، بین الاقوامی ادارۂ مہاجرین و آبادکاری، بین الاقوامی ایمرجنسی فنڈ۔

یہ ادارے در اصل ایک نیک کام انجام دینے اور نیک نیت کی بنا پر تشکیل دیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں یہ ادارہ بعض توسیع پسند اور انسان دشمن طاقتوں کے ناپاک عزائم کی وجہ سے تعطل کا شکار ہوا اور اس کے قراردادوں اور فیصلوں پر عمل کرنا ناممکن ہو کر رہ گیا

جن مقاصد کے لئے یہ بین الاقوامی ادارہ معرض وجود میں آیا ہے وہ مقاصد درج ذیل ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ جن ممالک نے اس عالمی ادارے کی بنیاد رکھی ہے اب وہی ممالک زور و طاقت کا مظاہرہ کر کے وضع کئے ہوئے قوانین پامال کر رہے ہیں

بہتر اور پُرامن عالمی مستقبل کے لئے اس کی قراردادوں اور فیصلوں پر سنجیدگی سے عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

اس ادارہ کو قائم کرنے کے ٹوک روس برطانیہ۔ امریکہ اور چین تھے۔ منشور اور دیباچہ میں ادارے کے اغراض و مقاصد کو بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ ہم لوگوں نے تہیہ کیا ہے کہ آنے والی نسلوں کو جنگ کے عذاب سے بچائیں گے۔ جس نے خود ہی ہماری زندگی میں دو بار نوع انسانی کو اَن گنت دکھ پہنچائے ہیں۔ بنیادی انسانی حقوق انسانی شخصیت کی حرمت اور قدر، عورتوں اور مردوں، چھوٹی اور بڑی قوموں کے حقوق میں مساوات کے اصولوں پر اپنے عقیدے کا از سر نو اقرار کریں اور ایسے حالات وجود میں لائے جائیں۔ جن کے اندر انصاف کو قائم کرنے اور عہد ناموں اور بین الاقوامی قوانین کو دوسرے ماخذوں سے برآمد ہونے والے فریضوں کو برقرار رکھا جائے اور کشادہ تر آزادی کی فضا میں معاشرتی ترقی کو فروغ دیں اور معیار زندگی کو بلند کریں اور ان مقاصد کی خاطر رواداری اپنا شعار بنائیں اچھے ہمسایوں کی طرح امن سے رہیں بین الاقوامی امن کی

خاطر اپنی قوت یکجا کریں۔ متفقہ اصول اور ذریعے اختیار کرکے اہتمام کریں کہ مسلح طاقت باہمی مفاد کے علاوہ کسی صورت میں استعمال نہ ہو اور تمام لوگوں کی اقتصادی اور معاشرتی فلاح و بہبود کے لئے بین الاقوامی وسیلوں کو کام میں لائیں۔ لہٰذا ہماری حکومتوں نے فرداً فرداً شہر فرانسسکو میں اپنے مجتمع نمائندوں اور سربراہوں کے ذریعے جو درست اور باضابطہ اختیارات کے پوری طرح حامل ہیں اقوام متحدہ کے چارٹر پر مکمل اتفاق کیا ہے اور اس عہدنامے سے وہ ایک بین الاقوامی ادارے کی بنیاد رکھتے ہیں جس کا نام اقوام متحدہ ہوگا یا اقوام عالم میں باہمی محبت و پیار، باہمی تعاون و اشتراک عمل کے رشتے استوار کئے جائینگے ایسے رشتوں کی بنیاد حق خودارادیت اور مساوات تصور ہوگی۔ ایسے اقدام کئے جائیں گے جن سے ٹھوس اور دیرپا امن قائم ہو۔

۲-۰ تمام ارکان صدق دل سے اپنی ذمہ داریوں کو بجا لائیں گے جو موجودہ چارٹر کی رو سے انہوں نے قبول کی ہیں

۳-۰ تمام ارکان اپنے بین الاقوامی تنازعے پر امن طریقوں سے اس طرح طے کریں گے کہ بین الاقوامی امور اور سلامتی اور انصاف خطرے میں نہ پڑیں۔

۴-۰ تمام ارکان اپنے بین الاقوامی تعلقات میں دوسری ریاستوں کی جغرافیائی حدود کی سالمیت یا سیاسی آزادی کے خلاف قوت کی دھمکی یا استعمال سے احتراز کریں گے۔

۵-۰ تمام ارکان کی خود مختاری مساوی ہوگی۔

۶-۰ اقوام متحدہ کو یہ حق نہیں پہنچے گا کہ وہ ایسے معاملات میں دخل اندازی کرے جو دراصل کسی ریاست کی اندرونی عمل داری میں آتے ہوں نہ ہی وہ اپنے ارکان مجبور کرے گی کہ وہ ایسے معاملات کو تصفیے کے لئے پیش کرے

۷-۰ اقوام متحدہ کی طرف سے جو بھی کارروائی ہوگی۔ تمام ارکان ہر طرح مدد کریں گے۔

۸-۰ انصاف، حق، وقار، عزت کا دور دورہ ہوگا۔ عوام کے لئے معاشرتی مساوات و اعلیٰ معیار زندگی پیدا کرنے کا اہتمام ہوگا۔

۹-۰ دنیا میں امن و سلامتی کے لئے باہمی معاملات تنازعات کا حل پُرامن طریقوں سے کیا جائے گا۔ تاکہ عالم انسانیت کو ہولناک تباہ کاریوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔

۱۰-۰ بین الاقوامی سطح پر باہمی اشتراک عمل و فروغ دیا جائے گا۔

۱۱-۰ کوئی ریاست کسی دوسری ریاست کے داخلی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی۔

۱۲-۰ غیر ارکان ریاستیں بھی منشور کے مطابق امن کے قیام کے لئے کارروائی کریں گی۔

حق تنسیخ کا بلاتکلف استعمال

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے فرائض و ذمہ داریوں میں یہ شامل ہے کہ بین الاقوامی امن و سلامتی کا قیام عمل میں لائے تخفیف اسلحہ کے لئے منصوبہ بندی کرے۔ تنازعات کے حل کے لئے ذرائع تلاش کرے اراکین اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتے ہوئے جارحیت کا انسداد کرے۔ بین الاقوامی مزاحمت کا سبب بننے والے حالات و واقعات کا جائزہ لے۔ جارحیت کے تادیبی کارروائی کرے جارح ملک کے خلاف فوجی کارروائی۔ فوجی علاقوں کے لئے امانتی فرائض۔ نئے اراکین ممالک کے داخلہ کے لئے سفارش، جنرل اسمبلی میں سالانہ اور خصوصی رپورٹیں پیش کرنا منشور میں ترامیم کے فرائض انجام دینا بین الاقوامی عدالت انصاف کے ججوں کا انتخاب، سیکرٹری جنرل کی تقرری کے لئے جنرل اسمبلی سے سفارش کرنا ہے۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے معرض وجود میں آنے سے اب تک مستقل ارکان کا حق تنسیخ (VETO Power) اعتراض کا ہدف بنتا چلا آ رہا ہے یہ یہ اختلاف سان فرانسسکو کانفرنس میں بھی زیر بحث آئے تھے دنیا بھر کے مدبرین و منصفین دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ یہ اعتراض کرنے میں حق بجانب تھے اور اس حق کے نتائج سامنے آئے ہیں۔ خصوصاً عالم اسلام کو سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

حق تنسیخ کے پیچھے یہ نظریہ کارفرما ہے کہ چونکہ یہ حق مستقل ارکان کو حاصل ہے اس لئے امن و امان بحال کرنے کی زیادہ تر ذمہ داری بھی انہی پر عائد ہوتی ہے۔ اس سے یہ مشکل پیدا ہو گئی ہے کہ غیر مستقل ارکان کی آراء کو اس کے ویٹو کے استعمال سے بے اثر کیا جاتا ہے اور اس طرح سلامتی کونسل کسی کارروائی پر متفق نہیں ہو سکتی۔ مستقل ارکان کو غیر شعوری طور پر حق تنسیخ کا استعمال کرکے سلامتی کونسل کے متفقہ فیصلہ میں تعطل پیدا نہیں کرنا چاہئے

مگر عملاً حق تنسیخ کا بلا تکلف استعمال کیا جاتا ہے دنیا بھر میں مسلمانوں کا خون مانند آب ارزاں ہو رہا ہے

اسلامی ممالک غصب کئے جاتے ہیں ان کے عقیدے مسخ کئے جاتے ہیں انہیں حق خود ارادیت سے محروم کیا جاتا ہے مثال کے طور پر افغانستان جیسے چھوٹے غیر جانبدار اسلامی ملک پر اشتراکی روس جیسے بڑے ملک نے فوجی جارحیت کر کے یہاں کے انسانی، انفرادی، اجتماعی اور شہری حقوق غصب کر لئے ہیں۔

مگر جب سلامتی کونسل میں مسلمانوں کی ابتر حالت ظلم و ستم و قتل عام کا معاملہ اٹھایا جاتا ہے۔ تو وہ بڑی طاقتوں کے ویٹو کے استعمال کی نذر ہو جاتا ہے۔ اور پھر معاملہ حل نہیں ہوتا اس کے لئے ضروری ہے کہ دنیا بھر میں امن و امان برقرار رکھنے اور تیسری عالمگیر جنگ کے خطرات کو محدود کرنے اور مسلم ممالک کے حقوق کے تحفظ کے لئے مسلم ممالک کی مشترکہ تنظیم اسلامی کانفرنس کو اقوام متحدہ میں ویٹو کا حق دیا جائے۔

اقوام متحدہ عالمی ضمیر کی اجتماعی آواز اس وقت ہی بن سکتی ہے کہ جب ادارے کی بے بسی اور کمزوری کا علاج کیا جائے تاکہ یہ ادارہ اپنا اصل فرض بہ حسن و خوبی اور موثر طور پر ادا کرنے کے قابل ہو کیونکہ اگر موجودہ صورت حال برقرار رہی تو اقوام متحدہ کی افادیت و اہمیت ختم ہو جائے گی اور یہ کوئی معمولی تصادم بھی رکوانے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

اگر یہ ادارہ ناکام ہو گیا تو وہ کرۂ ارض کا کوئی حصہ اپنے آپ کو تباہی سے بچا نہیں سکے گا۔ اور انسان کی تمام تر مرانیاں اور کامیابیاں چشم زدن میں خس و خاشاک کی طرح نیست و نابود ہو جائیں گی۔ اس سے ہر ممالک عالمی امن کے قیام کے لئے اس کی قراردادوں اور فیصلوں پر سنجیدگی سے عمل کریں تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے بہتر اور پُر امن چھوڑ کر جائیں۔

تعبیر : اور ظاہر شاہ

مذاق کر رہا ہے کہ مستقبل میں حکمران بننے کی خواب بھی دیکھ رہا ہے۔ لیکن افغان عوام جانتے ہیں کہ روس کو گھٹنے ٹیکنے پر ظاہر شاہ کا کیا کردار رہا ہے افغان جہاد میں جس سرد مہری اور غیر جانبداری کا مظاہرہ ظاہر شاہ نے کیا ہے اُس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اپنی دھرتی سے اتنا "لگاؤ" اور "محبت" جس کا اظہار ظاہر شاہ نے کیا ہے ایک فقید المثال کارنامہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو کردار ظاہر شاہ کو افغانستان کی تاریخ میں ادا کرنا تھا وہ اسے بخوبی اور احسن طریقے سے ادا کر چکے ہیں۔ اب ان کا پھر سے افغانستان کے سیاہ و سفید کا مالک بننا ایک ایسا خواب ہے جو کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ ان کے لئے اب یہی بہتر ہے کہ دُور جلا وطن بیٹھ کر تماشہ کرتا رہے کہ اللہ کے غازی اس کے دین کی سرفرازی کے لئے مزید کیا کیا قربانیاں دیتے ہیں اور اس طرح افغانستان کی مستقبل کو اسلامی خطوط پر استوار کر کے اپنی سرزمین کو اسلامی انقلاب کا گہوارہ بناتے ہیں

کوم الٰہی بٹر، اسلامیہ کالج
پشاور یونیورسٹی

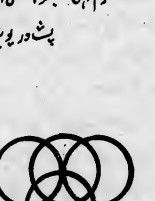

دنیا میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو خود کو دوسرے انسانوں کے دکھ درد میں برابر کے شریک سمجھتے ہیں اور ان کے رفاہیت اور محفوظ زندگی بسر کرنے کی خاطر مؤثر و مفید قدم اٹھا کر پوری انسانیت کے لیے خوشی و مسرت کے راستے تلاش کرتے ہیں لیکن دوسری طرف ایسی شیطانی و طاغوتی طاقتیں بھی موجود ہوتی ہیں جن کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے انسانوں کا خون بہایا جائے۔

مولوی زاہدی (احمدنگری)

انسانی معاشرہ میں حکومت کا قیام اور اسلامی حکومت

دنیا کی ہر عمارت اپنی سطح کی تہہ میں ایک بنیاد ضرور رکھتی ہے جب ہماری زمین کی سطح پر حکومت اور سلطنت کا ایوان تیار ہونے لگا تو اس کی بنیاد انسانی فکر و عمل کے مسلمات پر رکھی گئی دنیاداری کی نظر سے دیکھا جائے تو ہم ان مسلمات کی نظری تاریخ سے یقین کے ساتھ آگاہ نہیں ہیں۔ ایسا ہونا ایک قدرتی امر ہے انسان آج کے واقعات آج ہی بھول جاتا ہے۔ حال کو یاد رکھنا اور اس کی لاتعداد تحریکوں کو دماغ کی فرودگاہ میں علیحدہ خیموں میں رکھنا بڑے بڑے دماغوں کے لئے مشکل امر ہے۔

ہزاروں برس پہلے کی تاریخ جس میں جاہلیت کے ان گنت دور بھی شامل ہیں۔ اپنی بعینہٖ شکل میں کس طرح ہمارے علم میں رہ سکتے تھے۔ خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ ہماری دنیا، ہمارا دین مملکت اور اس کے دائرہ کار میں ہماری ذمہ داریاں اسی کی پیدا کردہ ہیں اس کے علاوہ کون ہے جو تخلیق کے راز کی صداقتوں سے آگاہ ہو۔ یہ فخر مذہب ہی کو حاصل ہے کہ خدا کی منشاء کے ہر مفہوم کو ہر موضوع کے ماتحت سچائی یقین اور قطعیت کے ساتھ ظاہر کرتا ہے اور صدیاں گذر جانے کے بعد بھی اس کے مقصد و منشا میں ادنیٰ فرق نہیں پیدا ہوتا۔

> دنیا کا یہ دعویٰ ہے کہ مملکت کا قیام چند بنیادی نظریات پر عمل میں آیا ہے لیکن انسانی فکر و نظر کا اختلاف ان بنیادی نظریات میں بھی معلوم ہوتا ہے۔

دنیا کو یہ دعویٰ ہے کہ مملکت کا قیام چند بنیادی نظریات پر عمل میں آیا ہے۔ لیکن انسانی فکر و نظر کا اختلاف ان بنیادی نظریات میں بھی معلوم ہوتا ہے۔ ہم یہاں ان نظریات کو چند الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

نہایت قدیم اور ابتدائی نظریہ جس کی دریافت آسٹریلیا کے وحشی قبائل کے قدیم معاشی اطوار سے ہوئی ہے۔ محققین کا قول ہے کہ یہ نظریہ ابھی اس درجہ پر ہے کہ اگر اس کو آسان الفاظ میں بھی لکھا جائے تب بھی اس کا تصور مشکل سے قائم ہو سکے گا۔ کیونکہ اس میں زیادہ سے زیادہ قدیم انسانی معاشرہ کا نمونہ موجود ہے اس سے وہ نقش قدم نمایاں ہوتا ہے جس پر چل کر انسان نے اگلا اور ارفع قدم رکھا ہے۔ اس نظریہ کا دوسرا نام

نظریہ طوطمی ہے۔ زمانہ حال کی تحقیق کے مطابق کہا جا سکتا ہے۔ انسانی سوسائٹی ابتدائی یا طوطمی نظریہ کی معاشی تنظیم میں پہلی پہلی بروئے کار آئی۔

انسان نے دنیاوی تصور کے ماتحت اپنے ابتدائی دور وحشت سے ترقی کر کے ابائی معاشرہ کی صورت اختیار کی۔ پہلے درجہ میں انسانی دور وحشت کا دور تھا۔ زندگی موجود تھی۔ آوارہ معاشرت کا نمونہ بھی پایا جاتا تھا۔ معاشرت کی کوئی نہ کوئی قانونی صورت بھی تھی لیکن ہر صورت میں وحشت نمایاں تھی۔ جب ارتقائی معاشرت نے دوسرا قدم اٹھایا تو آبائی معاشرہ کی صورت پیدا ہو گئی جس کے تین عناصر تھے: اول رشتہ داری کا احساس، دوم۔ مستقل ازدواج۔ سوم گھر کی سوسائٹی کا قیام اور اسی پر باپ کی حکومت۔ اس دور میں گھر کا فرمانروا مذہب کا محاسب، اخلاق و کردار کا نگران، گھرانے کی ذمہ داریوں کا ضامن اور گھر کی جماعت اور سوسائٹی کی تمام باتوں کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ آبائی معاشرہ کنبہ اور قبیلہ دونوں پر حاوی رہا تھا کنبہ اس معاشرہ کی چھوٹی حکومت ہی اور قبیلہ بڑی۔ مذہبی دور میں حضرت آدم بنی ابراہیم اور بنی اسرائیل کی حکومتوں میں آبائی معاشرہ کا رنگ صاف نمایاں ہے ارسطو کے زمانہ سے لے کر عیسوی صدی عیسوی تک مشکل سے ایسا دور گزرا ہوگا جس میں علمائے سیاست کی ایک نہ ایک جماعت نے نظریہ ابائی پر اس کی تائید میں قلم نہ اٹھایا ہو۔

زمانۂ تاریخ کی حکومتوں کے متعلق انسانی علم اب تک کوئی یقین حاصل نہیں کر سکا ہم قطعی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ دنیا کی کونسی قوم نے سب سے پہلے حکومت قائم کی اور سلطنت کی تنظیم کا فرض انجام دیا انسانی علم الہامی قانون کی امداد سے صرف ایک دعویٰ کر سکتا ہے اور وہ یہ کہ سب سے پہلے سلطنت کا ظہور ربانی تنظیم کی صورت میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی و ذات سب سے پہلے اور سب سے بلند ہے انسانی عقیدے نے صدیوں تک اسی اصول کو مانا ہے کہ انسان کی سیاسی تنظیم کا آغاز اللہ تعالیٰ کے نمائندوں کے ذریعہ سے ہوا ہے اس اصول سے تاریخی زمانوں سے قبل تاریخی سلطنتیں ربانی سلطنتوں کی صورت میں قائم ہو چکی تھیں۔

> قیاسی طور پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اقوام عالم میں مصریوں اور یہودیوں سے پہلے ہندوستانی سلطنتیں پیدا ہو چکی تھیں ہندوستان میں حضرت آدمؑ کی پیدائش کے مسئلہ سے ربانی نظریہ بھی اس قیاس کی تائید کر سکتا ہے۔

آج کے ماہرین سیاسیات کا قول ہے کہ "ہمارا تاریخی علم جس زمانہ تک پہنچتا ہے اس سے بہت پہلے ابتدائی سلطنتوں کا قیام ہو چکا تھا۔ تاریخ کا احساس اس وقت تک نہیں پیدا ہوا تھا جب تک زمین پر بہت سی سلطنتیں قائم نہ ہو چکیں۔

قیاسی طور پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اقوام عالم میں مصریوں اور یہودیوں سے پہلے ہندوستانی سلطنتیں پیدا ہو چکی تھیں۔ ہندوستان میں حضرت آدمؑ کی پیدائش کے مسئلہ سے ربانی نظریہ بھی اس قیاس کی تائید کر سکتا ہے۔

بنی اسرائیل کی سیاسی نظام اور حکومت سے پہلے مصر میں سلطنت کا قیام عمل میں آچکا تھا جیسے کہ حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ کی اجتماعی زندگی کی تخلیق سے اس کی تائید ہوتی ہے جیسے کہ یہود کی قدیم مقدس کتابوں اور قرآن حکیم سے ان سلطنتوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ان سلطنتوں کے بعد تاریخی اور انسانی سلطنتوں کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ تھا پہلی انسانی معاشرہ میں سیاسی نظام کا قیام جو بعد میں نئی نئی حکومتیں ایجاد ہوئی اور انسانی سیاسی شعور ترقی کرتے آگے بڑھی جو اگلی شمارے میں نذر قارئین کریں گے انشاء اللہ

(جاری ہے)

اخبار جہاد

صوبہ قندھار میں مجاہدین کی کامیاب کارروائی، بھاری مقدار اسلحہ اور جنگی مہمات پر مجاہدین کا قبضہ

قندھار سے موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے جیالے مجاہدین نے جناب ملا فقیب اللہ کمانڈر کی قیادت میں قندھار میں موجود دیگر جہادی تنظیموں کے اشتراک سے قندھار صوبے کی دارالحکومت میں ۲۲ ستمبر ۸۸ء کو ایک کامیاب کاروائی میں دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصان پہنچایا ہے جس کے نتیجے میں متعدد فوجیوں کی ہلاکت اور زخمی ہونے کے علاوہ بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود بھی مجاہدین کے ہاتھ لگ گئے ہیں جن میں ۱۰ راکٹ اور مارٹر توپیں ۷۶ نمبر ۵ توپیں، ۲ زیکو ایک، ۱ دشکہ، ۱ ٹینک اور سینکڑوں کلاشنکوف اور رائفلیں شامل ہیں۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ اس کاروائی کے بعد مجاہدین اسلام نے ۳۰ کابل فوجیوں کو اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا ہے۔

مجاہدین نے شدید لڑائی کے بعد قصبہ پغمان پر بھی قبضہ کر لیا

تہران۔ ریڈیو تہران کے مطابق افغان مجاہدین نے اپنی سرگرمیاں مزید تیز کر دی ہیں اور انہوں نے قندھار شہر کے فوجی گیریژن کی طرف جانے والے راستوں کی مکمل طور پر ناکہ بندی کر دی ہے حالیہ جھڑپوں کے دوران مجاہدین نے متعدد محاذوں پر کئی فوجی اڈے تباہ اور درجنوں فوجیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ دریں اثنا بی بی سی کے مطابق دو ہفتہ کی شدید لڑائی کے بعد مجاہدین نے قصبہ پغمان پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور کابل ریڈیو نے پغمان میں حریت پسندوں کی موجودگی کا اعتراف کیا ہے ریڈیو کابل کے مطابق پغمان کے قریب ہونے والی لڑائی میں تین سو مجاہدین ہلاک ہو گئے۔

مجاہدین نے پکتیا میں پامیر پر قبضہ کر لیا

اسلام آباد۔ افغان مجاہدین نے صوبہ پکتیا کے ایک اور مرکزی مقام پامیر پر قبضہ کر لیا ہے۔ بی بی سی کے مطابق مجاہدین جلال آباد کے باہر گولہ بارود کا ایک ذخیرہ بھی تباہ کر دیا ہے۔ مجاہدین کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ دو سو سے زیادہ افغان فوجیوں کو مجاہدین نے ہلاک یا زخمی کر دیا اور بھاری اور ہلکی نوعیت کے اسلحے پر بھی قبضہ کر لیا ریڈیو کے مطابق خالص گروپ نے ثمر خیل میں گیارہویں آرمی ڈویژن میں ہونے والے دھماکہ کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔ یہ علاقہ جلال آباد سے صرف ۶ میل کے فاصلے پر واقع ہے مغربی سفارتکاروں کے مطابق مجاہدین نے گذشتہ ہفتہ شمالی پر بھی حملہ کیا۔

مجاہدین کا کابل کے شمال میں دو شہروں پر قبضہ

اسلام آباد ۱۵ ستمبر۔ ریڈیو تہران کے مطابق مجاہدین نے کابل کے شمال میں

پاکستانی غیور بھائی مجاہدین کی حمایت سے دست بردار ہوں گے۔

جہاں تک روسی اور ان کی کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کی طرف سے اچھے ہتھکنڈوں اور پاکستانی سرزمین پر وحشیانہ بمباری کا تعلق ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ جب بھی کابل انتظامیہ کے پٹھو حکمرانوں پر مجاہدین کی بڑھتی ہوئی کامیابیوں کی وجہ سے عرصۂ حیات تنگ ہوتا جا رہا ہے گھبراہٹ کے عالم میں وہ اپنے روسی آقاؤں کے اشارہ پر پاکستانی سرزمین پر بزدلانہ حملوں سے معصوم اور بے گناہ شہریوں پر بمباری کے مرتکب ہوتے جاتے ہیں۔ اس احمقانہ خیال سے کہ اس طرح پاکستانی عوام اور حکومت مرعوب ہو کر افغان تنازعے کے حق میں اپنے اصولی موقف سے دست بردار ہو جائے گی۔ تو اس کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

روس اور ان کے کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے حامی گوش حکمرانوں نے گزشتہ نو سال سے فوجی قوت کو بروئے کار لانے میں ناکامی اور شکست کے بعد افغان مجاہدین کو سیاسی محاذ پر ناکام بنانے کی امید سے مختلف ہتھکنڈوں، فریب اور سیاسی چالوں کا جال بچھا رکھا ہے۔ قومی مصالحت کی طرفہ جنگ بندی اور مخلوط حکومت کی تشکیل کا بھانسہ اسی ہتھکنڈوں کے سلسلہ کی ایک کڑی تھی چنانچہ اس میں بھی جب ان کو منہ کی کھانی پڑی تو اب جنیوا معاہدے کا شوشہ چھوڑ دیا ہے۔ جب کہ معاہدہ جنیوا بذات خود ایک فراڈ سے کم نہیں۔ کیوں کہ مجاہدین نے پہلے سے اسے مسترد کر دیا ہے۔ ہمارے جیالے، ایمانی قوت و جذبے سے سرشار غیور مجاہدین پہلے سے کہیں زیادہ دشمن کے خلاف اپنی جنگی کارروائیوں کو شدت بخشی ہے اور کمیونسٹوں پر عرصۂ حیات تنگ سے تنگ تر کر دیا ہے اور اس طرح کابل انتظامیہ کو اپنا تاریک مستقبل صاف نظر آ رہا ہے۔ کابل انتظامیہ کو مجاہدین کی مسلسل کامیابیوں اور عالمی رائے عامہ کے دباؤ نے اتنا پریشان کر دیا ہے کہ وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہے اس لیے وہ پاکستان پر بمباری، بارودی بازاروں میں دھماکے اور تخریب کاری جیسے اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی ہے۔

جہاں تک نام نہاد جنیوا معاہدے کا تعلق ہے تو اس معاہدے کی خود روس اور کابل انتظامیہ مسلسل خلاف ورزیاں کر رہی ہے۔

قارئین کرام کو معلوم ہو گا کہ مجاہدین اسلام نے صوبہ کنڑ پر مکمل قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ قندھار کو اپنے محاصرے میں لے رکھا تھا۔ جلال آباد کی فتح قریب تھی لیکن روسی حکمرانوں نے جنیوا معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے روس سے ہی جنگی طیاروں کے ذریعے قندز، قندھار اور جلال آباد پر وحشیانہ بمباری کی اور دوبارہ قندھار اور جلال آباد میں تازہ دم روسی فوج داخل کر دی گئی۔

یہ سب واقعات اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ روس خود جنیوا معاہدے کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اور الٹا اس کا الزام پاکستان پر عائد کرتا چلا آ رہا ہے۔

افغان مجاہدین جتلا چکے ہیں اور بار بار اپنے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام تک ان کی مسلح جدوجہد جاری رہے گی اور انشاء اللہ اب وہ مرحلہ قریب سے قریب تر ہوتا چلا آ رہا ہے کہ افغان مجاہدین اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور پاکستانی بھائیوں کے بلند حوصلوں کی بدولت کامیاب اور سرخرو ہو کر عنقریب افغانستان میں ایک آزاد خود مختار اور اسلامی حکومت قائم کر دیں گے۔

ہرہا چہ کوٹ اور قرہ باغ کے قصبے آزاد کرائے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے چھ سپلائی گاڑیاں تباہ کرنے کے علاوہ چھبیس فوجی ہلاک کر دیئے۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے اپنی مختلف کارروائیوں میں کابل کے ہوائی اڈے پر حملے کئے۔ اور دو لڑاکا طیارے تین ہیلی کاپٹر اور ایک طیارہ تباہ کر دیا اور ایک سو پچاسی قیدیوں کو رہا کرا لیا۔ اس کارروائی میں جیل کے عملے کے کچھ ارکان بھی ہلاک ہوگئے کابل انتظامیہ کے وزیر آباد کاری نے کہا ہے کہ لڑائی سے شہروں کی نسبت دیہی علاقوں کو زیادہ نقصان پہنچا ہے۔

ترشاہی کے مقام پر بم کے دھماکے سے خاد کا اعلیٰ افسر ہلاک ہوگیا۔ جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے دھماکے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ٹائم بم خاد کے دفتر میں نصب کیا گیا تھا۔ اطلاعات کے مطابق مزار شریف کے نواح میں ۱۱ ستمبر کو ایک اور کارروائی کے دوران مجاہدین نے گشتی فوجی دستے کی ایک گاڑی پر قبضہ کر لیا۔ جس کا عملہ اور آٹھ دیگر فوجی قابو آ گئے۔ فوجی دستہ مزاحمت کے بغیر مزار شریف کی طرف فرار ہوگیا۔ ادھر مجاہدین نے سب ڈویژنل قصبے جرم کا محاصرہ کر لیا ہے

برہان الدین ربانی افغان اتحاد کے چیئرمین ہو گئے

اسلام آباد ۱۴ ستمبر: جناب برہان الدین ربانی افغان اتحاد کے نئے چیئرمین منتخب ہو گئے ہیں وہ سید احمد گیلانی کی جگہ چیئرمین منتخب ہوئے ہیں ان کے عہدے کی میعاد پوری ہو چکی تھی نئے چیئرمین نے ۲۴ ستمبر سے اپنے عہدے کا چارج لیا ہے

افغان مجاہدین نے روسی ہیلی کاپٹر مار گرایا، دس افراد ہلاک، بم کے دھماکے سے خاد کا اعلیٰ افسر مارا گیا، افغان میں روسی ٹھکانوں پر حملے کی تیاری

۲۲ ستمبر (اڑانسی افغان، شمالی افغان صوبے بلخ میں مجاہدین نے مزار شریف کے نزدیک ایک روسی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ جس میں سوار پائلٹ سمیت دس افراد مارے گئے۔ جمعیت اسلامی کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ اس کے مجاہدین نے کمانڈر خلیل اللہ خان کی قیادت میں ۱۳ ستمبر کی صبح روسی ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنایا۔ جو دیگر ہیلی کاپٹروں کے ساتھ مجاہدین کے ٹھکانوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ راکٹوں کے فائر سے ہیلی کاپٹر میں آگ لگ گئی، جس کا ملبہ میرتان جانے والی شاہراہ پر بکھر گیا۔ اسی روز مزار شریف کے مغرب میں

مجاہدین نے صوبہ پکتیکا پر قبضہ کر لیا،

۳۲ فوجی چوکیاں فتح ہوگئیں،

موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان، حزب اسلامی اور محاذ ملی کے جیالے مجاہدوں کی ایک مشترکہ کارروائی کے نتیجے میں صوبہ پکتیکا کو مکمل طور پر فتح کر لیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق تینوں اسلامی تنظیموں کی مشترکہ کارروائی یکم اکتوبر سے شروع ہو کر ۱۴ اکتوبر تک دوام پایا جس کے نتیجے میں دشمن کی ۳۲ فوجی چوکیاں فتح ہوگئیں۔ اس فیصلہ کن لڑائی کے دوران ۱۸ فوجی لاریاں۔ ۲ بکتر بند گاڑیاں اور بھاری مقدار میں دیگر اسلحہ اور گولہ بارود غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوگیا۔ تاہم ۱۲ مجاہد اس کارروائی کے دوران جام شہادت نوش کر گئے اور ۱۹ زخمی ہو گئے۔ یہ کارروائی مولوی فرید الدین کی قیادت میں انجام پائی۔

مجاہدین کا کابل پر راکٹوں سے ایک اور حملہ ۳۵ افراد ہلاک

ڈیڑھ سو سے زائد زخمی تین دن میں افغان دارالحکومت پر تیسرا بڑا حملہ

افغان مجاہدین نے کابل پر راکٹوں سے ایک بڑا حملہ کیا ہے۔ جس سے ۳۵ افراد ہلاک اور ڈیڑھ سو سے زائد افراد شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ گزشتہ تین دنوں میں کابل شہر پر مجاہدین کا یہ تیسرا بڑا حملہ ہے روسی خبر رساں ایجنسی تاس کے ۱۷ کے حوالے سے بی بی سی نے بتایا ہے کہ زمین سے زمین پر مار کرنے والا ایک راکٹ شہر کے وسط میں گرا جس سے زبردست تباہی پھیلی اور ۳۵ افراد موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ جبکہ تقریباً ۱۵۰ افراد زخمی ہوئے مجاہدین نے کابل پر ایک گھنٹے تک بھاری کی اور تقریباً ۲۰ سے زائد راکٹ چلائے شہر کے دوسرے مقامات پر بھی راکٹوں سے کئی افراد زخمی ہوئے ہیں پچھلے دو دنوں میں خوست سمیت پورے افغانستان پر مجاہدین نے راکٹوں سے حملے کئے ہیں۔ بی بی سی کے مطابق یہ تازہ حملہ روسی وزیر خارجہ شیورڈ نادزے کی جانب سے اقوام متحدہ کے اس اجلاس میں خطاب کے بعد کیا گیا۔ جس میں انہوں نے شکایت کی ہے کہ مسئلہ افغانستان پر ہونے والے جنیوا معاہدہ کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں دریں اثنار جلال آباد کے قریب بھی افغان فوج کے ایک اسکہ کے ڈپو میں دھماکہ ہوا ہے جس میں متعدد افغان فوجی ہلاک ہو گئے۔

مجاہدین نے اسد آباد کے ہوائی اڈے کے اطراف میں طیارہ شکن توپیں نصب کر دیں کابل قندہار شاہراہ پر فوجی کیمپ پر راکٹوں سے حملہ، شیگل پر کابل فوجوں کا حملہ پسپا

لندن ۲۸ ستمبر: مشرقی افغانستان میں وادی کنڑ کے ہیڈ کوارٹر اسد آباد میں ہوائی اڈہ کی تسخیر کے ساتھ مجاہدین نے چاروں طرف طیارہ شکن توپیں نصب کر دی ہیں اس معرکے میں آٹھ مجاہد شہید اور چونتیس زخمی ہو گئے۔ دریں اثنار کابل سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے چاردیہہ کے مقام پر دو مختلف کاروائیوں میں فوجی مراکز پر یلغار کی جہاں ایک گاڑی تباہ کر دی گئی جب کہ جانی نقصانات کا علم نہیں ہو سکا افغانستان کے صوبے غزنی میں مجاہدین نے ۱۲ ستمبر کو کابل قندہار شاہراہ پر سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر گیلان کے نزدیک حفاظتی کیمپ پر راکٹوں سے حملہ کیا اس کیمپ میں تعینات فوجی دستہ ایک گھنٹے کی مزاحمت کے دوران ۹ لاشیں اور متعدد زخمی کو بھاگ نکلا جن کی فائرنگ سے تین مجاہد شہید اور گیارہ زخمی ہو گئے۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق بدھ کی صبح سید آباد وردک کے افغان مجاہدنے شہنیز میں مجاہدین کی پوزیشنوں پر حملہ کے لئے آنے والے کابل حکومت کے ایک ہیلی کاپٹر کو مار گرایا رپورٹ کے مطابق آٹھ ہیلی کاپٹروں کے ایک اسکواڈرن نے مجاہدین پر زبردست بمباری کی جس کے جواب میں مجاہدین نے اینٹی ائر کرافٹ میزائل سے ایک ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنایا جو فضا میں ہی جل کر تباہ ہو گیا۔ صوبہ وردک میں افغان مجاہدین نے گیارہ دن کی جنگ میں کابل فوج کے دو ہیلی کاپٹر تباہ کر چکے ہیں۔

مجاہدین نے صوبہ کنڑ کے علاقہ تیگل پر کابل فوجوں کا حملہ پسپا کر دیا۔ ۲۶ ستمبر کو کٹھ پتلی کابل حکومت کی فوجوں نے دفاعی اہمیت کے حامل علاقہ تیگل میں مجاہدین پر حملہ کیا حملہ آور فوجوں کے آگے چلنے والے ٹینک کو مجاہدین نے راکٹ کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا اور اس کے ڈرائیور کو گرفتار کر لیا۔ مجاہدین نے محاصرے میں پھنسی ہوئی اسمار کے گیریژن کی مدد کرنے والی کابل فوج کو پیچھے دھکیل دیا اور انہیں شدید نقصان پہنچایا واضح رہے کہ افغان حریت پسندوں نے ڈھائی ماہ سے اسمار کے پہاڑی گیریژن کا محاصرہ کیا ہوا ہے اور اس کی تمام سپلائی لائن کاٹ دی ہے مجاہدین نے ایک مشترکہ حملہ میں صوبہ تخار کے شہر درقہ پر بھی قبضہ کر کے دو سرحدی بریگیڈ کو قیدی بنا لیا ہے۔

رپورٹ کے مطابق پانچ سو کابل فوجیوں نے اپنے اسلحہ سمیت ہتھیار ڈال دیئے۔

کابل ایئرپورٹ پر مجاہدین کا زبردست حملہ کئی روسی طیارے تباہ

روسی فوجیوں سمیت متعدد افراد ہلاک، راکٹ برسنے سے اسلحہ کا ذخیرہ بھی تباہ ہو گیا، ایک راکٹ قصر صدارت کے قریب گرا

کابل یکم ستمبر۔ افغان مجاہدین نے ایک بار پھر آج کابل ایئرپورٹ پر راکٹوں سے زبردست حملہ کیا ہے مغربی سفارتی ذرائع نے بتایا ہے کہ یہ راکٹ کابل ایئرپورٹ پر کھڑے طیاروں سے اور اسلحہ کے ذخیرہ پر جا لگے۔ جس کے نتیجہ میں لگاتار کئی دھماکے ہوئے اور کئی روسی طیارے تباہ ہو گئے خبر رساں ایجنسی تاس نے کابل سے اطلاع دی ہے کہ بمباری کے اس بڑے واقعہ میں اسلحہ کے ذخیروں اور ٹرانسپورٹ طیاروں کو نقصان پہنچا ہے تاس نے یہ بھی بتایا کہ راکٹ رہائشی علاقہ پر بھی گرے ہیں بعد میں کابل ریڈیو نے اعلان کیا کہ اس کارروائی میں چار افراد ہلاک ہو گئے ہیں تاہم کابل سے ایک مغربی سفارت کار نے روسی ذرائع کے حوالے سے کہا ہے کہ ہلاک ہونے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے اور ان میں روسی فوجی بھی شامل ہیں۔ مجاہدین نے زمین سے زمین پر مار کرنے والے راکٹوں سے زبردست بمباری کی۔ جس سے پورا علاقہ لرز اٹھا۔ بمباری سے ایئرپورٹ پر آگ لگ گئی۔

بی بی سی کے مطابق اسلام آباد میں مغربی سفارت کار بتاتے ہیں کہ حملہ دوپہر کے وقت ہوا اور راکٹوں کی باڑ چلائی گئی جس میں ایک راکٹ مال بردار طیارے کو لگا جو ہتھیاروں اور گولہ بارود سے بھرا ہوا تھا اور طیارہ دھماکہ سے پھٹ گیا کچھ دیر بعد ایک اور راکٹ گولہ بارود کے ایک ذخیرے پر جا لگا اس سے جو دھماکے شروع ہوئے وہ ایک گھنٹہ سے زائد جاری رہے اور پورا کابل لرز اٹھا دھوئیں کے سیاہ بادل پورے علاقے پر ایک گولے کی شکل میں اوپر اٹھے اور چھا گئے یہ دھواں دور تک نظر آتا رہا اور ہوائی اڈے کو بند کر دیا گیا۔

ایک اور اطلاع کے مطابق کابل شہر کے دوسرے علاقوں پر بھی راکٹ گرے جن میں ایک راکٹ قصر صدارت کے قریب گرا اور ایک حکمران جماعت کے عہدیداروں کے محلہ میں جا گرا۔ تیسرا راکٹ امریکی سفارتخانہ سے چار سو گز دور پھٹا اس حملہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کابل حکومت کے سخت حفاظتی اقدامات کے باوجود یہ شہر مجاہدین کی زد سے محفوظ نہیں ہے اور سفارتی ذرائع کا کہنا ہے کہ کابل حکومت کے اندازے کے مطابق کابل کے اردگرد مجاہدین کے ٹھکانوں پر تین ہزار راکٹوں کا ذخیرہ موجود ہے۔

کابل پر مجاہدین کے حملے میں ۲ فوجی طیارے اور ایک ہیلی کاپٹر تباہ ہوا

۳۰ افراد ہلاک ہوئے، وائس آف امریکہ

واشنگٹن ۲ ستمبر۔ کابل ایئرپورٹ پر افغان مجاہدین نے جمعرات کو جو حملہ کیا تھا اس میں ۲ فوجی طیارے ایک ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے تھے۔ اور کم از کم ۳۰ افراد ہلاک ہوئے تھے۔ یہ بات وائس آف امریکہ نے مغربی سفارتی ذرائع کے حوالے سے بتائی ہے تاہم ماسکو ریڈیو کے مطابق روسی خبر رساں ایجنسی تاس نے بتایا ہے کہ اس حملہ میں ۹ افراد ہلاک ہوئے جن میں ۲ بچے بھی شامل تھے جبکہ ۲۱ افراد زخمی ہوئے افغان مجاہدین نے کابل ایئرپورٹ پر مسلسل ۴۸ راکٹ برسائے جو ایئرپورٹ کے علاوہ رہائشی علاقوں پر بھی گرے جس سے بھاری نقصان ہوا بی بی سی کے مطابق سفارتی ذرائع کا کہنا ہے کہ کئی روسی فوجی بھی ہلاک ہوئے حملہ سے روسی رہائشی کالونی کو بھی نقصان پہنچا جبکہ دو میزائل فرانسیسی سفارت خانہ کے قریب بھی گرے اور ایئرپورٹ پر لگنے والی آگ کو اب بجھا دیا گیا ہے۔

مجاہدین نے ٹینک طیارہ مار گرایا

پشاور ۳۱ اگست۔ افغان مجاہدین نے صوبہ کنڑ کے علاقہ اسمار میں آج صبح

گیارہ بجے کابل فضائیہ کا مگ طیارہ مار گرایا اور پائلٹ عبدالاحد کو گرفتار کر لیا۔ افغان نیوز ایجنسی کے مطابق کنر صوبہ کے مرکز چاغرسی میں مجاہدین نے اسلحہ کے ایک ڈپو کو بھی تباہ کر دیا۔ عینی شاہدین کے مطابق ۳۰ جیپ اور فوجی ٹرک تباہ ہو گئے اور بارہ ایمبولنس زخمی فوجیوں کو لے جانے میں مصروف ہیں ایجنسی کا کہنا ہے کہ کنر کے مرکز میں بجلی کا نظام مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے

افغان مجاہدین نے درہ صوف کے گیریژن پر قبضہ کر لیا، آزاد وادی نورستان میں روس کی فوجی کارروائی ناکام ہو گئی افغان فوجی بغلان جیل سے فرار ہو کر مجاہدین سے آملا

لندن ۱۴ ستمبر۔ روسی سرحد سے ملنے والے شمالی افغان صوبے سمنگان میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر ایبک کے جنوب مغرب میں درہ صوف کے مقام پر فوجی گیریژن پر قبضہ کر لیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے کمانڈر عبدالقادر کی قیادت میں سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر درہ صوف کے فوجی گیریژن پر حملہ کیا۔ ساکٹوں اور میزائلوں کی یلغار سے متعدد فوجیوں کی ہلاکت اور زخمی ہونے کے بعد ملٹری ہیڈ کوارٹر میں فوجی دستے راہ فرار اختیار کر گئے جن کے چھوڑے ہوئے اسلحے اور گولہ بارود کے علاوہ سامان رسد پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ دریں اثنا بغلان شہر میں جس کا محاصرہ جاری ہے ایک افغان فوجی دو افغان مجاہد قیدیوں کو لئے حزب اسلامی کے مرکز پہنچ گیا۔ مجاہد قیدی بغلان جیل میں مقید تھے جو وہاں پر تعینات افغان فوجی کے ساتھ نکل بھاگے اسی روز کمانڈر شیر جان کی قیادت میں مجاہدین نے بغلان شہر کے نزدیک گشتی دستے کی ایک گاڑی تباہ اور دو پر قبضہ کر لیا شاہراہ سالانگ پر پل خمری کے علاقہ میں ایک اور کارروائی کے دوران مجاہدین نے ایک مکمل بند گاڑی قابو کر لی جسے گشتی دستہ مزاحمت کے بغیر وہاں چھوڑ گیا افغانستان کے قابض روسی حکام نے صوبہ کنر کی آزاد وادی نورستان پر قبضہ کرنے کے لئے فوجی کارروائی کی ہے۔ جو مجاہدین نے ناکام بنا دی۔ اطلاعات کے مطابق بکتر بند دستوں نے ستمبر کو وادی نورستان کی طرف پیش قدمی کی جنہیں حزب اسلامی کے مجاہدین نے کمانڈر شیر محمد آغا کی قیادت میں گڈوال کے مقام پر گھیر لیا۔ یہاں پر دن بھر کی مزاحمت کے بعد حملہ آور دستے متعدد لاشیں اور زخمی سمیٹ کر پسپا ہو گئے جبکہ بھاری مقدار میں اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اس معرکے میں ایک مجاہد شہید اور گیارہ زخمی ہوئے۔

مجاہدین سے بخیب اللہ کی اپیل

پشاور ۲۹ اگست۔ کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ جنرل بخیب نے ایک بار پھر مجاہدین سے اپیل کی ہے کہ وہ جنگ بندی قبول کر لیں اور قومی مصالحت کے اصولوں پر عمل درآمد کریں وہ آج روسی خلاق سیارہ چھوڑے جانے کی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ جس میں دو افغان خلا نورد بھی بھیجے گئے ہیں افغانستان کی مجوزہ عبوری حکومت کے سربراہ انجینئر احمدشاہ نے بخیب کی اپیل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ مجاہدین کا جہاد اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک بخیب انتظامیہ کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔

مجاہدین نے فوجی طیارہ مار گرایا

کابل ۸ ستمبر۔ افغان مجاہدین نے اشنگو میزائل سے ایک فوجی مال بردار ہوائی جہاز مار گرایا ہے۔ طیارہ میں سوار ۱۷ افراد ہلاک ہو گئے۔

بدخشاں صوبے کے ایک اہم شہر پر مجاہدین کا قبضہ، کابل کے گرد گھیرا تنگ کر دیا گیا، صوبہ ہلمند میں گرمسک شہر کا محاصرہ

اسلام آباد۔ افغانستان سے مغربی سفارت کاروں کے حوالے سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے صوبہ

بدخشان کے فوجی نوعیت کے اہم شہر دوشان اولسی والے پر قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ کابل اور اس کے گرد و نواح کی سڑکوں پر اپنا دباؤ مسلسل بڑھا رہے ہیں۔ مغربی اخباری نمائندے نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ کابل ایئرپورٹ پر مجاہدین کے حالیہ حملے سے اسلحہ کا ایک ڈپو مکمل طور پر تباہ ہو گیا تھا افغان ذرائع کے مطابق اسی حملے میں ایئرپورٹ پر چالیس سے زیادہ افراد ہلاک ہوتے سوویت خبر رساں ایجنسی تاس نے بتایا ہے کہ دو ٹرانسپورٹ طیارے اور ایک ہیلی کاپٹر تباہ ہوا مجاہدین کے حملے سے ہونے والے دھماکے کی تصویر سوویٹ ٹیلی ویژن پر بھی دکھائی گئی جس میں بتایا گیا کہ دو طیارے مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔ جبکہ چھ کو نقصان پہنچا کابل پر مسلسل حملوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجاہدین نے کابل کے گرد اپنا گھیرا مزید تنگ کر دیا ہے انہوں نے اہم سڑکیں کاٹ دی ہیں اور وہ کابل کے قریب اپنی پوزیشنیں مستحکم بنا رہے ہیں۔ پغمان کے گرد و نواح میں جو کابل سے بیس کلومیٹر سے بھی کم فاصلے پر ہے مجاہدین اور کابل فوجوں میں زبردست لڑائی کی خبریں بھی ملی ہیں۔ مجاہدین کے حملوں کے باعث جلال آباد کابل جانے والی سڑک پر ٹریفک کم ہو کر محض ایک تہائی رہ گئی ہے دو اہم شہروں بامیان اور تلوگان پر مجاہدین کا قبضہ جاری ہے دائس آف امریکہ نے بتایا ہے کہ مجاہدین نے صدر صوبہ ہلمند کے اہم شہر گریشک کو بھی محاصرہ میں لے لیا ہے۔ صوبہ قندہار میں ملیشیا کے سینکڑوں ارکان مجاہدین سے آملے ہیں ایک اور رپورٹ کے مطابق مجاہدین نے بامیان صوبہ کے آزاد کرائے ہوئے علاقہ میں اسلامی نظام نافذ کر دیا ہے۔

افغان مجاھدین اور کابل روسی فوجوں میں گھمسان کی جنگ

پورے ملک میں جگہ جگہ سرکاری فوجوں اور مجاھدین میں خونریز جھڑپیں، ۷۰ سے زائد افراد ہلاک سب سے سخت لڑائی صوبہ فرح میں ہو رہی ہے، کابل ریڈیو نے بھی تصدیق کر دی

کابل ۱۴ ستمبر: پورے افغانستان میں مجاہدین اور کابل روسی فوجوں کے درمیان گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی ہے کابل ریڈیو نے جنگ میں شدت پیدا ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے اطلاع دی ہے کہ پورے افغانستان میں جگہ جگہ سرکاری فوجوں اور مجاہدین کے درمیان ایک بار پھر لڑائی میں شدت پیدا ہو گئی ہے۔

کابل ریڈیو کے مطابق سب سے سخت لڑائی صوبہ فرح میں ہو رہی ہے جہاں جھڑپوں کے دوران ۷۰ سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے ملک کے جنوب میں افغان مجاہدین شہر پر بھاری گولہ باری کی تیاری کر رہے ہیں اور اطلاع کے مطابق افغان فوجیوں نے مجاہدین پر حملہ کیا جس میں متعدد افراد ہلاک ہوئے ریڈیو نے کابل کے مغرب میں صوبہ پغمان اور شمال میں صوبہ پروان میں لڑائی کی اطلاعات دی ہیں۔ شمالی صوبہ تخار میں کابل فوجیوں نے راکٹوں سمیت بہت سے گولہ بارود پر قبضہ کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ دراین اثنا مغربی سفارتی ذرائع نے بھی اطلاع دی ہے کہ کابل، قندہار، ہلمند اور دیگر مقامات پر سیاسی اور فوجی لحاظ سے صورتحال تیزی سے بگڑ رہی ہے اور کابل حکومت کو مسلسل نقصان کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ حالیہ ہفتوں میں صورت حال کے پیش نظر بجنیب انتظامیہ کا مستقبل بہت مخدوش دکھائی دے رہا ہے۔ سفارتی ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ مجاہدین صوبہ ہلمند کے دوسرے بڑے شہر پر پہلے ہی قبضہ کر چکے ہیں۔ جب کہ اس علاقہ میں مجاہدین نے ۱۲ افغان طیارے مار گرائے یہ شہر جنگی اہمیت کا حامل قندہار ہرات شاہراہ پر واقع ہے صوبائی دارالحکومت ہرات موسم گرما کے آغاز سے مجاہدین کے محاصرے میں ہے تازہ ترین اطلاعات کے مطابق اب وہاں افغان فوجیوں کی انتہائی محدود تعداد وہاں رہ گئی ہے۔ مجاہدین قندہار شہر اور اس کے ہوائی اڈے پر دباؤ بڑھا رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت جلد اس پر قبضہ کر لیں گے۔

مجاہدین نے راکٹ بریگیڈ کا صفایا کر دیا۔ گولہ باری سے کابل گورنر ہاؤس کی قریبی عمارات تباہ

۵ چوکیوں پر مجاہدین کا قبضہ

پشاور۔ سرحد پار سے موصولہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے پکتیا کے علاقے سروٹی اور کنر کے علاقے شال میں دو روسی ساخت کے افغان ہمپار طیارے مار گرائے جن کا عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے دارالحکومت کابل کے قریب شکر درہ کے علاقے میں سرکاری دستوں کے راکٹ بریگیڈ کا صفایا کر دیا شکر درہ کابل سے ۱۴ کلومیٹر دور واقع ہے اور یہاں سے اکثر و بیشتر اوقات مجاہدین کمانڈر محمد نامر خان کی قیادت میں کئی روز دارالحکومت کو نشانہ بناتے رہے ہیں۔ مجاہد پریس ایجنسی کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے غزنی صوبے میں افغان فوج کے ایک بریگیڈ تیر فدا محمد سمیت چار فوجی افسر ہلاک کر دیئے ہیں۔ جبکہ خاد کا ڈائریکٹر پہلوان عبدالرزاق اپنے فوجیوں سمیت مجاہدین سے آملے۔

دریں اثناء مجاہدین نے صوبہ پروان کے ضلع گلبہار پر کامیاب حملہ کر کے ۵ فوجی چوکیوں پر قبضہ کر لیا حملے کے دوران ۱۵ افغان فوجی ہلاک اور روسی کابل فوجیوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے کابل کے ضلع شکر درہ میں واقع فوجی چوکیوں پر حملہ کر کے ایک بڑی چوکی پر قبضہ کر لیا۔ جس کے نتیجے میں ۱۰ کابل فوجیوں کو گرفتار کر لیا گیا اسی روز مجاہدین نے روسی کابل فوجیوں کے ایک قافلے پر زبردست حملہ کر کے ۲ ٹینک تباہ کر دیئے ۳۰ روسی کابل فوجیوں کو ہلاک کر دیا ادھر مجاہدین نے صوبہ غزنی میں واقع گریژن نمبر ۱۴ اور رجمنٹ نمبر ۵ پر حملہ کر کے ۵ روسی کابل فوجیوں کو ہلاک اور ایک بڑی موٹر پر قبضہ کر لیا۔ جبکہ کافی مقدار میں اسلحہ گولہ بارود بھی ان کے ہاتھ لگا۔ ادھر مجاہدین نے ۵ اہم چوکیوں کو فتح کر لیا تھا جبکہ وہ حفاظتی چوکیوں کے فوجی از خود مجاہدین سے آملے تھے انہوں نے بتایا کہ مجاہدین نے صوبائی دارالحکومت پر دباؤ بڑھا دیا ہے۔ منگل کے روز مجاہدین نے گولہ باری کر کے گورنر ہاؤس کے قریب سرکاری عمارات کو نقصان پہنچایا۔

مجاہدین نے میرباچہ کوٹ اور کرانچ آزاد کرا لئے

اسلام آباد۔ ریڈیو تہران نے خبر دی ہے کہ افغان مجاہدین نے حملہ کر کے کابل کے شال میں واقع میرباچہ کوٹ اور کرانچ کے قصبوں کو آزاد کرا لیا ہے۔ حملے کے دوران چھبیس فوجی ہلاک اور کابل انتظامیہ کے فوجیوں کو امدادی سامان فراہم کرنے والی چھ گاڑیاں تباہ کر دی گئیں۔ مجاہدین نے کابل ہوائی اڈے پر متعدد حملے کئے اور لڑاکا طیاروں اور تین ہیلی کاپٹروں کو بھی تباہ کر دیا گیا اس کے علاوہ مجاہدین نے قندہار میں ایک قید خانے پر حملہ کر کے پچاس ساتھیوں کو رہا کرا لیا اسی دوران جیل کے عملے کے چند ارکان بھی ہلاک ہوئے۔ دریں اثنا افغانستان کے وزیر بحالیات و دیہی ترقی نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ جنگ سے شہروں کے مقابلے میں دیہی علاقے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔

مجاہدین نے بامیان میں دس ہیلی کاپٹر مار گرائے، ۷ سو افغان فوجی گرفتار

درجنوں فوجیوں کے ہمراہ ۲ جرنیل بھی ہلاک بھاری فوجی ساز و سامان پر مجاہدین کا قبضہ

تہران۔ مجاہدین نے صوبہ بامیان کے مختلف مقامات پر افغان حکومت کے دس ہیلی کاپٹر مار گرائے اور بھاری اسلحہ اور ایک ہیلی کاپٹر سمیت ۷ سو افغان فوجی بھی گرفتار کر لئے ان جھڑپوں میں ہلاک ہونے والوں کی صحیح تعداد کا علم نہیں ہو سکا تاہم ریڈیو تہران نے بتایا ہے کہ ان میں دو افغان جرنیل شامل ہیں ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے صوبہ قندوز کے علاقے نیک قلعہ میں ایک حملے کے دوران گیارہ افغان فوجی ہلاک اور دو سو کو گرفتار کر لیا۔

افغان خبر ایجنسی کے مطابق کابل ایئر پورٹ کے نواح میں مجاہدین اور کابل فوجیوں کے درمیان سخت جنگ جاری

ہے۔ صوبہ کابل کے ضلع شکردرہ پر پہلے ہی مجاہدین کا قبضہ ہے اور یہ علاقہ کابل کے ہوائی اڈے سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اس لئے ہوائی اڈے کے اردگرد مجاہدین نے اپنے ٹھکانے کافی مضبوط کر لئے ہیں۔ مجاہدین نے صوبہ قندھار میں قندی گلی نامی فوجی چوکی پر قبضہ کر لیا ہے اس سے قبل انہوں نے سیلونامی فوجی چوکی پر بھی قبضہ کیا تھا خبر ایجنسی کرنا نے امید ظاہر کی ہے کہ مجاہدین شہر ارلدراک بھی چند دن میں مجاہدین کے قبضہ میں آجائے گا۔ مجاہدین نے جلال آباد شہر پر حملہ کیا۔ جس میں انہوں نے کئی مقامات پر فوجی تنصیبات اور ہوائی کو نقصان پہنچایا مجاہدین نے اتوار کے روز جلال آباد سے کنڑ کے دارالحکومت چغزئے روانہ ہونے والے دستے پر حملہ کر کے اسے واپس جلال آباد میں دھکیل دیا ادھر بی بی سی نے مجاہدین ذرائع کے حوالے سے بتایا ہے کہ قندھار میں پانچ سو ڈی فوجی اتار دیئے گئے ہیں اور ان کے ہمراہ بھاری مقدار میں جنگی سازو سامان سے لیس ہزاروں افغان فوجی بھی بھیجے گئے ہیں اور یہ سلسلہ سارا دن جاری رہا اس دوران یہ دستے مجاہدین کے ٹھکانوں پر مسلسل گولہ باری کرتے رہے۔

کابل پر مجاہدین کا راکٹوں سے حملہ ۵ افراد ہلاک، گردیز اور خوست پر مجاہدین کی گولہ باری متعدد افراد ہلاک و زخمی

خبر رساں ایجنسی کے مطابق افغانستان کے دارالحکومت کابل پر افغان مجاہدین کی طرف سے رات کے وقت راکٹوں سے ایک حملے میں پانچ افراد ہلاک اور چھ زخمی ہو گئے۔ ایجنسی کے مطابق مجاہدین نے افغانستان کے مشرقی صوبہ پکتیا کے شہروں گردیز اور خوست پر بھی گولہ باری کی ایجنسی کے مطابق ان حملوں میں چودہ افراد ہلاک اور قریباً بیس زخمی ہو گئے۔

مجاہدین نے کندوز میں فوجی ٹرانسپورٹ طیارہ مار گرایا، عملے سمیت ۱۶ افراد ہلاک، مرنے والوں میں دو بریگیڈیئر اور ایک کرنل بھی شامل ہیں

اسلام آباد۔ کابل ریڈیو نے بتایا ہے کہ افغان مجاہدین نے گزشتہ روز کندوز کے صوبے میں جو افغان فوجی ٹرانسپورٹ طیارہ مار گرایا تھا اس کے نتیجے میں عملے کے چار ارکان سمیت طیارے میں سوار ۱۶ افراد ہلاک ہوئے۔ ہلاک ہونے والوں میں دو بریگیڈیئر اور ایک کرنل بھی شامل ہیں جن کے نام بریگیڈیئر محمد اسمٰعیل نوری بریگیڈیئر عبدالوحد رزمند اور کرنل محمد حسین کوشیار ہیں، کرنل محمد حسن کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ حکمران پارٹی کے سیاسی شعبہ کے سربراہ تھے۔

افغان مجاہدین کا کابل پر حملہ تیس افراد ہلاک، دو فوجی طیارے اور ایک ہیلی کاپٹر تباہ ضلع کشم پر بھی قبضہ کر لیا گیا

اسلام آباد۔ دائس آف امریکہ کے مطابق افغانستان کے دارالحکومت کابل پر مجاہدین کے تازہ حملے میں کم از کم تیس افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ ریڈیو نے مغربی سفارتکاروں کے حوالے سے کہا ہے کہ اس حملے میں کابل ایئر پورٹ پر کھڑے ہوئے دو فوجی طیارے اور ایک ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو گیا ادھر افغان خبر رسان ادارے نے خبر دی ہے کہ مجاہدین کابل انتظامیہ کے فوج کے ساتھ زبردست جھڑپ کے بعد صوبہ بدخشاں کے ضلع کشم پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس دوران انہوں نے چھ ٹینکوں سمیت اسلحہ کی ایک بڑی مقدار پر بھی قبضہ کر لیا ایک دوسری اطلاع کے مطابق مجاہدین نے کابل کے شمال میں خیرخانہ بینا کے مقام پر بارہ چھپیں اور متعدد فوجی ٹرک تباہ کر دیئے ہیں۔

قافلۂ شہداء

شہید محمد موسیٰ دامنی ولد حسین دامنی

۱۳۸۸ھ میں ایران کے صوبہ بلوچستان ضلع خاش (ایرندگان) میں ایک دیندار اور محب اسلام مگر غریب گھرانے میں متولد ہوئے اور شہید موصوف بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوتے ہوئے علوم اسلامی کے شیدائی تھے۔ چنانچہ مالی حالت بہتر نہ ہونے کے باوجود شہید موصوف نے ابتدائی تعلیم اپنے ہی علاقہ کے ایک مقامی مدرسے جو کہ ارندگان شہر میں واقع ہے، مولانا داد رحمن موحید کے زیر نگرانی حاصل کی۔ متوسط تعلیم اپنے شہر رحمن آباد مدرسہ میں مولانا عبدالرحمٰن موحد سے حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۴۰۳ھ میں ایک اور مدرسہ جو کہ عین العلوم کے نام سے مشہور ہے میں تین سال حصول علوم اسلامی میں گزارنے کے بعد مزید حصول علوم اسلامی کے واسطے ۱۴۰۶ھ میں پاکستان تشریف لائے اور ایک مدرسہ جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱ کورنگی کے ایریا میں داخلہ لیا۔ چونکہ یہ شہید موصوف شجاعت غیرت ایمانی اعلیٰ ضمیر، تدبر شوق جہاد جیسے صفتوں پر متصف تھے اس وجہ سے ہمیشہ دنیا کی مظلوم قوم اور غریب اور مصیبت زدہ مسلمانوں کو یا کرتے تھے۔ اور دریائے غم میں ڈھوب جاتے تھے۔ لہٰذا ان صفتوں کی وجہ سے نوجوان اور بہادر طالب العلم اس با پسند نہیں فرماتے تھے کہ دنیا کے مسلمان خصوصاً افغانستان کے غیور اور آزاد قوم غلامی کی زنجیروں میں جکڑ جائے خود تماشائی بن بیٹھے۔ چنانچہ اس نے ناموس دین کی حفاظت کی خاطر شیر کی طرح، غاصب اور دون ہمت روسیوں کے خلاف اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ کی تعطیلات کو غنیمت سمجھتے ہوئے افغان جا کر خوست کے علاقہ میں میدان کارزا میں مجاہدین کے صفوں میں شامل ہوا آخر کار ۷ ذوالحجہ ۲۹ جولائی ۱۴۰۸ھ بروز جمعہ ژاوارنامی علاقے میں ایک

شدید جھڑپ کے دوران جام شہادت نوش کر گئے۔

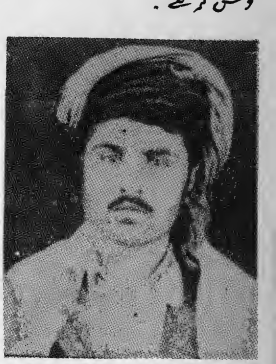

شہید مملک

شیر خان کے جواں سال فرزند شہید مملک نے ۱۹۶۲ء میں صوبے لوگر میرزکی نامی علاقے کے ایک دیندار، محب وطن اور اسلام دوست گھرانے میں آنکھ کھولی جونہی افغانستان میں نام نہاد روسی انقلاب برپا ہوا اور افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑنے جانے لگے تو اس نوجوان مجاہد نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ وہ جناب ایک خوش خلق اور ملنسار انسان تھے۔ ایک طویل عرصے تک اپنے مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ مصروف جہاد رہے۔ آخر کار سید کرم نامی علاقے میں ایک خونریز جھڑپ کے دوران ۱۹۸۳ء میں دشمن کی ایک بے رحم گولی ان کی جان لیوا ثابت ہوئی اور اس طرح وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے

شہید حضرت خان

شہید حضرت خان ولد عبدالصمد خان نے ۱۹۵۱ء میں صوبے لوگر کے "سرخاب" نامی علاقے کے ایک نہایت متقی، پرہیزگار اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ جب افغانستان میں کفر و الحاد کے کالے بادل اُمنڈ آئے اور ہر طرف دہریت کا پرچار ہونے لگا۔ تو اسلام کے شیدائی افغان مجاہدوں نے دشمنوں کے خلاف کارروائی میں حصہ لیا اور ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے کمربستہ میدان میں کود پڑے۔

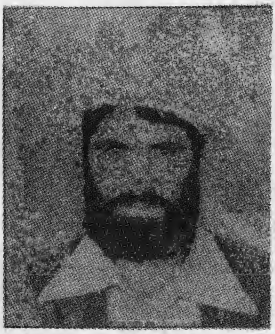

جناب شہید حضرت خان ایک طویل عرصے تک دشمن کے لئے قہر ساماں بنے رہے۔ بے شمار معرکوں میں حصہ لیا بھاری مقدار میں گولہ بارود دشمن سے چھین کر اپنے مجاہد بھائیوں کے ہاتھ مضبوط کئے آخر کار ۳ اگست ۱۹۸۷ء کو اتوار کے دن جو کہ عرفات کے دن سے مصادف تھا۔ دشمن کا بے جگری سے مقابلہ کرتا ہوا یہ مجاہد اللہ کو پیارا ہو گیا۔

شہید برات خان

شہید برات خان نے ۱۹۵۳ء میں صوبے کابل کے "میرزچہ کوٹ" نامی کمشزی کے ایک متدین، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی انہیں بچپن ہی سے تحصیل علم کا شوق تھا۔ چنانچہ انہوں نے جلد ہی مڈل کلاس سے فراغت پائی۔ مگر حالت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر پائے اور اپنی اور اپنے اہل خانہ کے لئے روزی کمانے کے لئے محنت مزدوری کا پیشہ اختیار کیا۔ وہ جناب ایک نہایت دیندار مسلمان تھے۔ جونہی افغانستان میں روسی نام نہاد انقلاب آیا اور اس مرد مجاہد نے اپنی آنکھوں افغان عوام کو خون میں نہاتے دیکھا تو یہ سب کچھ مظالم اس سے نہ سہے گئے فوراً دنیوی کاموں کو

لات ماری اور عملی جہاد کا آغاز کیا نہایت شوق کے ساتھ اپنی دینی ذمہ داری میدانِ جہاد میں پوری کی۔ وہ گوریلا جنگ کے طاق ماہر تھے، دشمن کے قلب میں گھس کر اُن پر کاری ضرب لگانا ان کی عادت تھی۔

آخر کار ۱۹۸۶ء میں روسی مزدوروں کی جانب سے ناگہانی طور پر ان پر حملہ کیا گیا۔ جس سے وہ زخموں کی تاب نہ لا کر جامِ شہادت نوش کر گئے۔

شہید عبدالسلام

جناب جو رہ قُل کے جواں سال فرزند شہید عبدالسلام ۱۹۶۳ء میں صوبہ سمنگان کے "آسیا باد" نامی گاؤں کے ایک متدین اور روشن ضمیر گھرانے میں متولد ہوئے وہ بچپن ہی سے علوم دین سیکھنے کے شائق تھے، چنانچہ طفولیت ہی میں انہیں اپنے ہی محلے کے مولوی صاحبان سے علوم شرعی سیکھنے کا موقع ملا۔ ابھی وہ کم سن ہی تھے کہ افغانستان میں نام نہاد "انقلابِ ثور" دونما ہوا۔ انہوں نے تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور جہاد کا راستہ اپنایا اور اس عزم کے ساتھ اپنے مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ دشمن کے سبھی حربوں کو ناکام بناتے رہے۔ آخر کار ۱۹۸۷ء میں ایک خونین جھڑپ کے دوران وہ شہید ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے

شہید مولوی لعل خان

شہید مولوی لعل خان ولد قُباد خان صوبے لوگر کے "آب بازک" نامی گاؤں کے ایک دیندار، محبِ وطن اور علم دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ جناب والدین کی نیک تربیت کے باعث بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔

جب ۱۹۷۸ء میں روسی نام نہاد "انقلاب" نے افغانستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ہر سو خون کی ندیاں بہنے لگی تو اس مردِ مجاہد کو اپنی دینی ذمہ داری کا احساس ہوا۔ دنیوی کاموں سے منہ موڑا۔ بندوق اٹھائی اور اس عزم کے ساتھ میدان میں کود پڑا کہ یا تو سرکٹوا کر شہید بنے یا پھر اللہ کی راہ میں کامیاب ہو کر غازی کا لقب حاصل کرے۔

چنانچہ خالقِ تعالےٰ نے ان کی

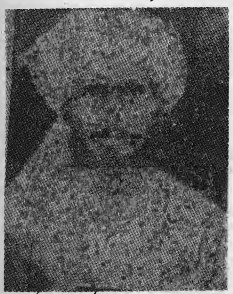

ان دونوں آرزوؤں کو پورا کر دیا کئی معرکوں میں غازی بنے اور پھر ۳ اگست ۱۹۸۷ء کے ایک خونین معرکے کے دوران سرخاب نامی علاقے میں دشمن کی گولی سینے پر سہتے ہوئے شہیدوں کے قافلے میں شامل ہو گیا۔

فرمانِ الٰہی

اُمّتِ وسط کی ذِمّہ داریاں

اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک "امت وسط" بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔ (بقرہ)

تشریح:

اُمتِ وسط" کا لفظ اس قدر وسیع معنویت اپنے اندر رکھتا ہے کہ کسی دوسرے لفظ سے اس کے ترجمے کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے مراد ایک ایسا اعلیٰ اور اشرف گروہ ہے جو عدل و انصاف اور توسط کی روش پر قائم ہو، جو دنیا کی قوموں کے درمیان صدر کی حیثیت رکھتا ہو، جس کا تعلق سب کے ساتھ یکساں حق اور راستی کا تعلق ہو، اور ناحق، ناروا تعلق کسی سے نہ ہو۔

پھر جو یہ فرمایا کہ تمہیں "امت وسط" اس لئے بنایا گیا ہے کہ "تم لوگوں پر گواہ ہو" تو اس سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں جب پوری نوع انسانی کا اکٹھا حساب لیا جائے گا، اس وقت رسولؐ ہمارے ذمہ دار نمائندے کی حیثیت سے تم پر گواہی دے گا۔ کہ فکر صحیح اور عمل صالحہ اور نظام عدل کی جو تعلیم ہم نے اسے دی تھی وہ اس نے تمہیں بے کم و کاست پوری کی پوری پہنچادی اور عملاً اس کے مطابق کام کر کے دکھایا۔ اس کے بعد رسول کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے تم کو عام انسانوں پر گواہ کی حیثیت سے اٹھنا ہوگا اور یہ شہادت دینی ہوگی کہ رسولؐ نے جو کچھ تمہیں پہنچایا تھا وہ تم نے انہیں پہنچادیا ہیں اور جو کچھ رسول نے تمہیں دکھایا تھا وہ تم نے انہیں دکھادیا ہیں اپنی حد تک کوئی کوتاہی نہیں کی۔

اسی طرح کسی شخص یا گروہ کا اس دنیا میں خدا کی طرف سے گواہی کے منصب پر مامور ہونا ہی درحقیقت اس کا امامت اور پیشوائی کے مقام پر سرفراز کیا جانا ہے۔ اس میں جہاں وہ فضیلت اور سرفرازی ہے وہیں ذمہ داری کا بہت بڑا بار بھی ہے اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امّت کے لئے خدا ترسی، راست روی، عدالت اور حق پرستی کی زندہ شہادت بنے۔ اسی طرح اس امت کو بھی تمام دنیا کے لئے زندہ شہادت بننا چاہیئے۔ حق کہ اس کے قول و عمل اور برتاؤ ہر چیز کو دیکھ کر دنیا کو معلوم ہو کہ خدا ترسی اس کا نام ہے، راست روی یہ ہے، عدالت اس کو کہتے ہیں۔ اور حق پرستی ایسی ہوتی ہے پھر اس کے معنیٰ یہ بھی ہیں کہ جس طرح خدا کی ہدایت ہم تک پہنچانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری بڑی سخت تھی۔

PROPERTY OF ACKU

از دیوبند ۱۵/۹/۸۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی و مکرمی جناب سید عبداللہ صاحب

مدیر ماہنامہ "مشعل" پشاور

سلام مسنون و نیاز مقرون۔

خدا کرے مزاج اقدس بعافیت ہو

ایک افغان برادر کے ہاتھوں پہلی بار "مشعل" کا شمارہ ۱۰-۱۲ ماہ مئی و جون ۱۹۸۸ء ملا۔ ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالا۔ ریڈیو اور اخبارات سے مجاہدین اسلام کی سرفروشانہ جدوجہد کی جو خبریں ملتی رہتی ہیں وہ بے حد امید افزا اور ایمان افروز ہوتی ہیں اب مشعل کے مطالعہ سے جو تفصیلات اور پس منظر سامنے آئے ان سے تو جوش ایمانی میں اور بھی اضافہ ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت جہاد اسلامی میں مصروف برادر افغانوں کو جلد مکمل کامیابی سے سرفراز فرمائے آمین ثم آمین۔

واقعہ یہ ہے کہ دنیا کی ایک عظیم طاقت روس افغانستان کے راستہ دنیائے اسلام کو زیر کر کے الحاد پھیلانے کی جس قوت کے ساتھ گھر سے باہر نکلا تھا۔ اس کو افغان مجاہدین کی بے مثال قربانیوں نے قطعی طور سے ناکام بنا کر رکھ دیا ہے اور وہ شکست فاش دی ہے کہ تاریخ اس ہزیمت کو کبھی فراموش نہیں کر سکے گی اس موقع پر مجھے یہ بات کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ انشاء اللہ افغان مجاہدین کی بے جگری اور اسلام کے لئے ان کی بے مثال قربانیاں احیاء اسلام کا مبارک و مسعود آغاز ثابت ہوں گی۔

البتہ یہ بات لکھنے کی اجازت چاہونگا کہ تحریک کے قائدین کے لئے بہت ضروری ہو گیا ہے کہ رائے کے اختلاف کو ذاتی اختلاف نہ بننے دیں اور اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ آستینوں کے سانپوں یعنی ان ضمیر فروشوں بلکہ ایمان فروشوں سے ہر وقت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے جو اپنوں کے بھیس میں الحاد پرستوں کے ایجنٹ ہیں۔

آخر میں اپنے تمام دوستوں اور اپنی جانب سے افغان مجاہدین اور ان کے تمام جلیل القدر قائدین کی خدمت میں ان کی بے مثال قربانیوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔

"مشعل" کے مسلسل ملنے کا اگر کوئی بندوبست ہو سکے تو بڑا کرم ہو

والسلام

مطیع الرحمٰن صدیقی

محلہ ضیاء الحق دیوبند یو۔پی انڈیا

DEOBAND

U.P. India

pin. 247554

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا، ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)، ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار
اور ظلم کے واسطے ہجرت پر مجبور ہو کر پریشانی اور
غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور
ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین
کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ
اسلامی کا احیاء

امیر جمعیت اسلامی افغانستان محاذ جنگ پر مجاہدین کے ساتھ

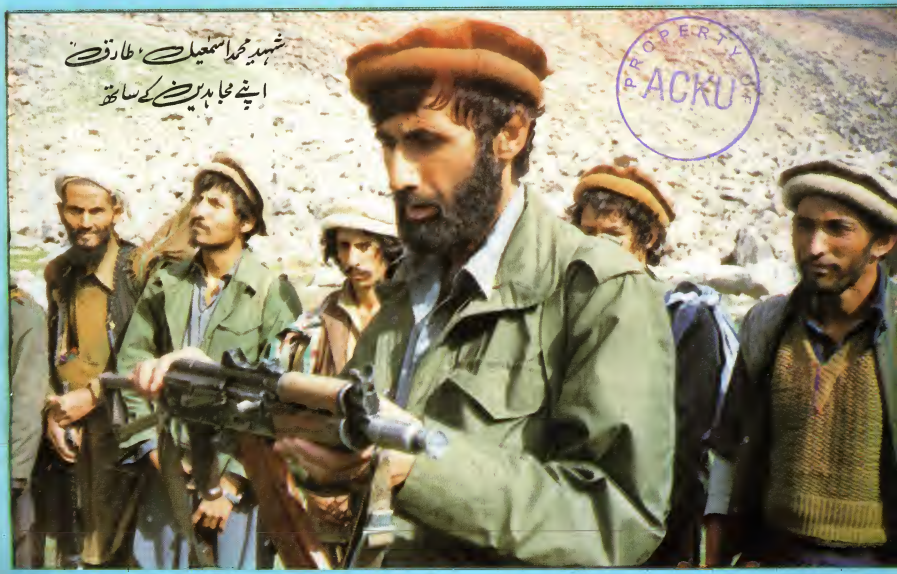

شہید محمد اسمٰعیل "طارق"
اپنے مجاہدین کے ساتھ

PROPERTY OF ACKU

فرمانِ نبویؐ

اسلامی معاشرے کی ایک اہم خصوصیت

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ قریش کو ایک بار قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت کے بارے میں جس نے چوری کی تھی، بڑی پریشانی اٹھانی پڑی کہ کہیں اس کا ہاتھ نہ کٹ جائے" تو انہوں نے مشورہ کیا کہ اس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سفارش کرے، وہ کہنے لگے کہ اس کی جرأت سوائے حضرت اسامہؓ بن زید کے کون کرسکتا ہے۔ کیونکہ حضرت اسامہؓ حضورؐ کے منظورِ نظر ہیں۔ لہٰذا حضرت اسامہؓ نے حضورؐ سے بات کی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہوگیا اور آپ نے فرمایا۔ کیا تم حدود اللہ میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو؟ پھر آپ کھڑے ہوگئے اور خطبہ دیا اور فرمایا۔ تم سے پہلے لوگ اسی لئے تو ہلاک ہوئے کہ ان میں سے اگر کوئی با اثر آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ اور جب کوئی کمتر چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے تھے خدا کی قسم اگر فاطمہ بنتِ محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح:

یہ حدیث پاک جس میں ایک خاص واقعے کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے اور اس کے پس منظر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجرموں کے بارے میں سفارش کے سلسلے میں ایک ابدی ہدایت بیان کی گئی ہے۔ اور آپؐ کی یہ ہدایت حقیقتاً اسلام کے اس بنیادی فلسفے کی وضاحت کرتی ہے کہ قانون کی نگاہ میں بڑا اور چھوٹا ادنیٰ اور اعلیٰ سب برابر ہیں۔

جو واقعہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک عورت جو ایک بڑے خاندان سے تعلق رکھتی ہے اس سے چوری کا ارتکاب ہوا ہے لہٰذا اسے سزا سے بچانے کے لئے سفارش کی جا رہی ہے اور منتہائے سفارش یہ نہیں ہے کہ کوئی بے گناہ قانون کی گرفت میں آگیا ہے۔ اس کی مدد کی جائے بلکہ مقصود سفارش یہ ہے کہ ایک بڑے خاندان کے فرد سے جرم سرزد ہوگیا ہے اس کی خاندانی بڑائی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے قانون کی گرفت سے بچایا جائے تاکہ خاندان کی بڑائی پہ کوئی حرف نہ آئے اور طبقاتی تحفظات کا نظام محفوظ رہے۔

اور آج بھی آپ دیکھیں گے کہ وہ تمام معاشرے اور نظام جو یا تو بے خدا ہیں یا خدا کا تصور تو رکھتے ہیں مگر اپنی من مانی کارروائیوں میں مبتلا ہیں یا محض انسانوں کے بنائے ہوئے مفاد پرستانہ طریقِ زندگی ہیں ان سب کا اندازِ فکر و نظر آپ کو یہی نظر آئے گا کہ سزا اور انصاف کے تقاضوں کے سلسلے میں بھی طبقات کی لاگ کو پوری طرح قائم و دائم رکھا جائے۔

لیکن اسلام کے نظام کا اولین تقاضا یہی ہے کہ یہاں قانون ادنیٰ اور اعلیٰ کے سارے امتیازات سے پاک ہے اور انصاف قطعی بے لاگ اور بے رد رعایت ہے۔

قرآن و سنت کا دیا ہوا قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ یہاں مملکت کے ادنیٰ ترین آدمی سے لے کر سربراہ مملکت تک سب کے سب اس قانون کی نگاہ میں ایک ہیں۔ ان کے مناصب یا مراتب محض

ایک انتظامی اور تنظیمی حیثیت رکھتے ہیں یہ منصب کسی تفریق یا قانون سے بالاتر ہونے کے لئے اضافی حیثیت کے حامل نہیں ہیں اور اس لحاظ سے اس قانون کی ایک ایک شق ہر حال میں اور ہر شخص پر بلا امتیاز نافذ ہوگی کسی کے لئے بھی اس میں کسی امتیازی سلوک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قاعدہ کلیہ کے اعلان کا ان الفاظ کے ساتھ حکم فرمایا۔

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں۔ (شوریٰ)

اللہ تعالیٰ نے مجھے نسل انسانی کی جس رہنمائی کے منصب پر مامور کیا ہے اس کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ میں لوگوں کے درمیان بے لاگ انصاف کروں۔ میرا تعلق سب انسانوں کے ساتھ انصاف کا تعلق ہے۔ میرے لائے ہوئے دین میں کسی کے لئے بھی کوئی علاقائی، لسانی، خاندانی، طبقاتی یا نسلی امتیاز نہیں ہے۔ یہاں اپنے اور غیر، بڑے اور چھوٹے، ادنیٰ اور اعلیٰ کے لئے الگ الگ پیمانے نہیں ہیں، حقوق و فرائض کے معیار سب کے لئے یکساں ہیں۔ جو حق ہے وہ سب کے لئے حق ہے اور جو گناہ ہے وہ سب کے لئے گناہ ہے۔ جو حرام ہے اس کی حرمت سب کے واسطے ہے اور اسی طرح جو حلال ہے وہ سب کے لئے حلال ہے۔ خود میری ذات بھی قانون خداوندی کی اس ہمہ گیری سے مستثنیٰ نہیں ہے

قانون کی بالادستی اور انصاف کے بے لاگ ہونے کا یہی وہ قاعدہ کلیہ ہے۔ جو حضورؐ نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے۔

بخاری شریف کی ایک اور روایت میں جو باب الحدود میں بیان ہوئی ہے اس میں یہ بات اس طرح بیان فرمائی گئی ہے کہ:

"تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں وہ اسی لئے تو تباہ ہوگئیں کہ وہ لوگ کمتر درجے کے لوگوں کو قانون کے مطابق ان کے جرموں کی سزا دیتے تھے اور اونچے درجے کے لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔"

اس ہدایت پر ذرا غور کرنے سے جو صورت سامنے آتی ہے اور جو ہر لحاظ سے اس حدیث پاک کی بنیادی ہدایت ہے۔ وہ ہمارے سامنے تین اصولی اور بنیادی باتوں کو واضح کرتی ہے۔

اس میں سب سے پہلی بات جس کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور جو حقیقتاً روح ہدایت اور جان تقویٰ ہے وہ ہے قانون کا بے رو رعایت نفاذ۔ اور اس سلسلے میں جو بات یاد دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اقوام عالم کی ہلاکت اور تباہی کا باعث ہمیشہ یہی رہا ہے کہ وہ قانون کے بارے میں ایک طرح کا بے نیازانہ رویہ اپنا لیتی ہیں اور قانون کے سلسلے میں امتیازات برتنے لگتی ہیں یہی امتیازی سلوک جہاں ایک طرف معاشرے میں طبقاتی کشمکش کو جنم دیتا ہے اور ادنیٰ و اعلیٰ کے درمیان نفرت پھیلانے کا باعث بنتا ہے وہاں اسی طرز عمل سے معاشرے میں قانون کی گرفت بھی ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور لوگ اس بنا پر کہ ہمیں سزا نہیں دی جاسکتی کیونکہ ہم بڑے ہیں یا ہماری اس بنا پر سفارش کی جائے گی کہ ہم اونچے طبقے کے لوگ ہیں۔ یہ تصور اور طرز عمل قانون کے اثر کو تباہ کر دیتا ہے۔

لہٰذا مجموعی طور پر ساری قوم پھر اس کے عذاب میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ ایک اور مقام پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کفر کی حکومت چل سکتی ہے۔ مگر ظلم کی حکومت نہیں چل سکتی کیونکہ نظام کائنات ہی اعتدال و عدل پر استوار ہے اور یہاں بے اعتدالی کی سزا سے کوئی نہیں بچ سکتا اور انصاف نہ کرنا یا فرمود کے ساتھ رعایت برتنا گویا خود اپنی حفاظت اور پورے معاشرے کے تحفظ کو برباد کرنا ہے۔

دوسری بات جو اس ہدایت کریمانہ کی روح ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کا نظام اس خدا کا بنایا ہوا نظام ہے

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

شہید نفاذِ شریعت اسلامی اور جہادِ افغانستان
صدر جنرل محمد ضیاء الحق

زندگی کے نشیب و فراز میں کبھی کبھار ایسے حادثے بھی رونما ہوا کرتے ہیں۔ جن کے نتیجے میں نابغۂ روزگار، تاریخ ساز، باصلاحیت اور قابل قدر نامور ہستیاں منظر عام پر آیا کرتی ہیں۔ لیکن زندگی کے حقیقی جیالے اور تاریخ ساز وہی افراد ہوا کرتے ہیں جن کی ساری زندگی پُر ماجرا اور حوادث سے گذری ہو اور تاریخ کے نئے ابواب ان کے شاندار کارناموں کا حصہ بن چکے ہوں۔ خاص طور پر اُن جیالوں جنھوں نے طہارت اور تقویٰ کی زندگی بسر کرتے ہوئے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ ملک و ملت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے گزارا ہو۔ ایسے لوگوں کو مردہ مت کہو کیونکہ وہ اپنے شاندار کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ زندہ اور جاوید ہیں۔

آج کے اسلامی معاشرے کی تاریخ میں شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق تاریخ اسلام کے ایک درخشندہ ہستی تھے۔ ان کی یادیں افغانستان کی موجودہ اور کل کی آنے والی نسلوں کے ذہنوں میں صدیوں تک باقی رہیں گی انہوں نے افغان مجاہد عوام کے مسلمہ حقوق کا جس انداز سے دفاع کیا وہ موجودہ عصر کا ایک عظیم الشان اور عالیشان کارنامہ ہے۔

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق تاریخ اسلام کے ایک نامور اور سچے سپاہی تھے وہ اعلیٰ خصائل اور اخلاق کے پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نڈر بے باک، دلیر مگر دور اندیش اور منجھے ہوئے سیاست دان تھے۔ ہمدردی اور مہربانی ان کی رگوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان کے اِن نیک صفات کی بنا پر ان کی حیات زندگی میں اور آج جب کہ وہ ہم سے بچھڑ گئے ہیں (مرد مومن مرد حق، ضیاء الحق ضیاء الحق) کا نعرہ ان کے دوستوں اور شیدائیوں کا ورد زبان ہے اور یہ سچا واقعتاً شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق اپنی اُن اعلیٰ خصلتوں اور اسلام دوستی کی وجہ سے متذکرہ شعار کے سزاوار اور مستحق ہیں وہ حقیقتاً ایک مومن، پارسا، متقی، حلیم الطبع اور متواضع انسان تھے۔ اندھیری راتوں میں اپنی اشکبار آنکھوں کے ساتھ اپنے رب العزت کے حضور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے راز و نیاز کیا کرتے تھے وہ مومنوں کے مقابلے میں نہایت متواضع، مہربان اور دل سوز تھے۔ مگر جابر طاغوتوں کے مقابلے میں ان کا عزم و ارادہ قاطع اور ناقابل شکست تھا۔ روس جیسی بے رحم سپر طاقت کے مقابلے میں افغان نہتے مظلوم مگر جیالے عوام کے ساتھ